﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد21 | جمعۃ المبارک 04/اپریل 2014ء | 04/جمادی الثانی 1435 ہجری قمری 04/شہادت 1393 ہجری شمسی | شمارہ14

تَفَقُّہ فی الدین

حضرت عبداللہ بن حارث زبیدیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
جو شخص اپنے اندر تفقہ فی الدین پیدا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے تمام کاموں کا خود متکفل ہو جاتا ہے اور اس کے لئے ایسی ایسی جگہوں سے رزق کے سامان مہیا کرتا ہے جس کا اسے وہم وگمان بھی نہیں ہوتا۔

(مسند امام اعظم جلد نمبر 1ص25)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

اصل بات یہ ہے کہ سچے نبی کے ساتھ خدا تعالیٰ کی ہیبت ہوتی ہے اور جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے اس کے ساتھ خدائی نشان اور تائید کا عَلَم لازمی طور سے ہوتا ہے۔

اس وقت ہمارے ساتھ بھی خدائی شہادت موجود ہے۔کوئی بھی اعتراض جو منہاجِ نبوت پر قرآن اور حدیث کی رو سے ہو ہم اس کا جواب دینے کو ہر وقت تیار ہیں۔ ہر مدعی سے یہی ہوتا ہے کہ اس کے صدقِ دعویٰ کا ثبوت مانگا جاتا ہے۔ سو ہم اس امتحان کے واسطے ہر وقت تیار ہیں بشرطیکہ منہاجِ نبوت پر ہو۔

’’دیکھو لیکھرام کا مجھ سے مقابلہ ہوا تھا۔اس نے میرے واسطے پیشگوئی کی تھی کہ تین برس میں مرجاؤں گا۔مَیں نے خدا سے خبر پا کر اس کے حق میں پیشگوئی کی تھی کہ چھ برس میں بذریعہ قتل ہلاک ہوگا۔لیکھرام کی کتاب ’’خبط احمدیہ‘‘ کھول کر دیکھ لو کہ کس طرح اس نے رو رو کر گریہ وبکا سے پرمیشر کے حضور نہایت عجز وانکسار سے التجا کی ہے۔اور خدا تعالیٰ سے صادق کی تائید اور نصرت اور کاذب کی ہلاکت اور بربادی کا فیصلہ مانگا ہے تا کہ حق و باطل میں تمیز ہو سکے۔اور دنیا پر ظاہر ہو جاوے کہ آریہ مت اور مذہب اسلام دونو میں سے خدا کے حضور کونسی راہ پیاری اور منظور ہے اور کونسی مردود ہے۔آخر کار جو فیصلہ ہوا ایک دنیا اس کو جانتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے کس کی تائید کی اور کون نامراد مرا۔اور اس طرح سے سچے اور جھوٹے اور اسلام اور آریہ مذہب کا ہمیشہ کے واسطے تصفیہ ہو گیا۔

یہ ہیں خدا کے نشان اور ان کا نام ہے مابہ الامتیاز۔خشک مباحثات سے کیا ہوسکتا ہے۔بھلا کبھی کسی نے دیکھا بھی کہ مباحثہ سے کسی نے ہار منوائی ہو؟ ایک طرف خبط احمدیہ کو لے لو اور دوسری طرف میری کتابوں کو لے لو جن میں یہ پیشگوئی بڑی بسط سے درج ہے پھر مقابلہ کرو کہ کونسا خدا کا کلام ہے اور کونسا شیطان کا۔اگر میرا نُطق خدا کی طرف سے اور خدا کے حکم سے نہ ہوتا تو کیا ممکن نہ تھا کہ میں ہی مرجاتا اور وہ زندہ رہتا کیونکہ ظاہر اسباب اس بات کے متقاضی تھے۔مَیں اس کی نسبت عمر میں زیادہ تھا اور پھر بیماری میرے لاحق حال تھی مگر برخلاف اس کے وہ مضبوط توانا اور تندرست تھا۔یہی نہیں بلکہ اس کے سوا اور بھی جس جس نے مباہلہ کیا وہی ذلیل ہوا۔ ہلاک ہوا۔غلام دستگیر قصوری۔محی الدین لکھو کے والا۔ان لوگوں نے مباہلے کئے اور خود ہی ہلاک ہو کر ہماری صداقت پر ہمیشہ کے واسطے مہریں کر گئے۔مولوی چراغ دین جموں والا نے میری نسبت پیشگوئی کی کہ طاعون سے مرے گا اور مباہلہ کیا۔مگر دیکھو خود ہی طاعون سے مرا۔ایک فقیر مرزا تھا۔اس نے بھی اعلان کیا تھا کہ مرزا رمضان کے مہینے میں مرجائے گا۔ مجھے عرش سے یہ خبر دی گئی ہے۔آخر جب وہ رمضان کا مہینہ آیا تو خود ہلاک ہو گیا۔بابو الٰہی بخش صاحب نے بھی ہماری نسبت اپنی کتاب میں طاعون سے مرنے کی پیشگوئی کی تھی مگر آپ لوگ جانتے ہوں گے کہ وہ کس طرح مرے۔

اب بتاؤ کہ معجزات کے سر پر سینگ ہوتے ہیں۔ڈوئی جو سمندروں کے پار بیٹھا تھا جب وہ ہمارے مقابلہ میں آیا اور ہم نے خدا سے خبر پا کر اس کے واسطے اس کی پرحسرت ہلاکت کے واسطے پیشگوئی کی تو فوراً اُس پر آثار ادبار ظاہر ہونے شروع ہو گئے اور آخر کار بڑی نامرادی سے مفلوج ہو کر اور طرح طرح کے دُکھ اور ذلّتیں دیکھتا ہوا ہلاک ہو گیا۔غرضکہ اگر نشانات کی ایک کتاب بنائی جاوے تو یقین ہے کہ پچاس جزو کی ایک کتاب تیار ہو۔دیکھو عبداللہ آتھم بھلا اب کہاں ہے؟ لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے واسطے کوئی نیا معجزہ دکھاؤ۔خدائی نشانات کیا باسی ہو گئے ہیں اور وہ ردّی ہو گئے ہیں کہ ان کو رڈ کر دیا جاتا ہے اور اپنی مرضی کے نشانات مانگے جاتے ہیں۔خدتعالیٰ کسی کا ماتحت ہو کر نہیں چلنا چاہتا کہ وہ کسی کی مرضی کا تابع ہو۔وہ نشان دکھا رہا ہے مگر اپنی مرضی کے موافق دکھاتا ہے کیا ان سے تسلی نہیں ہوتی کہ اَور مانگے جاتے ہیں۔

الغرض قرآنِ شریف میں آخری زمانہ کے موعود کا نام خلیفہ رکھا گیا ہے اور احادیث نبویہ میں مسیح کے نام سے اس کو یاد کیا گیا ہے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بھی ہمارے دو نام رکھے ہیں جو کہ ہماری کتاب میں جس کو عرصہ چھبیس سال ہو گیا ہے کہ چھپ کر شائع ہو گئی اور دوست دشمن کے ہاتھ میں موجود ہے۔چنانچہ ہمارے ایک الہام میں یوں آیا ہے اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً اور ایک دوسرے الہام میں ہے کہ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَکَ الْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ۔ غرض حدیث اور قرآن شریف کے رو سے اللہ تعالیٰ نے ہمارا ہی یہ نام رکھا ہے اور آنے والا موعود ہمیں ہی مقرر فرمایا ہے۔

مسیح ناصری تو مَر گیا اور قرآن شریف میں بار بار اس کی وفات کا بڑے زور سے ذکر کیا گیا ہے۔وہ تو اب کسی طرح زندہ ہو ہی نہیں سکتا۔جب اس کی جگہ اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے کو بٹھا دیا تو اب بھی اس کا انتظار کرنا کیسی نادانی اور جہالت ہے۔میرا مدعا یہ ہے کہ لوگ جو اس معاملہ میں بحث کرتے ہیں کہ ہمیں ہمارے منہ مانگے نشان دیے جاویں۔دیکھو صدہا نبی ایسے بھی آئے کہ ان کی پیشگوئی کسی پہلی کتاب میں نہیں کی گئی۔

اصل بات یہ ہے کہ سچے نبی کے ساتھ خدا تعالیٰ کی ہیبت ہوتی ہے اور جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے اس کے ساتھ خدائی نشان اور تائید کا عَلَم لازمی طور سے ہوتا ہے۔دیکھو بائبل، انجیل، قرآن، حدیث میں جن معجزات کا ذکر ہے دشمن ان کو نہ ماننے کے کئی وجوہ پیدا کرسکتا ہے۔تحریف تبدیل کا الزام لگا سکتا ہے اَور رنگ کے دوسرے پہلو کے معنے کرسکتا ہے۔غرضکہ گزشتہ امور پر ہی اگر فیصلہ کا انحصار اور دارومدار ہو تو اس میں بڑی مشکلات پیش آسکتی ہیں۔مگر اللہ تعالیٰ ہرگز پسند نہیں کرتا کہ حق و باطل میں خلط ہو اور حق دنیا پر مشتبہ رہے۔اسی واسطے اُس کی سُنّت ہے کہ وہ تازہ بتازہ نشانات سے امرحق کا ہمیشہ اظہار کرتا رہا ہے۔چنانچہ اس زمانہ میں بھی جبکہ خدا تعالیٰ نے ہمیں مامور کر کے بھیجا اور مسیح موعود اور خاتم الخلفاء ہمارا نام رکھا تو ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ قُلْ عِنْدِیْ شَھَادَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ فَھَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ یعنی ساتھ ہی اپنی شہادت اور گواہی بھی عطا فرمائی۔پس اس وقت ہمارے ساتھ بھی خدائی شہادت موجود ہے۔کوئی بھی اعتراض جو منہاج نبوت پر قرآن اور حدیث کی رو سے ہو ہم اس کا جواب دینے کو ہر وقت تیار ہیں۔ ہر مدعی سے یہی ہوتا ہے کہ اس کے صدقِ دعویٰ کا ثبوت مانگا جاتا ہے۔سو ہم اس امتحان کے واسطے ہر وقت تیار ہیں بشرطیکہ منہاجِ نبوت پر ہو۔

خدا جانے ان پرانے قصّوں میں کیا رکھا ہے کہ یہ لوگ تازہ بتازہ نشانات کو تو نہیں مانتے اور قصّوں کے پیچھے پڑتے ہیں۔ بھلا ان سے کوئی پوچھے کہ قصّوں سے تمہیں حاصل ہی کیا؟ یہودیوں کے قصّے تو تم سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہیں تو کیا ان کو مان لوگے؟ ہر قوم میں قصّوں کی بھرمار ہے مگر خشک قصّے تقویتِ ایمان اور تازگی روح کے واسطے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔قصّوں والا ایمان بھی کچھ بودا ہی ہوتا ہے۔تازہ بتازہ نشانات اور خدا تعالیٰ کی گواہی کو جو لوگ نہیں مانتے ہیں ان کی سزا ہی آخر یہی ہے کہ وہ قصے کہانیوں کے پیرو ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد5 صفحہ 558 تا560 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بیان فرمودہ

خطبات نکاح

”نکاح اور شادی یہ خوشی کے ایسے موقعے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے ہمیں توجہ دلائی ہے کہ جب نئے رشتے بن رہے ہوں تو ان رشتوں کی بنیاد تبھی صحیح طور پر قائم رہ سکتی ہے جب تقویٰ پر چلنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھنے والے ہوں۔“

(مرتبہ: ظہیر احمد خان دفتر پرائیویٹ سیکرٹری)

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 11 مئی 2012ء بروز جمعۃ المبارک مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا۔

تشہد و تعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اس وقت میں چند نکاحوں کے اعلان کروں گا۔ پہلا نکاح عزیزہ طوبیٰ خورشید کا ہے جو واقفۂ نو ہیں۔ مکرم منور احمد خورشید صاحب استاد جامعہ احمدیہ یوکے کی بیٹی ہیں۔ ان کا نکاح عزیزم عبدالنصیر ایم کے ابن مکرم ڈاکٹر عبدالرحمٰن کویا صاحب امریکہ کے ساتھ دس ہزار یو ایس ڈالر حق مہر پر ہو رہا ہے۔ دوسرا نکاح عزیزہ ھما سبین رانا بنت مکرم رانا جاوید اقبال صاحب جرمنی کا عزیزم رانا محمود الحسن ابن مکرم رانا محمد حسن صاحب، جو واقفِ نو اور جامعہ کے طالب علم ہیں، کے ساتھ چار ہزار پاؤنڈ حق مہر پر ہے۔ اور تیسرا نکاح عزیزہ روبینہ وحید بنت مکرم عبد الوحید صاحب لندن کا عزیزم انصار احمد ابن مکرم شیخ ابرار احمد صاحب کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر ہے۔

حضور انور نے فرمایا: نکاح شادی خوشی کے موقع ہیں۔ ان خوشی کے موقعوں پر اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس طرف توجہ دلائی ہے کہ عموماً خوشیوں میں انسان خدا تعالیٰ کی طرف توجہ نہیں کرتا لیکن تم لوگ جو حقیقی مومن ہو تم لوگوں کیلئے حقیقی خوشی تبھی ہے جب ہمیشہ، ہر وقت، ہر عمل میں خدا تعالیٰ کو یاد رکھو۔ ہر وقت ذہن میں یہ رہے کہ خدا تعالیٰ وہ ذات ہے جو ہمیں دیکھ رہا ہے۔ اس لئے تمہارا ہر عمل، ہر قول اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ہونا چاہیے، تقویٰ پر چلتے ہوئے ہونا چاہیے۔

حضور انور نے فرمایا: یہ نکاح جو آج ہو رہے ہیں جیسا کہ میں نے کہا ایک واقفہ نو بچی ہے اور اس کے والد بھی جامعہ احمدیہ میں استاد ہیں جنہوں نے ایک بڑا لمبا عرصہ بطور مبلغ بیرون پاکستان، افریقہ کے ممالک میں سلسلہ کی خدمت سرانجام دی اور اپنے عہد پر قائم رہتے ہوئے وفا کے ساتھ اپنے وقف کو نبھایا۔ اسی طرح اب ان کی بچی طوبیٰ خورشید کو بھی یاد رکھنا چاہیے کہ وہ واقفۂ نو ہے اور بطور واقفۂ نو اس کی بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ یہاں سے بیاہ کے بے شک امریکہ چلی جائے گی، ایک ایسے شخص سے بیاہ ہے جو ان کا ہم قوم بھی نہیں اور وقف بھی نہیں ہے۔ لیکن واقفۂ نو کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ اس کا بھی ایک عہد ہے جس کو اس نے پورا کرنا ہے اور نبھانا ہے۔ اور اپنے ہر قول و فعل میں خدا تعالیٰ کی ذات کو مدنظر رکھنا ہے۔ اس کا ہر عمل اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ہونا چاہیے۔ دنیا میں گم نہ ہو جائے بلکہ وہاں بھی اپنے اس عہد کو نبھاتے ہوئے دین کی خدمت پر ہمیشہ کمربستہ رہے۔ اللہ اس بچی کو توفیق بھی دے۔ اور جس سے نکاح ہو رہا اس کو بھی یاد رکھنا چاہیے کہ جب وہ ایک واقفۂ نو کو بیاہ کر لے جا رہا ہے تو اس کی کچھ ذمہ داریاں ہیں۔ واقفۂ نو کے خاوند کو چاہیے کہ وہ اسے زیادہ سے زیادہ دین کی خدمت کیلئے وقت دینے دے۔ بعض خاوند ایسے ہیں جو دین کی خدمت سے بعض دفعہ روکتے بھی ہیں، یہ نہیں ہونا چاہیے۔ حالانکہ ایک احمدی کو چاہے وہ مرد ہے یا عورت اس کی تو ہر وقت یہ توجہ ہونی چاہیے کہ میں زیادہ سے زیادہ خدمت دین کروں، اسلام اور احمدیت کے پھیلانے کا باعث بنوں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والا بنوں۔ پس اس لحاظ سے عزیزہ طوبیٰ کے خاوند کو بھی یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اس نے یہ ذمہ داریاں نبھانی ہیں اور کبھی بھی دین کی خدمت کے معاملہ میں اپنی بیوی کیلئے روک نہیں بننا۔

اسی طرح رانا محمود الحسن جو جامعہ کے طالبعلم ہیں ان کو بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ایک عہد جو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا ہے اور جو ان کے والدین نے کیا تھا اس کو نبھانا ہے اور نہ صرف نبھانا ہے بلکہ یہ کوشش کرنی ہے کہ اس کی انتہا حاصل کی جائے اور ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنا ہے اور جو لڑکی ایک واقف زندگی سے شادی کر رہی ہو اس کو بھی پتہ ہونا چاہیے، اس کے علم میں ہونا چاہیے کہ واقف زندگی کے وسائل محدود ہیں اس لئے بے جا اور ناجائز demands اور مطالبے کبھی کسی واقف زندگی سے نہیں کرنے۔ اگر اعتماد سے اور قناعت سے گزارا کرنے والی ہوگی تو ہمیشہ گھر میں خوشیاں رہیں گی اور یہ گھر ایک جنت نظیر نمونہ پیش کرنے والا ہوگا، پھر جنت نظیر گھر بن جائے گا، ایک ایسا نمونہ پیش کرنے والا ہوگا جس میں حقیقی خوشیاں ہوتی ہیں، اللہ تعالیٰ کی رضا مقدم ہوتی ہے۔ پس یہی نصائح عمومی طور پر باقیوں کو بھی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تیسرا نکاح جو ہے ان میں گو واقف زندگی تو کوئی نہیں لیکن ایک احمدی کی حیثیت سے ہمیشہ اپنی ذمہ داری کا احساس رکھنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپس کے اعتماد پیدا کرنے کیلئے، رشتوں کو نبھانے کیلئے سچائی پر قائم رہو اور اگر سچائی پر قائم رہو گے تو تمہارے سے جو معمولی غلطیاں ہو جاتی ہیں ان کی اللہ تعالیٰ اصلاح فرماتا رہے گا اور اپنی مغفرت کی چادر میں ڈھانپتا رہے گا اور یوں تمہارے گھر ایک ایسے گھر ہوں گے جہاں ہر وقت خدا تعالیٰ کی رضا مقدم ہوگی۔ اور پھر جو آئندہ نسلیں پیدا ہوں گی وہ بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والی ہوں گی، اس مقصد کو حاصل کرنے والی ہوں گی جو انسان کی پیدائش کا مقصد ہے۔ اللہ کرے کہ یہ تمام رشتے جو آج قائم ہو رہے ہیں ان چیزوں کو، ان باتوں کو اپنے سامنے رکھنے والے ہوں اور ہمیشہ دین دنیا کے مقابلہ میں ان کو مقدم رہے۔ ان چند الفاظ کے بعد اب میں نکاحوں کا اعلان کرتا ہوں۔

حضور انور نے ان تینوں نکاحوں کے فریقین میں ایجاب و قبول کروایا، رشتوں کے بابرکت ہونے کیلئے دعا کروائی اور فریقین کو شرف مصافحہ بخشتے ہوئے مبارکباد دی۔

......☆......☆......☆......

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 10 جون 2012ء بروز اتوار مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا۔

تشہد و تعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اس وقت میں دو نکاحوں کا اعلان کروں گا۔ ایک نکاح عزیزہ احمد خولہ خدیجہ کاہلوں کا (جو مکرم طاہر احمد کاہلوں صاحب ہالینڈ کی بچی ہیں) عزیزم انصر بلال انور ابن مکرم محمد انور صاحب کے ساتھ ہے۔ انصر بلال جامعہ کے طالب علم ہیں۔

پھر حضور انور نے مکرم انصر بلال صاحب سے دریافت فرمایا کہ ابھی طالب علم ہی ہیں؟ پاس نہیں ہوئے ابھی؟ مکرم انصر بلال صاحب کے جواب پر کہ پاس ہو گئے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا طالب علم تو نہیں، اب تو مربی صاحب ہو گئے ہیں۔

اور دوسرا نکاح عزیزہ ذکیہ شیریں طارق باجوہ صاحبہ کا (جو طارق باجوہ صاحب کی بیٹی ہیں) عزیزم رضوان محمود شبیر ابن مکرم محمد شبیر صاحب لندن کے ساتھ ہے۔

حضور انور نے فرمایا: نکاح اور شادی یہ خوشی کے ایسے موقعے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے ہمیں توجہ دلائی ہے کہ جب نئے رشتے بن رہے ہوں تو ان رشتوں کی بنیاد تبھی صحیح طور پر قائم رہ سکتی ہے جب تقویٰ پر چلنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھنے والے ہوں۔ حقوق العباد ادا کرنے والے ہوں۔ پس اس بات کو نئے قائم ہونے والے رشتوں کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہیے کہ رشتے صرف دنیاوی مقصد کیلئے قائم نہ ہو رہے ہوں بلکہ یہ رشتے خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کیلئے قائم ہوں۔ اور ایسے رشتے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حاصل کرنے کیلئے ہوں وہ پھر ہمیشہ رہنے والے رشتے ہوتے ہیں اور ایسے رشتوں سے پھر وہ نسلیں پیدا ہوتی ہیں جو دین پر چلنے والی ہوں۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے والی ہوں۔ اللہ اور رسول کے احکامات پر عمل کرنے والی ہوں۔ پس اس موقعہ پہ اللہ تعالیٰ نے جو خاص طور پر ہمیں توجہ دلائی ہے، ان باتوں کو لڑکے اور لڑکی دونوں کو مدّنظر رکھنا چاہیے۔

حضور انور نے فرمایا:۔ جیسا کہ میں نے کہا پہلا نکاح عزیزم انصر بلال انور کا ہے جو کہ واقف زندگی مربی سلسلہ ہیں اس سے نکاح کرنے والی بچی کو بھی علم ہونا چاہیے کہ واقف زندگی کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اپنی زندگی دین کی خاطر وقف کر دی ہے۔ پانچ گھنٹے یا چھ گھنٹے یا آٹھ گھنٹے اس کی زندگی دین کیلئے نہیں بلکہ اس کی زندگی کا ہر لمحہ اب دین کیلئے ہے اور ہونا چاہیے اور یہی اصل روح ہے جو واقف زندگی میں ہو تو تبھی وقف بھی نبھایا جا سکتا ہے۔ پس اس روح کے ساتھ جب واقف زندگی کام کرتا ہے تو اس کی بیوی کو، اس سے شادی کرنے والی کو بھی احساس رہنا چاہیے کہ اس نے دین کے کاموں میں کبھی اس کیلئے روک نہیں بننا بلکہ اس کا ممد اور معاون بننا ہے تاکہ ایک واقف زندگی احسن رنگ میں دینی خدمات بجا لا سکے۔ واقف زندگی کی بیوی کو کبھی یہ شکوہ نہیں ہونا چاہیے کہ مجھے وقت نہیں دیا، توجہ نہیں دی۔ واقفین زندگی کی بیویوں کو بہت سارے کام خود کرنے پڑتے ہیں۔ اگر دنیاداری کی خاطر ایک شخص جو اپنے بزنس میں اور اپنے کام میں مصروف ہے اور گھر کو وقت نہیں دے سکتا اور بیوی اس گھر کو چلاتی ہے، ساری ذمہ داریاں نبھاتی ہے تو واقف زندگی کی بیوی کو تو پھر مزید نکھار کر اس کام کو کرنا چاہیے کہ کس طرح اس نے گھر کو سنبھالنا ہے، نہ صرف سنبھالنا ہے بلکہ احسن رنگ میں اس کو چلانا ہے تاکہ گھر کی فکروں سے ایک واقف زندگی آزاد ہو جائے، پس یہ ہمیشہ لڑکی کو اپنے مدنظر رکھنا چاہیے۔ اور واقف زندگی خاوند کا بھی کام ہے کہ اس کے سامنے آنحضرتؐ کی ذات اسوۂ حسنہ ہو جنہوں نے فرمایا ہے کہ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل کے ساتھ بہتر ہے اور میں سب سے زیادہ تم میں سے اپنے اہل کے ساتھ بہتر ہوں۔ پس آنحضرتؐ کے اسوہ کا ادراک سب سے زیادہ ایک واقف زندگی کو ہونا چاہیے اور اس لحاظ سے اس کو اپنی ذمہ داریوں کو نبھانا چاہیے، گھر کی ذمہ داریاں بھی ہیں۔ یہ نہیں ہے کہ باہر سے آیا ہوں، مصروف ہوں، تھک گیا ہوں تو کام نہیں کرنا۔ جو وقت بھی دین کی خدمت سے بچتا ہے گھر والوں کا بھی حق ادا کرنا چاہیے، بیوی کا بھی حق ادا کرنا چاہیے، بچوں کا بھی حق ادا کرنا چاہیے۔ پس اس اصول کو ہمیشہ سامنے رکھیں۔ یہ ایک بات ہے جو خاص طور پر میں نے ایک واقف زندگی کے بارہ میں کی ہے لیکن یہی چیز ہے جو عمومی طور پر اگر ہر احمدی کے رشتہ میں پیدا ہو جائے تو گھروں کے بہت سے مسائل دور ہو جائیں اور وہ گھر جو دنیاداری کی خواہشات کی وجہ سے مسائل میں پڑے رہتے ہیں ان گھروں میں ایک دوسرے سے پیار محبت کا سلوک نظر آنے والا ہو۔ اور یہی محبت اور پیار کا سلوک ہے جو پھر آئندہ نسلوں میں بھی چلتا ہے۔ اور گھروں کے سکون کی وجہ سے پھر آئندہ نسلیں بھی صحیح تربیت پاتی ہیں اور جس نہج پر ماں باپ ان کو چلانا چاہتے ہیں وہ چلتی ہیں۔ اور ایک احمدی کا گھر یقیناً اسی طریق پر چلنا چاہیے جس کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تقویٰ کو مدنظر رکھو۔ پس جب یہ چیز سامنے ہوگی تو پھر آئندہ نسل بھی نیکیوں پر چلنے والی ہوگی اور یوں ایک گھر کے سکون میں مزید خوبصورتی پیدا ہوتی چلی جائے گی۔ اللہ کرے کہ یہ قائم ہونے والے رشتے ان باتوں کو مدنظر رکھنے والے ہوں اور ہمیشہ ایک دوسرے کا خیال رکھنے والے ہوں۔ ایک دوسرے کا حق ادا کرنے والے ہوں اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان چند الفاظ کے بعد اب میں نکاح کا اعلان کرتا ہوں۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ پہلا نکاح عزیزہ احمد خولہ خدیجہ کاہلوں کا ہے جو مکرم طاہر احمد کاہلوں صاحب آف ہالینڈ کی بیٹی ہیں، یہ نکاح انصر بلال انور ابن مکرم محمد انور صاحب کے ساتھ چار ہزار پاؤنڈ حق مہر پہ قرار پایا ہے۔ دلہن کی طرف سے مکرم مظفر احمد صاحب چٹھہ وکیل ہیں۔ اور دوسرا نکاح عزیزہ ذکیہ شیریں طارق باجوہ بنت مکرم ڈاکٹر طارق باجوہ صاحب کا عزیزم مکرم رضوان محمود شبیر کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر ہے۔

حضور انور نے دونوں نکاحوں کے فریقین میں ایجاب و قبول کروایا، رشتوں کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی اور فریقین کو شرف مصافحہ بخشتے ہوئے مبارکباد دی۔

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،
گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر292

مکرم رجائی ابوعُرقوب صاحب

میرا تعلق فلسطین کے جنوبی شہر ''دورا'' سے ہے۔ جہاں میں1983 میں ایک سنی گھرانے میں پیدا ہوا، اور عمومی مروجہ دینی رجحان لے کر بڑا ہوا۔ دین سے محبت اور تبلیغ کا بہت شوق تھا حتی کہ میں تین مرتبہ مولویوں کے ساتھ تبلیغی دوروں پر بھی گیا۔ لیکن خدا تعالیٰ کے قرب کا حصول اور حقیقت ایمان جاننے کا خواب پورا نہ ہوا۔

احمدیت سے تعارف

میرا احمدیت سے تعارف میرے بھائی نورالدین ابو عرقوب کے ذریعہ ہوا۔ میں ان کے ساتھ بلڈنگ کا کام کرنے کیلئے مختلف مقامات پر جاتا تھا۔ وہ کام کے دوران اکثر مجھ سے اسلامی مسائل کے بارہ میں بات کرتا اور کہتا کہ اصل اسلام تو بہت ہی خوبصورت اور روشن تعلیمات کا مذہب ہے اور اُس اسلام سے ہزار درجے اچھا ہے جو ہمیں بچپن سے لے کر جوانی تک سکھایا گیا۔ میں نے بعض قرآنی آیات کی تفسیر کے بارہ میں مختلف مولوی حضرات کی رائے لی تھی لیکن کسی کے جواب سے اطمیان نہ ہوا تھا، جب ان آیات کے بارہ میں اپنے بھائی سے پوچھا تو اس نے بغیر کی تردّد کے، نہایت سادگی اور آسان پیرائے میں ان آیات کی تفسیر بیان کی جو سیدھی میرے دل میں اتر گئی، کیونکہ وہ اسے سن کر اسلام کی عظمت اور شریعت محمدی کی خاتمیت پر یقین مزید مضبوط ہوتا تھا۔

دیگر سوالوں کے جواب بھی ایسے ہی اطمینان بخش تھے۔ میں اپنے بھائی کی سوچ کا انداز اور اسکی باتوں کو سن کر بہت متاثر ہوا۔ میں اپنے بھائی کو جانتا تھا، اس نے میٹرک بھی مکمل نہ کی تھی، پھر یہ ساری معلومات اور علم ومعارف سے لبریز باتیں اس نے کہاں سے سیکھیں؟ میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ امام مہدی اور مسیح موعود علیہ السلام کا ظہور ہو چکا ہے اور جو کچھ میں بیان کرتا ہوں یہ اسی امام مہدی کے بیان فرمودہ نکات اور تشریحات ہیں۔

یہ بات سن کر میری زبان پر متعدد سوالات خود بخود آتے چلے گئے مثلا یہ کہ یہ کیسے ہوگیا؟ امام مہدی کب آئے؟ کیسے ممکن ہے کہ تمہیں اسکی خبر ہوگئی اور ہم نے اسکے بارہ میں سنا تک نہیں؟

علم اور کردار کی تاثیر

بھائی سے تفصیلی باتیں ہوئیں تو دجال اور اس کی علامات کی جماعت کی پیش کردہ تشریح مجھے سب سے زیادہ پسند آئی۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ میں اس بارہ میں اکثر مولویوں کی باتیں سنتا تھا اور کبھی ان کے بارہ میں دل مطمئن نہ ہوا تھا۔

ہم چونکہ اپنے گھر سے دور ایک علاقے میں بلڈنگ کا کام کرتے تھے اس لئے وہیں پر ایک کرائے کے مکان میں خود بھی رہتے تھے اور دیگر مزدوروں کو بھی اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ کام سے فارغ ہونے کے بعد جب ہم اس گھر میں آتے تو ایم ٹی اے العربیہ دیکھنا شروع کر دیتے۔ گھر میں موجودگی کے دوران ہم نور الدین صاحب سے جماعت کے عقائد کے بارہ میں سوالات کرتے رہتے۔ مزدوروں میں سے بعض نور الدین صاحب اور جماعت احمدیہ سے استہزاء کا سلوک بھی کرتے لیکن انکا ردّ عمل نہایت سنجیدہ اور غیر متعصّبانہ ہوتا۔ کبھی تو وہ جہالت کی بات کے بالمقابل خاموشی اختیار کرلیتا اور کبھی ایسا حکیمانہ جواب دیتا کہ اعتراض کرنے والے کو ہی احساس ہوتا کہ اس کے اعتراض ظلم پر مبنی تھا۔

مَیں دل میں کہتا کہ یہی تو صحیح اسلامی اخلاق ہیں۔ یہ سوچ کر میں آہستہ آہستہ اپنے بھائی کے مزید قریب ہوتا چلا گیا۔ مجھے اسکی باتوں، اسکے کام اور اسکے عمل میں اسلامی اخلاق وتعلیم کا نور دکھائی دینے لگا۔

الغرض نور الدین صاحب کی دل موہ لینے والی تفسیرات، اعلیٰ اخلاق، سچائی، حسنِ معاملہ، عاجز وانکساری اور باوجود ہم سے عمر میں بڑے ہونے کے ہماری مدد کے لئے ہر وقت کمر بستہ رہنا، ایسے اوصاف تھے جن کی آج کے زمانے میں بہت قلت ہے۔ اپنے بھائی کو دیکھ کر میں یہ سوچنے پر مجبور ہوگیا کہ آج خدا تعالیٰ کی مدد کے بغیر ایسے نمونے قائم نہیں کئے جاسکتے اس لئے مجھے اس امام مہدی کی صداقت کے بارہ میں تحقیق کرنی چاہئے۔

یہاں میں یہ کہنے سے رک نہیں سکتا کہ باقی امور کے بارہ میں میری تسلی کرانے میں ایم ٹی اے نے بڑا کردار ادا کیا۔ میں نے ایم ٹی اے پر پہلی بار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دیکھی تو بے اختیاری کے عالم میں میری زبان سے یہ الفاظ نکلے کہ یہ کسی زمینی انسان کا چہرہ نہیں ہے بلکہ آسمانی نور کا ٹکڑا ہے۔ اسی طرح جب دجال کے بارہ میں ایک باتصویر مختصر سی فلم دیکھی تو بہت متاثر ہوا۔

بیعت

دو ماہ کے بعد میں اپنے والد صاحب اور دیگر دو دوستوں کے ہمراہ اپنے احمدی بھائی نورالدین کے پاس گیا تو دیکھا کہ اس نے اپنا ایک بڑا اسٹور نماز سنٹر میں بدل دیا تھا جو نماز کے علاوہ اس علاقے کے احمدی احباب کے مل بیٹھنے کی جگہ کے طور پر بھی استعمال ہوتا تھا۔ بھائی کے گھر میں میری تین احباب سے ملاقات ہوئی جنہیں میں نے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ تینوں نے معانقہ کیا لیکن ان میں سے ایک کے ملنے کے انداز، محبت اور عاطفت کے جذبات اور چہرے پر پھیلتی ہوئی مسکراہٹ نے عجیب رنگ پیدا کردیا۔ ایسے لگا جیسے اندھیرے میں کسی نے چراغ روشن کردیا ہو۔ بعد میں جب بیٹھ کر باتیں ہوئیں تو معلوم ہوا کہ اس شخص کا نام محمد شریف عودہ ہے اور یہ امیر جماعت ہیں۔ امیر ہوتے ہوئے ایسی انکساری اور محبت سے ملنا میرے لئے عجیب تھا اس بات نے میرے اندر ایک غیر معمولی تبدیلی پیدا کردی۔

ہماری ملاقات ایک گھنٹے تک جاری رہی جس کے دوران نماز جمعہ بھی ادا کی گئی نیز جماعت کے بارہ میں مختلف مسائل پر بات ہوئی۔ آخر پر شاید میرے اندر پیدا ہونے والی تبدیلی کو امیر صاحب نے بھی محسوس کرلیا تھا اسی لئے آخر پر انہوں نے پوچھا کہ اب آپ کی بیعت میں کیا روک ہے؟ کیا آپ بیعت کرنا چاہتے ہیں؟ میں نے بے اختیار ہوکر کہا کہ اب اسکے بعد ہم مزید کس بات کا انتظار کرتے رہیں گے؟ چنانچہ ہم چاروں نے بیعت کرلی۔

میرے والد صاحب کے علاوہ دیگر دو دوستوں میں سے ایک رفیق ابوخلف صاحب ہیں جو میڈیکل ریڈیالوجی کے سپیشلسٹ ہیں، اور دوسرے میرے خالو ''مصلح عجوہ'' صاحب ہیں جو میری طرح بلڈنگ کا کام کرتے ہیں۔

اعلانِ بیعت اور مخالفت

بیعت کے بعد جب عصر کے وقت ہم واپس گھر پہنچے تو خوشی کی وجہ سے میرے پاؤں زمین پر نہ لگتے تھے۔ میں نے بیعت کے موقعہ پر مکرم شریف عودہ صاحب کے ساتھ لی گئی تصویر اپنے فیس بک کے اکاؤنٹ پر لگادی اور نیچے لکھ دیا کہ خدا کے فضل سے میں نے بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شمولیت اختیار کرلی ہے۔

میرے اہل خانہ مجھے اچھی طرح جانتے تھے میں اس وقت گھر میں رہنے والے بہن بھائیوں میں میں سب سے بڑا تھا۔ سب میرے اخلاق اور شخصیت سے آگاہ تھے۔ وہ یہ تصور ہی نہیں کرسکتے تھے کہ میں کسی گمراہ جماعت کے پیچھے چلا جاؤں گا۔ چنانچہ اگر میں نے اس جماعت کی بیعت کی ہے تو پوری تحقیق کے بعد اسے سچا سمجھ کر ہی کی ہوگی۔

میری والدہ صاحبہ بہت سادہ اور صاف دل دیندار خاتون ہیں یہی حال دیگر افراد خانہ کا ہے۔ اس لئے انکی طرف سے مخالفت نہیں ہوئی۔ تبلیغ کے نتیجے میں وہ جماعت کی سچائی کے معترف بھی ہوگئے ہیں تاہم ابھی بیعت کا مرحلہ طے کرنے کی ہمت نہیں کرتے۔

جب یہ خبر میرے دیگر رشتہ دار اور اہلِ بستی کے کانوں میں پڑی تو انکا ردّعمل مختلف تھا۔ کسی نے اسے برا سمجھا تو کسی نے گالی گلوچ سے کام لیا۔ کوئی تکفیر کرنے پر اتر آیا تو کسی کے نزدیک مجھ جیسے ''زندیق'' کا اسلامی حکومت میں رہنا حرام ٹھہرا اور اسکے بقول میرا سر قلم کرنے سے یہاں اسلامی حکومت اور اسلامی نظام کا نفاذ ہو جائے گا۔ اکثریت نے ہمارے ساتھ بول چال اور سلام دعا بند کردی بلکہ ہماری طرف نہایت حقارت بھری نظروں سے دیکھتے تھے جیسے ہم پرلے درجے کے کفار ہوں، نیز اشاروں کنایوں میں طعن وتشنیع کا موقع بھی ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے۔

ایک روز ایک بچے نے میرا دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں باہر نکلا تو اس نے کہا کہ میرے والد صاحب آپ کو بلاتے ہیں۔ جب میں انکے گھر گیا تو دیکھا کہ وہاں میرے چچاؤں اور پھوپھیوں کے بیٹے بیٹھے ہوئے تھے۔ انکے درمیان ابوعلاء نامی خاندان کا بزرگ بیٹھا تھا اس نے مجھے دیکھتے ہی کہا کہ یہ ہم تمہارے بارہ میں کیا سن رہے ہیں؟ تمہارے اخلاق اچھے ہیں، تم نیک انسان ہو پھر تم احمدی کیسے ہوگئے؟ میں نے کہا کہ جب مجھے پتہ چلا کہ امام مہدی آچکے ہیں تو میں نے تحقیق کرکے انہیں سچا پایا اور حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام پر ایمان لے آیا۔

ابوعلاء صاحب نے غصہ سے کہا: تم اس کے نام کے ساتھ علیہ السلام کیوں کہتے ہو؟

میں نے کہا کہ اگر وہ امام مہدی ہے تو اس کے ساتھ علیہ السلام آئے گا۔ باقی جہاں تک یہ بات ہے کہ وہ سچا ہے یا نہیں تو اگر جھوٹا ہوا تو ہمیں کوئی نقصان نہیں بلکہ اسکا جھوٹ اس پر پڑے گا لیکن اگر وہ سچا ہے تو ہم سب کو اس پر ایمان لے آنا چاہئے۔

انہوں نے کہا کہ میں اپنی طرف سے اور اپنے تمام بھائیوں اور انکی اولاد کی طرف سے تمہیں کہتا ہوں کہ آج کے بعد تم ہمیں سلام نہ کرنا، نہ ہمارے گھروں میں داخل ہونا، نہ ہماری دکانوں سے کچھ خریدنے کے لئے آنا، بلکہ ہماری کسی خوشی غمی میں بھی شریک نہ ہونا۔

مَیں نے کہا: جیسے آپ کی مرضی۔ اس کے بعد میں گھر چلا آیا اور والد صاحب کو سب کہانی سنا دی۔ انہوں نے فرمایا کہ غم نہ کرو۔ جو ہوتا ہے ہوجائے ہم سچائی کو نہیں چھوڑ سکتے۔

بیعت کے بعد تبدیلی

بیعت نے میرے اندر نہایت پاک تبدیلی پیدا کی۔ میں قبل ازیں بھی نماز کی پابندی کرتا تھا لیکن کبھی کبھار فجر کی نماز رہ جاتی تھی۔ لیکن اب بیعت کے بعد میں غیر معمولی پابندی کے ساتھ نمازوں کی حفاظت کرنے لگ گیا اس کی وجہ یہ تھی کہ اب نماز کا مزہ آنے لگا تھا جو بیعت سے قبل میسر نہ تھا۔ جب مولویوں کے پیدا کردہ مسموم خیالات سے دل اور عقل کو صاف کیا تو حقیقی اسلام کی تعلیمات پر عمل کرنے سے روحانی سکینت حاصل ہوئی۔

میں سریع الغضب اور متکبر تھا نیز بدمزاجی کا عنصر بھی طبیعت کا حصہ تھا۔ بیعت کے بعد الحمدللہ تکبر کی جگہ عاجزی وانکساری نے لے لی۔ میں اپنی اہلیہ اور دیگر لوگوں سے حسن سلوک کرنے کے ساتھ ساتھ انکے جذبات کا بھی خیال رکھنے لگ گیا۔

خدا تعالیٰ نے مجھ پر بیعت کے بعد ایک اور انعام بھی فرمایا کہ مجھ جیسے کمزور انسان کو رؤیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کی زیارت سے مشرف فرمایا۔

اب میں اپنی بستی میں مخالفت اور لوگوں کے استہزاء کی وجہ سے کھل کر تبلیغ تو نہیں کرسکتا لیکن جس شخص میں نیکی اور خیر محسوس کرتا ہوں اسے تبلیغ کرنے سے نہیں رکتا۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے رشتہ داروں اور میرے دوستوں میں سے بعض جماعت کی صداقت کے قائل ہو چکے ہیں لیکن اہل بستی سے ڈرتے ہیں۔

والدہ صاحبہ کا مؤقف

میری والدہ صاحبہ قبل ازیں مختلف دینی چینلز پر مولویوں کی تقاریر سنتی تھیں۔ لیکن اب انکی یہ حالت ہے کہ گو بیعت نہیں کی لیکن سوائے ایم ٹی اے کے اور کوئی چینل نہیں دیکھتیں۔

شجاعت اور جوش وجذبہ کا درس

آخر پر یہی کہتا ہوں کہ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے مجھے خلافت کے جلو میں چلنے والے قافلے کا حصہ بننے کی توفیق عطا فرمائی۔ میں جب بھی حضور انور کے چہرہ مبارک کو دیکھتا ہوں تو شجاعت، دین کے لئے جوش وجذبہ اور ہر وقت آگے بڑھتے رہنے کا درس ملتا ہے۔ یقیناً آج کے زمانے میں ہم حضور انور کی نصائح اور ہدایات پر عمل کرکے ہی آگے سے آگے بڑھ سکتے ہیں۔

الفضل انٹرنیشنل میں
اشتہار دے کر
اپنی تجارت کو فروغ دیں۔
(مینیجر)

اسلام کے اصولِ اطاعت

(تحریر: حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد خلیفۃالمسیح الثانی رضی اللہ عنہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ سورۃ الکافرون کی آیت لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْن کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’لفظ دِیْن کے پہلے معنے اَلطَّاعَۃُ یعنی فرمانبرداری کے ہیں۔ ان معنوں کی رُو سے لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْن کا مفہوم یہ ہوگا کہ اے منکرو! چونکہ تمہارا طریقِ اطاعت اور اصولِ اطاعت اور میرا طریقِ اطاعت اور اصول اطاعت الگ الگ ہے اس لئے مَیں تمہارے معبودوں کی عبادت نہیں کرسکتا اور تم میرے معبود کی اطاعت کرنے سے عملاً قاصر ہو۔ کیونکہ میرے اصول کے ماتحت بُتوں کی اطاعت نہیں ہوسکتی اور تمہارے اصول کے ماتحت خدائے واحد کی اطاعت نہیں ہوسکتی۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے متبعین کے اصولِ اطاعت جو قرآن کریم سے مستنبط ہوتے ہیں یہ ہیں:

(1) **اس دنیا کا خالق و مالک خدائے واحد ہے۔ اس کے احکام کی ہر شخص کو فرمانبرداری کرنی چاہئے۔** چنانچہ فرمایا: فَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ فَلَہٗٓ اَسْلِمُوْا (حج:35)

کہ اے لوگو! تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے اس کی فرمانبرداری کرو۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کس طرح فرمانبرداری کی جائے؟ کیونکہ خدا تعالیٰ اپنے احکام دینے کے لئے خود دنیا میں نہیں آتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بے شک وہ خود دنیا میں نہیں آتا لیکن وہ اپنے رسول بھیجتا ہے اور ان کے ذریعہ لوگوں کو تعلیم دیتا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے لَاتُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ وَھُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ۔ (انعام:104) یعنی عقلیں اُس تک نہیں پہنچ سکتیں۔ مگر وہ خود عقلوں تک پہنچنے کے ذرائع اختیار کرتا ہے۔ پس ایک رسول کی آواز سن کر یا تو یہ کہنا پڑے گا کہ وہ جھوٹا ہے اور اس پر کلامِ الٰہی اور شریعت نازل نہیں ہوئی۔ اس صورت میں یہ بھی ماننا پڑے گا کہ وہ رسول ہی نہیں ہے۔ اور اگر وہ سچا ہے اور اس پر الہامی شریعت نازل ہوئی ہے تو پھر اس کا انکار کرکے کوئی شخص خدا تعالیٰ کا مطیع نہیں کہلا سکتا۔ پس جو لوگ رسولوں کو مان لیتے ہیں وہی اللہ تعالیٰ کے احکام کی فرمانبرداری کرنے والے ہوتے ہیں۔ اور جو انکار کرتے ہیں وہ صحیح راستہ سے بھٹک جاتے ہیں۔

اب چونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ کردیا ہے کہ دنیا کی ہدایت کا سامان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ہو۔ اس لئے جو ان کی اتباع کرے گا وہی اللہ تعالیٰ کا متبع اور مطیع قرار پاسکتا ہے۔ اسی مضمون کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاَرْسَلْنَاکَ لِلنَّاسِ رَسُوْلاً وَکَفٰی بِاللّٰہِ شَھِیْداً۔ مَّنْ یُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ (النساء:81) کہ اے محمد رسول اللہ! اب ہم نے ساری دنیا کی ہدایت کا سامان تیرے ذریعہ سے کیا ہے۔ جو شخص چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی فرمانبرداری کرے اُسے چاہئے کہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کرے کیونکہ ان کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔

پھر اسی مضمون کا اعلان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے کردیا گیا ہے۔ فرمایا: قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ (آل عمران: 32-33) یعنی اے ہمارے رسول! لوگوں کو یہ کھول کر سنا دو کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو اور چاہتے ہو کہ وہ بھی تم سے محبت کا اظہار کرے تو اس کا یہ طریق ہے کہ اس نے جو احکام میرے ذریعہ سے دنیا کے لئے بھیجے ہیں اُن پر چلو اور میری پیروی کرو۔ خدا تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگ جائے گا اور تمہاری کمزوریوں کو نہیں دیکھے گا بلکہ تمہاری ان کمزوریوں کے باوجود اپنا جلوہ تمہیں دکھائے گا اور اپنے فضلوں سے تمہیں ڈھانپ لے گا۔ پھر فرمایا: قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ کہ اے لوگو! اچھی طرح سے سُن لو کہ اللہ کی اطاعت کرو اور اس رسول کی اطاعت کرو۔ اس فقرہ کا مطلب یہ ہے کہ **اللہ تعالیٰ کی اطاعت رسول کی اطاعت کے ذریعہ سے کرو۔ رسول چونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ تعلیم لاتا ہے اس لئے جو اس پر ایمان لاتا ہے درحقیقت وہی خدا تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے۔**

پس ضروری ہوا کہ احکامِ الٰہی کی وہ تفصیلات جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائی ہیں اُن کے مطابق اطاعت کی جائے اور اگر اُن کے مطابق اطاعت نہ کی جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہیں کہلاسکتی۔ پس جو الہامی شریعت کو مانتا ہے صرف وہی شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا مدّعی ہوسکتا ہے اور اس کے ساتھ مل کر عبادت بھی کی جاسکتی ہے۔

اسلام کا منکر چونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی تعلیمات کو تسلیم نہیں کرتا اس لئے وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کر ہی نہیں سکتا۔ اور جو شخص ایسے انسان کی روحانی امور میں اطاعت کرے گا اور اس کے ساتھ عبادت میں شریک ہوگا وہ خدا تعالیٰ کی منشاء کے خلاف کرے گا۔

(2) **جس شخص کے دل میں محبت الٰہی کا جذبہ نہ ہو یا وہ کامل توحید پر نہ چلتا ہو۔ اس کی بھی اطاعت نہیں کی جاسکتی۔** اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَہٗ عَنْ ذِکْرِنَا وَاتَّبَعَ ھَوَاہُ وَکَانَ اَمْرُہٗ فُرُطاً (کہف:28) یعنی اے مخاطب تُو اس شخص کی اطاعت مت کر جس کے دل میں ہماری محبت نہیں اور وہ اپنی خواہشات کی پیروی کرتا ہے۔ کیونکہ اس کی اطاعت کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ خدائے واحد سے دُور لے جائے گا۔ پس یہ لازمی امر ہے کہ انسان اُسی کی اطاعت کرے اور اسی کے ساتھ مل کر عبادت کرے جس کے دل میں خدا کا خوف ہو اور ذکرِ الٰہی کرنے کا وہ عادی ہو اور خدا تعالیٰ کی توحید پھیلانے کا وہ شغل رکھتا ہو۔ اگر اس میں ایسی کوئی بات نہیں پائی جاتی۔ تو اس کی صحبت اور اس کا لیڈر ہونا لوگوں کو خدا تعالیٰ سے دُور کرتا چلا جائے گا اور عبادت بجائے قائم ہونے کے ختم ہوجائے گی۔ چونکہ کفار توحید کو نہیں مانتے۔ نہ اُن کے دل میں محبت الٰہی کا جذبہ ہے۔ اس لئے مومنوں کا اُن سے اتحاد فی العبادۃ نہیں ہوسکتا۔

(3) **جو شخص بجائے واقعات پر بنیاد رکھنے کے صرف قسمیں کھا کر اپنے دعویٰ کو ثابت کرنا چاہتا ہے اس کے ساتھ تعاون کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا۔**

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَاتُطِعْ کُلَّ حَلَّافٍ مَّھِیْنٍ (سورۃ القلم: 11) **یعنی اے مخاطب ہر قسم کھانے والے کی پیروی مت کر۔** گویا اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ **ہر بات واقعات وحقائق پر مبنی ہونی چاہئے۔** اس لئے اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا: قُلْ ھٰذِہٖ سَبِیْلِیْٓ اَدْعُوْٓا اِلَی اللّٰہِ عَلٰی بَصِیْرَۃٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ (یوسف:109) یعنی ہمارے رسول یہ اعلان کردے کہ مَیں اور میرے متبعین اپنے دعویٰ کے ساتھ شواہد، بیّنات اور دلائل رکھتے ہیں اور ہماری ہر بات حقائق و واقعات پر مبنی ہے۔ پس ہر بات واقعات پر مبنی ہونی چاہئے۔ خالی قسموں پر نہیں۔

بے شک قرآن مجید نے بھی قسمیں کھائی ہیں۔ لیکن قرآن کریم نے جو قسمیں کھائی ہیں وہ درحقیقت بطور شہادت کے ہیں۔ مثلاً فرمایا: وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ (سورۃ البروج:2) کہ ہم قسم کھاتے ہیں آسمان کی جو بروج والا ہے۔ یعنی ہم شہادت کے طور پر آسمان کو پیش کرتے ہیں جس میں بہت سے مدارج ہیں۔ اس بات کی تائید کے لئے کہ آسمان روحانی بھی مختلف مدارج رکھتا ہے یعنی روحانی ترقیات بھی مختلف درجوں میں تقسیم ہیں۔ اور ان سب کا مدّنظر رکھنا ضروری ہے۔ اگر تم اس پر غور کروگے تو تمہیں پتہ لگ جائے گا کہ مختلف زمانوں میں انسانوں کی ضرورتوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے الگ الگ شریعتیں کیوں بھیجیں۔ اگر اس امر کو سمجھ لیا جائے تو تمہیں ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو سمجھنا آسان ہوجائے گا۔ لیکن اگر اس نکتہ کو نہ سمجھوگے تو تمہارے دل میں فوراً سوال پیدا ہوگا کہ ابراہیمؑ کے بعد موسیٰؑ کی کیا ضرورت تھی اور موسیٰؑ کے بعد عیسیٰؑ کی کیا ضرورت تھی اور پھر عیسیٰؑ کے بعد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا ضرورت تھی۔

پس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے متبعین چونکہ اپنی باتوں کی بنیاد واقعات۔ دلائل اور شواہد پر رکھتے ہیں۔ اس لئے ان کا کفار سے اتحاد فی العبادۃ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ اپنی باتوں کی بنیاد واقعات پر نہیں رکھتے بلکہ مطلق قسموں پر رکھتے ہیں۔ جن کا واقعات وحقائق سے دُور کا بھی تعلق نہیں ہوتا۔

(4) **جو شخص شریعتِ الٰہی کی ضرورت کو تسلیم نہ کرتا ہو وہ بھی خدا تعالیٰ کی اطاعت نہیں کرتا۔ بلکہ اپنی کرتا ہے۔** اس لئے ایسے شخص کے پیچھے چلنے والا بھی درحقیقت حقیقی عبادت نہیں کرتا بلکہ عبادت سے دُور چلا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَاتُطِعْ مِنْھُمْ اٰثِمًا اَوْ کَفُوْرًا (الدھر: 25)۔ اے مخاطب! خدا تعالیٰ کی شریعت کے خلاف چلنے والے اور اس کے احکام کی نافرمانی کرنے والے کی اطاعت تمہیں خدا سے دُور پھینک دے گی۔ اس اصل کے ماتحت جب کفار شریعتِ الٰہی کے خلاف چل رہے ہیں تو ان سے اتحاد فی العبادۃ کرکے کیا فائدہ حاصل ہوسکتا ہے۔ سوائے اس کے کہ انسان خدا تعالیٰ سے دُور چلا جائے۔

(5) **بعض لوگ ایک دفعہ تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے صداقت کو مان لیا، لیکن پھر اپنا رُخ بدلتے رہتے ہیں۔ ایسے انسانوں کی اطاعت بھی اسلامی اصول کے مطابق اطاعت نہیں کہلاسکتی** اور نہ ان کی عبادت حقیقی عبادت کہلاسکتی ہے کیونکہ ان کے اندر ایمان نہیں ہوتا۔ اگر ایمان ہوتا تو بدلتے کیوں؟ تبدیلی بتاتی ہے کہ ان کے اندر ایمان کامل نہیں۔ ایسے ہی لوگوں کا حال بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَیَقُوْلُوْنَ آمَنَّا بِاللّٰہِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ یَتَوَلّٰی فَرِیْقٌ مِّنْھُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِکَ وَمَآ اُولٰٓئِکَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ (النور:47) کہ بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ ہم اللہ اور رسول پر ایمان لے آئے اور ہم نے صداقت کو مان لیا لیکن پھر اپنا رُخ بدل لیتے ہیں۔ یاد رکھو ایسے لوگ حقیقی مومنوں کی صف میں کھڑے نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ کچھ عرصہ آپ کے ساتھ مل کر عبادت کرلیں۔ جیسا کہ اوپر کی روایات میں بعض کفار کا ذکر آیا ہے کہ وہ اس قسم کی بیہودہ باتیں کرلیتے تھے۔ چونکہ اسلام اس طریق کو درست نہیں سمجھتا اس لئے مومن ایسے لوگوں کے ساتھ متحد فی العبادۃ نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ ایسے لوگ مخلص فی العبادۃ نہیں ہوتے اور اسلام پکّا مومن انہی کو کہتا ہے جو کہ مخلص فی العبادۃ ہوں اور عبادت پر دوام اختیار کرنے والے ہوں اور دلی یقین سے عبادت بجالائیں۔

(6) **بعض الامر کی اطاعت بھی اطاعت نہیں کہلاتی۔ بعض الامر کی اطاعت کے معنے یہ ہیں کہ وہ احکام جو اپنی مرضی کے مطابق ہوں ان پر عمل کرلیا جائے اور باقی کو ردّ کردیا جائے۔ وہ شخص جو بعض الامر کی اطاعت کرتا ہے اس کے متعلق یہی سمجھا جائے گا کہ وہ خدا تعالیٰ کی مرضی پر نہیں بلکہ اپنی مرضی پر چلتا ہے۔** اور اس کے صاف یہ معنے ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کی پوری اطاعت کرنے کے لئے تیار نہیں۔ صرف اپنے نفس کی اطاعت کرتا ہے۔ ایسے ہی لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ کہتے ہیں سَنُطِیْعُکُمْ فِیْ بَعْضِ الْاَمْرِ (محمد:27) اے لوگو! ہم تمہاری ان امور میں جو ہماری طبیعت کے مناسب حال ہیں اطاعت کرنے کو تیار ہیں۔ بہرحال ایسے لوگ جو اُن امور میں اطاعت کریں جنہیں ان کے اپنے نفس بھی ماننے کے لئے تیار ہوں پوری طرح خدا تعالیٰ کی اطاعت کرنے والے نہیں کہلاسکتے۔ اس کے مقابلہ میں وہ شخص جو خدا تعالیٰ کی اطاعت اس لئے نہیں کرتا کہ اس کے احکام اس کی مرضی کے مطابق ہیں۔ بلکہ خواہ وہ اس کی مرضی کے مطابق ہوں یا نہ ہوں۔ وہ ان کی اطاعت کرتا چلا جاتا ہے۔ اس کا ایسے لوگوں کے ساتھ جو اس اصل کے منکر ہوں اتحاد فی العبادۃ نہیں ہوسکتا۔

(7) **انسان اس لئے اللہ تعالیٰ کے احکام کی فرمانبرداری نہ کرے کہ اُن احکام پر چلنے کی وجہ سے اُسے مادی فوائد حاصل ہوجائیں گے۔** مثلاً زکوٰۃ دے تو اس لئے نہیں کہ برادری سے تعلقات مضبوط ہوجائیں گے بلکہ اس لئے دے کہ خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوجائے گی جب تک اس اصل کے مطابق اطاعت نہ کی جائے، انسان اپنے ایمان میں کامل نہیں کہلاسکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَیُطِیْعُوْنَ اللّٰہَ (توبہ:71) یعنی کامل الایمان لوگ وہ ہیں جو زکوٰۃ دیتے ہیں۔ لیکن مادی فوائد کے لئے نہیں۔ رشتہ داریاں بڑھانے اور تعلقات قائم کرنے کے لئے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کی غرض سے اور اس لئے کہ اس کی خوشنودی اور اس کی رضاء حاصل ہوجائے۔ یعنی جن امور کو خدا تعالیٰ پسند کرتا ہے ان کو بھی وہ خدا تعالیٰ کی رضاء کے لئے سرانجام دیتے ہیں یعنی کام خواہ ان کی فطرت کے مطابق ہوں یا قومی ضرورتوں کے مطابق

باقی صفحہ 8 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس لئے مبعوث ہوئے تھے کہ خدا تعالیٰ کی ایسی معرفت ہم میں پیدا فرمائیں گویا ہم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہیں اور اپنے ہر فعل کو خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کے خوف کو سامنے رکھتے ہوئے بجالائیں۔

☆...... ’’جو شخص غافل دل اور معرفت الٰہی سے بکلّی بے نصیب ہے وہ کب توفیق پا سکتا ہے کہ صوم اور صلوٰۃ بجالاوے یا دعا کرے یا اور خیرات کی طرف مشغول ہو۔ ان سب اعمال صالح کا محرک تو معرفت ہی ہے‘‘۔

☆...... جب تم کو معرفت ہوگی تو تم گناہ کے نزدیک نہ پھٹکو گے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ یقین بڑھاؤ اور وہ دعا سے بڑھے گا اور نماز خود دعا ہے۔ نماز کو جس قدر سنوار کر ادا کرو گے اسی قدر گناہوں سے رہائی پاتے جاؤ گے‘‘۔

☆...... ’’اصلی نعمت جس پر قوتِ ایمان اور اعمال صالحہ موقوف ہے۔ خدا تعالیٰ کا مکالمہ اور مخاطبہ ہے‘‘۔

☆...... ’’ایمان کا قوی ہونا یا اعمال صالحہ کا بجالانا اور خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق قدم اٹھانا یہ تمام باتیں معرفت کاملہ کا نتیجہ ہیں‘‘۔

(حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے حوالہ سے معرفت الٰہیہ کی اہمیت، اس کے حصول اور اس کے ثمرات کا بصیرت افروز تذکرہ)

مکرم عبدالسبحان منان دین صاحب آف لندن کی وفات۔ مرحوم کا ذکرِ خیر اور نماز جنازہ حاضر

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 14 مارچ 2014ء بمطابق 14 امان 1393 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّا کَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

چند جمعے پہلے تک عملی اصلاح کے طریقوں کے بارے میں مَیں نے چند خطبات دیئے تھے جن میں یہ بھی ذکر ہوا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے سامنے اللہ تعالیٰ کو کس طرح پیش فرمایا اور معرفت اور محبت الٰہی کے کیا طریق بتائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے آپ نے کس طرح رہنمائی فرمائی ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کا تازہ کلام اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے حق میں جو معجزات و نشانات دکھائے ہیں وہ کس شان سے پورے ہوئے؟ یہ سب باتیں ایسی ہیں جن کا علم ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام کی روشنی میں حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے تاکہ یہ باتیں ہمارے ایمان اور ہمارے عمل میں ترقی کا باعث بنیں۔

سو آج اس سلسلے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات اور ارشادات کے کچھ نمونے مَیں پیش کروں گا جن میں معرفت الٰہی کے بارے میں آپ نے رہنمائی فرمائی ہے۔ صرف اس ضمن میں ہی آپ کی تحریرات پیش کی جائیں تو بیسیوں بلکہ اگر گہرائی میں جایا جائے تو سینکڑوں صفحات بھی اس بارے میں مل جاتے ہیں۔ تاہم جیسا کہ مَیں نے کہا آج بطور نمونہ چند اقتباسات آپ کے سامنے رکھوں گا جو اس بارے میں ہماری رہنمائی کرتے ہیں کہ معرفت الٰہی کیا ہے؟ اس میں انبیاء اور اولیاء کا تو ایک مقام ہے ہی، ایک عام مسلمان کا بھی اس میں کیا معیار ہونا چاہئے؟

عموماً مَیں نے ایسے حوالے لینے کی کوشش کی ہے جو آسان ہوں لیکن ان کی زبان یا بعض حوالے سمجھنے مشکل بھی ہو سکتے ہیں۔ بہرحال خدا تعالیٰ تک پہنچنے کے طریق کی رہنمائی کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’انسان خدا تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے دو چیزوں کا محتاج ہے۔ اول بدی سے پرہیز کرنا۔ دوم نیکی کے اعمال کو حاصل کرنا۔ اور محض بدی کو چھوڑنا کوئی ہنر نہیں ہے۔ پس اصل بات یہ ہے کہ جب سے انسان پیدا ہوا ہے یہ دونوں قوتیں اس کی فطرت کے اندر موجود ہیں۔ ایک طرف تو جذباتِ نفسانی اس کو گناہ کی طرف مائل کرتے ہیں اور دوسری طرف محبت الٰہی کی آگ جو اس کی فطرت کے اندر مخفی ہے وہ اس گناہ کے خس و خاشاک کو اس طرح پر جلا دیتی ہے جیسا کہ ظاہری آگ ظاہری خس و خاشاک کو جلاتی ہے۔ مگر اس روحانی آگ کا افروختہ ہونا جو گناہوں کو جلاتی ہے‘‘ (یعنی اس کا بھڑکایا جانا جو گناہوں کو جلاتی ہے) ’’معرفت الٰہی پر موقوف ہے‘‘۔ (معرفت الٰہی ہوگی تو تب ہی یہ جل سکتی ہے اسی پر اس کا انحصار ہے) ’’کیونکہ ہر ایک چیز کی محبت اور عشق اس کی معرفت سے وابستہ ہے۔ جس چیز کے حسن اور خوبی کا تمہیں علم نہیں تم اس پر عاشق نہیں ہو سکتے۔ پس خدائے عزّ وجل کی خوبی اور حسن و جمال کی معرفت اس کی محبت پیدا کرتی ہے اور محبت کی آگ سے گناہ جلتے ہیں۔ مگر سنّت اللہ اِسی طرح پر جاری ہے کہ وہ معرفت عام لوگوں کو نبیوں کی معرفت ملتی ہے اور ان کی روشنی سے وہ روشنی حاصل کرتے ہیں اور جو کچھ ان کو دیا گیا وہ ان کی پیروی سے سب کچھ پا لیتے ہیں‘‘۔ (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 62)

پھر آپ نے یہ بھی واضح فرمایا کہ مَیں نے تمام مذاہب کا گہرائی سے مطالعہ کیا ہے (جائزہ لیا ہے) اور اس کے بعد مَیں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اس وقت اسلام ہی ہے جو خدا تعالیٰ کی حقیقی معرفت ہر زمانے میں پیدا کر سکتا ہے کیونکہ یہی ایک ایسا مذہب ہے جس کا نبی بھی زندہ ہے۔ جس کی تعلیم زندہ ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور پیروی میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم پر اللہ تعالیٰ کا کلام بھی اتر سکتا ہے اور انوار الٰہی کے دروازے بھی کھل سکتے ہیں اور ان سے تم فیض پا سکتے ہو۔

(ماخوذ از حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 63 تا 65)

پھر اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ اسلام کی حقیقت اور معرفت الٰہی کا ایک تعلق ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

’’علم اور معرفت کو خدا تعالیٰ نے حقیقت اسلامیہ کے حصول کا ذریعہ ٹھہرایا ہے اور اگرچہ حصول حقیقت اسلام کے وسائل اور بھی ہیں جیسے صوم و صلوٰۃ ہے اور دعا اور تمام احکام الٰہی جو چھ سو سے بھی کچھ زیادہ ہیں لیکن علم عظمت و وحدانیت ذات اور معرفت شیون و صفات جلالی و جمالی حضرت باری عزّ اسمہ وسیلۃ الوسائل اور سب کا موقوف علیہ ہے‘‘۔ (یعنی اللہ تعالیٰ کی عظمت کا علم، اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا علم، اللہ تعالیٰ کے نشانوں کی معرفت حاصل کرنا، اللہ تعالیٰ کی صفات کی معرفت حاصل کرنا ان سب کا انحصار اس بات پر ہے اور یہی ایک ذریعہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو اس طرح جانا جائے جس طرح اس کے پہچانے جانے کا حق

ہے۔) فرمایا کہ:'' کیونکہ جو شخص غافل دل اور معرفت الٰہی سے بکلّی بے نصیب ہے وہ کب توفیق پاسکتا ہے کہ صوم اور صلوٰۃ بجالاوے یا دعا کرے یا اور خیرات کی طرف مشغول ہو۔ ان سب اعمال صالح کا محرّک تو معرفت ہی ہے اور یہ تمام دوسرے وسائل دراصل اسی کے پیدا کردہ اور اس کے بنین و بنات ہیں''۔ (یعنی کہ اس کے بچّے ہیں) ''اور ابتدا اس معرفت کی پرتو اسم رحمانیت سے ہے۔'' (یعنی اللہ تعالیٰ کی معرفت کی جو ابتدا ہے وہ اس کے اسم یا اس کی رحمانیت کی جو صفت ہے اس سے ہے)۔ ''نہ کسی عمل سے نہ کسی دعا سے بلکہ بلاعلّتِ فیضان سے صرف ایک موہبت ہے''۔ (یعنی بغیر کسی علّت فیضان کے، بغیر کسی فیض پانے کے سبب کے، صرف اللہ تعالیٰ کی عطا سے یہ ملتی ہے اور یہ رحمانیت ہے۔) فرمایا: ''یَھْدِیْ مَن یَّشَآءُ وَیُضِلُّ مَـن یَّشَآءُ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے مگر پھر یہ معرفت اعمال صالحہ اور حسن ایمان کے شمول سے زیادہ ہوتی جاتی ہے''۔ (پہلی بات تو یہ کہ یہ معرفت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے، اللہ تعالیٰ کی رحمانیت سے ملتی ہے لیکن جب یہ معرفت مل جائے تو اس کے بعد کیا ہو اور اس میں آدمی کو پھر کیا کرنا چاہئے۔ اعمال صالحہ بجالانے کی ضرورت ہے اور ایمان میں اَور خوبصورتی پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ جب ایمان کی خوبصورتی ہوگی اور اعمال صالحہ ہوں گے تو پھر اس معرفت میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔) ''یہاں تک کہ آخر الہام اور کلام الٰہی کے رنگ میں نزول پکڑ کر تمام صحن سینہ کو اس نور سے منور کردیتی ہے جس کا نام اسلام ہے''۔

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 187 تا 189)

پھر اللہ تعالیٰ کی معرفت، گناہوں سے نجات، نیکیوں کی توفیق اور دعا کے معیار کے بارے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

''اصل حقیقت یہ ہے کہ کوئی انسان نہ تو واقعی طور پر گناہ سے نجات پاسکتا ہے اور نہ سچے طور پر خدا سے محبت کرسکتا ہے اور نہ جیسا کہ حق ہے اس سے ڈر سکتا ہے جب تک کہ اسی کے فضل اور کرم سے اس کی معرفت حاصل نہ ہو اور اس سے طاقت نہ ملے۔ اور یہ بات نہایت ہی ظاہر ہے کہ ہر ایک خوف اور محبت معرفت سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ دنیا کی تمام چیزیں جن سے انسان دل لگاتا ہے اور ان سے محبت کرتا ہے یا ان سے ڈرتا ہے اور دور بھاگتا ہے۔ یہ سب حالات انسان کے دل کے اندر معرفت کے بعد ہی پیدا ہوتے ہیں۔ ہاں یہ سچ ہے کہ معرفت حاصل نہیں ہوسکتی جب تک خدا تعالیٰ کا فضل نہ ہو۔ اور نہ مفید ہوسکتی ہے جب تک خدا تعالیٰ کا فضل نہ ہو اور فضل کے ذریعہ سے معرفت آتی ہے۔ تب معرفت کے ذریعہ سے حق بینی اور حق جوئی کا ایک دروازہ کھلتا ہے''۔ (یعنی سچائی پھر نظر بھی آتی ہے اور اس معرفت کے آنے سے سچائی کی تلاش کی طرف اَور دروازے کھلتے چلے جاتے ہیں۔) ''اور پھر بار بار دور فضل سے ہی وہ دروازہ کھلا رہتا ہے۔'' (یعنی اللہ تعالیٰ کا یہ فضل پھر دوبارہ دوبارہ آتا چلا جاتا ہے اور اسی فضل کے آنے کی وجہ سے پھر یہ معرفت کا دروازہ کھلا رہتا ہے) ''اور بند نہیں ہوتا۔ غرض معرفت فضل کے ذریعہ سے حاصل ہوتی ہے اور پھر فضل کے ذریعہ سے ہی باقی رہتی ہے۔ فضل معرفت کو نہایت مصفّٰی اور روشن کردیتا ہے اور حجابوں کو درمیان سے اٹھا دیتا ہے اور نفس امّارہ کے گردوغبار کو دور کردیتا ہے اور روح کو قوت اور زندگی بخشتا ہے اور نفسِ امّارہ کو امّارگی کے زندان سے نکالتا ہے اور بدخواہشوں کی پلیدی سے پاک کرتا ہے اور نفسانی جذبات کے تند سیلاب سے باہر لاتا ہے۔ تب انسان میں ایک تبدیلی پیدا ہوتی ہے اور وہ بھی گندی زندگی سے طبعًا بیزار ہوجاتا ہے کہ بعد اس کے پہلی حرکت جو فضل کے ذریعہ سے روح میں پیدا ہوتی ہے وہ دعا ہے۔ یہ خیال مت کرو کہ ہم بھی ہر روز دعا کرتے ہیں اور تمام نماز دعا ہی ہے جو ہم پڑھتے ہیں۔ کیونکہ وہ دعا جو معرفت کے بعد اور فضل کے ذریعہ سے پیدا ہوتی ہے وہ اَور رنگ اور کیفیت رکھتی ہے۔ وہ فنا کرنے والی چیز ہے۔ وہ گداز کرنے والی آگ ہے۔ وہ رحمت کو کھینچنے والی ایک مقناطیسی کشش ہے۔ وہ موت ہے پر آخر کو زندہ کرتی ہے۔ وہ ایک تند سیل ہے پر آخر کو کشتی بن جاتی ہے''۔ (ایک تیز سیلاب ہے۔ کشتی بن جاتی ہے۔) ''ہر ایک بگڑی ہوئی بات اس سے بن جاتی ہے اور ہر ایک زہر آخر اس سے تریاق ہوجاتا ہے''۔

(لیکچر سیالکوٹ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 222-221)

یہ معرفت کا مقام ہے۔

پھر فرمایا کہ انسان گناہ کی طرف کیوں زیادہ گرتا ہے۔ نفس امّارہ کیوں دلوں پر قبضہ کرتا ہے؟ اس کی وضاحت میں فرماتے ہیں کہ:

''گناہ پر دلیری کی وجہ بھی خدا کے خوف کا دلوں میں موجود نہ ہونا ہے۔ لیکن یہ خوف کیونکر پیدا ہو۔ اس کے لیے معرفت الٰہی کی ضرورت ہے۔ جس قدر خدا تعالیٰ کی معرفت زیادہ ہوگی اسی قدر خوف زیادہ ہوگا۔ ہر کہ عارف تر است ترساں تر۔'' یعنی جو زیادہ عرفان رکھتا ہے وہ اتنا ہی خوف رکھتا ہے۔ لرزاں و ترساں رہتا ہے۔ فرمایا: ''اس امر میں اصل معرفت ہے۔'' (یہ جو بات ہے اس میں اصل بنیادی چیز جو ہے وہ معرفت ہے۔) ''اور اس کا نتیجہ خوف ہے''۔ (اگر معرفت پیدا ہوگی تو اللہ تعالیٰ کی پہچان ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی حقیقت کا علم ہوگا تو پھر ہی خوف بھی پیدا ہوگا۔) ''معرفت ایک ایسی شَے ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے انسان ادنیٰ ادنیٰ کیڑوں سے بھی ڈرتا ہے''۔ (یعنی جن کیڑوں کے بارے میں انسان کو علم ہوتا ہے کہ ان کی حقیقت کیا ہے، ان سے بھی ڈرتا ہے۔) فرمایا: ''جیسے پسّو اور مچھر کی جب معرفت ہوتی ہے تو ہر ایک اُن سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ پس کیا وجہ ہے کہ خدا جو قادر مطلق اور علیم اور بصیر ہے اور زمینوں اور آسمانوں کا مالک ہے، اس کے احکام کے برخلاف کرنے میں یہ اس قدر جرأت کرتا ہے۔ اگر سوچ کر دیکھو گے تو معلوم ہوگا کہ معرفت نہیں''۔ (اللہ تعالیٰ کا صحیح علم ہی نہیں۔ اس لئے گناہوں کی طرف رغبت پیدا ہوتی ہے۔) ''بہت ہیں کہ زبان سے تو خدا تعالیٰ کا اقرار کرتے ہیں لیکن اگر ٹٹول کر دیکھو تو معلوم ہوگا کہ ان کے اندر دہریت ہے کیونکہ دنیا کے کاموں میں جب مصروف ہوتے ہیں تو خدا تعالیٰ کے قہر اور اس کی عظمت کو بالکل بھول جاتے ہیں۔ اس لیے یہ بات بہت ضروری ہے کہ تم لوگ دعا کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے معرفت طلب کرو۔ بغیر اس کے یقینِ کامل ہرگز حاصل نہیں ہوسکتا۔ وہ اس وقت حاصل ہوگا جبکہ یہ علم ہو کہ اللہ تعالیٰ سے قطع تعلق کرنے میں ایک موت ہے۔ گناہ سے بچنے کے لیے جہاں دعا کرو وہاں ساتھ ہی تدابیر کے سلسلہ کو ہاتھ سے نہ چھوڑو اور تمام محفلیں اور مجلسیں جن میں شامل ہونے سے گناہ کی تحریک ہوتی ہے ان کو ترک کرو اور ساتھ ہی دعا بھی کرتے رہو......''

اب آج کل اس دنیا میں ہماری کون سی مجلسیں ہیں جو گناہ کی طرف لے جاتی ہیں۔ کہیں ٹی وی ہے، کہیں انٹرنیٹ ہے، کہیں فیس بکیں (facebook) ہیں۔ یہ اب ایسی چیزیں ہیں جن کو دنیا والے بھی محسوس کرنے لگ گئے ہیں۔ گزشتہ دنوں میں پہلے یہ خبر آئی تھی کہ امریکہ میں ہی اس بات پر کہ فیس بُک نے لوگوں میں بے چینیاں پیدا کردی ہیں انہوں نے چھ لاکھ سے زیادہ اکاؤنٹ وہاں بند کردیئے۔

بہرحال فرمایا کہ:'' ...... جہاں دعا کرو وہاں ساتھ ہی تدابیر کے سلسلہ کو ہاتھ سے نہ چھوڑو اور تمام محفلیں اور مجلسیں جن میں شامل ہونے سے گناہ کی تحریک ہوتی ہے ان کو ترک کرو اور ساتھ ہی دعا بھی کرتے رہو۔ اور خوب جان لو کہ ان آفات سے جو قضاء وقدر کی طرف سے انسان کے ساتھ پیدا ہوتی ہیں جب تک خدا تعالیٰ کی مدد ساتھ نہ ہو ہرگز رہائی نہیں ہوتی''۔ (ملفوظات جلد 4 صفحہ نمبر 96-95۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر اس بات کو مزید کھولتے ہوئے کہ گناہوں سے بچنا بغیر معرفت الٰہی کے ممکن نہیں ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

''یقیناً یاد رکھو کہ گناہوں سے بچنے کی توفیق اس وقت مل سکتی ہے جب انسان پورے طور پر اللہ تعالیٰ پر ایمان لاوے۔ یہی بڑا مقصد انسانی زندگی کا ہے کہ گناہ کے پنجہ سے نجات پالے۔ دیکھو ایک سانپ جو خوشنما معلوم ہوتا ہے بچہ تو اس کو ہاتھ میں پکڑنے کی خواہش کرسکتا ہے اور ہاتھ بھی ڈال سکتا ہے لیکن ایک عقلمند جو جانتا ہے کہ سانپ کاٹ کھائے گا اور ہلاک کردے گا وہ کبھی جرأت نہیں کرے گا کہ اس کی طرف لپکے بلکہ اگر معلوم ہوجاوے کہ کسی مکان میں سانپ ہے تو اس میں بھی داخل نہیں ہوگا۔ ایسا ہی زہر کو جو ہلاک کرنے والی چیز سمجھتا ہے تو اس کے کھانے پر وہ دلیر نہیں ہوگا۔ پس اسی طرح پر جب تک گناہ کو خطرناک زہر یقین نہ کرلے اس سے بچ نہیں سکتا۔ یہ یقین معرفت کے بدُوں پیدا نہیں ہوسکتا......'' (جب تک معرفت نہ ہو اس وقت تک یہ یقین پیدا نہیں ہوسکتا۔ یعنی انسان کو یہ پتا ہے، معرفت ہے، اس کا علم ہے کہ زہر بھی خطرناک ہے، سانپ بھی خطرناک ہے تبھی ان سے بچتا ہے۔) فرمایا کہ:'' ......پھر وہ کیا بات ہے کہ انسان گناہوں پر اس قدر دلیر ہوجاتا ہے باوجودیکہ وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے اور گناہ کو گناہ بھی سمجھتا ہے۔ اس کی وجہ بجز اس کے اور کوئی نہیں کہ وہ معرفت اور بصیرت نہیں رکھتا جو گناہ سوز فطرت پیدا کرتی ہے۔ اگر یہ بات پیدا نہیں ہوتی تو پھر اقرار کرنا پڑے گا کہ معاذ اللہ اسلام اپنے اصلی مقصد سے خالی ہے لیکن مَیں کہتا ہوں کہ ایسا نہیں۔ یہ مقصد اسلام ہی کامل طور پر پورا کرتا ہے اور اس کا ایک ہی ذریعہ ہے مکالمات ومخاطبات الٰہیہ۔ کیونکہ اسی سے اللہ تعالیٰ کی ہستی پر کامل یقین پیدا ہوتا ہے اور اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ فی الحقیقت اللہ تعالیٰ گناہ سے بیزار ہے اور وہ سزا دیتا ہے۔ گناہ ایک زہر ہے جو اول صغیرہ سے شروع ہوتا ہے اور پھر کبیرہ ہوجاتا ہے اور انجام کار کفر تک پہنچا دیتا ہے''۔ (لیکچر لدھیانہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 287)

پھر گناہوں سے رکنے کے لئے معرفت کی اہمیت کو ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یوں بیان فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں کہ:

''معرفت بھی ایک شَے ہے جو کہ گناہ سے انسان کو روکتی ہے جیسے جو شخص سمّ الفار، سانپ اور شیر کو

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.

Contact: Anas A.Khan, John Thompson,
Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panal) **& David Wilson.**

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel:020 8767 5005
Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch:164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- *24hrs Crime Line: 07533667921*

ہلاک کرنے والا جانتا ہے تو وہ ان کے نزدیک نہیں جاتا''۔(یعنی ان چیزوں کے بارے میں علم ہے کہ یہ انسان کو مار سکتے ہیں، ہلاک کر سکتے ہیں اس لئے وہ ان کے نزدیک نہیں جاتا۔)''ایسے جب تم کو معرفت ہوگی تو تم گناہ کے نزدیک نہ پھٹکو گے۔اس کے لیے ضروری ہے کہ یقین بڑھاؤ اور وہ دعا سے بڑھے گا اور نماز خود دعا ہے۔نماز کو جس قدر سنوار کر ادا کرو گے اسی قدر گناہوں سے رہائی پاتے جاؤ گے۔معرفت صرف قول سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ بڑے بڑے حکیموں نے خدا کو اس لیے چھوڑ دیا کہ ان کی نظر مصنوعات پر رہی اور دعا کی طرف توجہ نہ کی جیسا کہ ہم نے براہین میں ذکر کیا ہے''۔

اس بارے میں براہین احمدیہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کافی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ فرماتے ہیں:

''مصنوعات سے تو انسان کو ایک صانع کے وجود کی ضرورت ثابت ہوتی ہے کہ ایک فاعل ہونا چاہئے لیکن یہ نہیں ثابت ہوتا کہ وہ ''ہے'' بھی۔''ہونا چاہئے'' اَور شَے ہے اور ''ہے'' اور شَے ہے۔اس ''ہے'' کا علم سوائے دعا کے نہیں حاصل ہوتا۔'' (اللہ تعالیٰ کی موجودگی کا علم دعا سے حاصل ہوتا ہے۔) ''عقل سے کام لینے والے ''ہے'' کے علم کو نہیں پا سکتے۔''(اگر صرف عقل سے کام لینا ہے تو وہ ''ہونا چاہئے'' اور ''ہے'' کے فرق کو محسوس نہیں کر سکتے۔''ہے'' کے علم کو پا نہیں سکتے۔)''اسی لیے ہے'' (یعنی یہ جو ایک محاورہ ہے) ''کہ خدا را بخدا تواں شناخت''۔(کہ خدا کو خدا تعالیٰ کے ذریعہ ہی پہچانا جاتا ہے۔) ''لَاتُدْرِکُہُ الْاَ بْصَارُ کے بھی یہی معنی ہیں کہ وہ صرف عقلوں کے ذریعہ سے شناخت نہیں کیا جا سکتا بلکہ خود جو ذریعے اس نے بتلائے ہیں ان سے ہی اپنے وجود کو شناخت کرواتا ہے اور اس امر کے لیے اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ جیسی اور کوئی دعا نہیں ہے''۔

(ملفوظات جلد3 صفحہ 590۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر حقیقی توبہ کی وضاحت فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

''جو خدا کی تلاش میں استقلال سے لگتا ہے وہ اُس کو پا لیتا ہے۔نہ صرف پا لیتا ہے بلکہ میرا تو یہ ایمان ہے کہ وہ اس کو دیکھ لیتا ہے۔ارضی علوم کی تحصیل میں کس قدر وقت اور روپیہ صرف کرنا پڑتا ہے۔یہ علوم روحانی علوم کی تحصیل کے قواعد کو صاف طور پر بتا رہے ہیں''۔(یعنی عام جو دنیاداری کی تعلیم ہے اس پر محنت لگاتے ہیں روپیہ بھی لگاتے ہیں تو یہی اصول روحانی علوم کو حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے۔) فرمایا کہ ''ہمارا مذہب جو روحانی علوم کے مبتدی کے لئے ہونا چاہئے یہ ہے کہ وہ پہلے خدا کی ہستی پھر اس کی صفات کی واقفیت پیدا کرے ایسی واقفیت جو یقین کے درجہ تک پہنچ جاوے۔تب اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات کاملہ پر اس کو اطلاع مل جاوے گی اور اس کی رُوح اندر سے بول اُٹھے گی کہ پورے اطمینان کے ساتھ اس نے خدا کو پا لیا ہے۔جب اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایسا ایمان پیدا ہو جاوے کہ وہ یقین کے درجہ تک پہنچ جاوے اور انسان محسوس کر لے کہ اس نے گویا خدا کو دیکھ لیا ہے اور اس کی صفات سے واقفیت حاصل ہو جاوے تو گناہ سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے اور طبیعت جو پہلے گناہ کی طرف جھکتی تھی اب ادھر سے ہٹتی اور نفرت کرتی ہے اور یہی توبہ ہے''۔(ملفوظات جلد1 صفحہ 465۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر معرفت الٰہی کے حصول کے لئے اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْم کی مزید تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''سورفاتحہ میں جو پنج وقت فریضہ نماز میں پڑھی جاتی ہے یہی دعا سکھلائی گئی ہے اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِم۔تو کسی امّتی کو اس نعمت کے حاصل ہونے سے کیوں انکار کیا جاتا ہے۔کیا سورہ فاتحہ میں وہ نعمت جو خدا تعالیٰ سے مانگی گئی ہے جو نبیوں کو دی گئی تھی وہ درہم و دینار ہیں۔ ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ کی نعمت ملی تھی جس کے ذریعہ سے ان کی معرفت حق الیقین کے مرتبہ تک پہنچ گئی تھی اور گفتار کی تجلی دیدار کے قائم مقام ہو گئی تھی''۔(یعنی جو تجلّی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مکالمہ کی تجلّی تھی، اللہ تعالیٰ سے اتنی زیادہ شدت سے اتنی زیادہ قربت پیدا ہو گئی کہ وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کے قائم مقام ہو گئی تھی۔) فرمایا:''پس یہ جو دعا کی جاتی ہے کہ اے خداوند وہ راہ ہمیں دکھا جس سے ہم بھی اس نعمت کے وارث ہو جائیں اس کے بجز اس کے اور کیا معنے ہیں کہ ہمیں بھی شرف مکالمہ اور مخاطبہ بخش۔بعض جاہل اس جگہ کہتے ہیں کہ اس دعا کے صرف یہ معنے ہیں کہ ہمارے ایمان قوی کر اور اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرما اور وہ کام ہم سے کرا جس سے تو راضی ہو جائے۔مگر یہ نادان نہیں جانتے کہ ایمان کا قوی ہونا یا اعمال صالحہ کا بجا لانا اور خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق قدم اٹھانا یہ تمام باتیں معرفت کاملہ کا نتیجہ ہیں۔جس دل کو خدا تعالیٰ کی معرفت میں سے کچھ حصہ نہیں ملا وہ دل ایمان قوی اور اعمال صالحہ سے بھی بے نصیب ہے۔''(اس کو وہ بھی نہیں مل سکتا۔)''معرفت سے ہی خدا تعالیٰ کا خوف دل میں پیدا ہوتا ہے۔اور معرفت سے ہی خدا تعالیٰ کی محبت دل میں جوش مارتی ہے۔جیسا کہ دنیا میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ ہر ایک چیز کا خوف یا محبت معرفت سے ہی پیدا ہوتا ہے۔اگر اندھیرے میں ایک شیر ببر تمہارے پاس کھڑا ہو اور تم کو اس کا علم نہ ہو کہ یہ شیر ہے بلکہ یہ خیال ہو کہ یہ ایک بکرا ہے تو تمہیں کچھ بھی اس کا خوف نہیں ہوگا اور جبھی کہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ یہ تو شیر ہے تو تم بے حواس ہو کر اس جگہ سے بھاگ جاؤ گے۔ایسا ہی اگر تم ایک ہیرے کو جو ایک جنگل میں پڑا ہوا ہے جو کئی لاکھ روپیہ قیمت رکھتا ہے محض ایک پتھر کا ٹکڑا سمجھو گے تو اس کی تم کچھ بھی پروا نہیں کرو گے۔لیکن اگر تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ یہ اس شان اور عظمت کا ہیرا ہے تب تو تم اس کی محبت میں دیوانہ ہو جاؤ گے اور جہاں تک تم سے ممکن ہوگا اس کے حاصل کرنے کے لئے کوشش کرو گے۔پس معلوم ہوا کہ تمام محبت اور خوف معرفت پر موقوف ہے۔انسان اس سوراخ میں ہاتھ نہیں ڈال سکتا جس کی نسبت اس کو معلوم ہو جائے کہ اس کے اندر ایک زہریلا سانپ ہے اور نہ اس مکان کو چھوڑ سکتا ہے جس کی نسبت اس کو یقین ہو جائے کہ اس کے نیچے ایک بڑا بھاری خزانہ مدفون ہے۔اب چونکہ تمام مدار خوف اور محبت کا معرفت پر ہے اس لئے خدا تعالیٰ کی طرف بھی پورے طور پر اس وقت انسان جھک سکتا ہے جب کہ اس کی معرفت ہو''۔ (جب اللہ تعالیٰ کی صحیح معرفت ہو گی تب ہی اس کی محبت بھی دل میں پیدا ہو گی، تب ہی اس کا خوف بھی دل میں پیدا ہوگا۔) فرمایا:''اوّل اس کے وجود کا پتہ لگے اور پھر اس کی خوبیاں اور اس کی کامل قدرتیں ظاہر ہوں اور اس قسم کی معرفت کب میسر آ سکتی ہے بجز اس کے کہ کسی کو خدا تعالیٰ کا شرف مکالمہ اور مخاطبہ حاصل ہو اور پھر اعلام الٰہی سے اس بات پر یقین آ جائے کہ وہ عالم الغیب ہے اور ایسا قادر ہے کہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔سو اصلی نعمت (جس پر قوتِ ایمان اور اعمال صالحہ موقوف ہیں۔)''{ایمان اور اعمال صالحہ کا جس پر انحصار ہے}''خدا تعالیٰ کا مکالمہ اور مخاطبہ ہے جس کے ذریعہ سے اول اس کا پتہ لگتا ہے اور پھر اس کی قدرتوں سے اطلاع ملتی ہے اور پھر اس اطلاع کے موافق انسان ان قدرتوں کو بچشم خود دیکھ لیتا ہے۔یہی وہ نعمت ہے جو انبیاء علیہم السلام کو دی گئی تھی اور پھر اس امّت کو حکم ہوا کہ اس نعمت کو تم مجھ سے مانگو کہ مَیں تمہیں بھی دوں گا۔پس جس کے دل میں یہ پیاس لگا دی گئی ہے کہ اس نعمت کو پاوے بیشک اس کو وہ نعمت ملے گی''۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد21 صفحہ 307 تا309)

پھر نیکیوں کے بجا لانے اور برائیوں سے روکنے کے لئے معرفت الٰہی کے حصول پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''تمام سعادت مندیوں کا مدار خداشناسی پر ہے اور نفسانی جذبات اور شیطانی محرکات سے روکنے والی صرف ایک ہی چیز ہے جو خدا کی معرفت کاملہ کہلاتی ہے جس سے پتہ لگ جاتا ہے کہ خدا ہے۔وہ بڑا قادر ہے۔وہ ذوالعذاب الشدید ہے۔یہی ایک نسخہ ہے جو انسان کی متمردانہ زندگی پر''(سرکش زندگی پر) ''ایک بھسم کرنے والی بجلی گراتا ہے''۔(ایسی بجلی گراتا ہے جو اس کو جلا کر خاک کر دیتی ہے۔)''پس جب تک انسان اٰمَنْتُ بِاللّٰہ کی حدود سے نکل کر عَرَفْتُ اللّٰہ کی منزل پر قدم نہیں رکھتا''(اللہ پر ایمان لانے کی حد سے نکل کر اس کی پہچان اور معرفت حاصل کرنے کی منزل پر قدم نہیں رکھتا)''اس کا گناہوں سے بچنا محال ہے''۔(بہت مشکل ہے کہ گناہوں سے بچا جائے۔)''اور یہ بات کہ ہم خدا کی معرفت اور اس کی صفات پر یقین لانے سے گناہوں سے کیونکر بچ جائیں گے ایک ایسی صداقت ہے جس کو ہم جھٹلا نہیں سکتے۔ ہمارا روزانہ تجربہ اس امر کی دلیل ہے کہ جس سے انسان سے ڈرتا ہے اس کے نزدیک نہیں جاتا۔مثلاً جب کہ یہ علم ہو کہ سانپ ڈس لیتا ہے اور اس کا ڈسا ہوا ہلاک ہو جاتا ہے تو کون دانشمند ہے جو اس کے منہ میں اپنا ہاتھ دینا تو درکنار کبھی ایسے سوٹے کے نزدیک جانا بھی پسند کرے جس سے کوئی زہریلا سانپ مارا گیا ہو۔ اسے خیال ہوتا ہے کہ کہیں اس کے زہر کا اثر اس میں باقی نہ ہو''۔(یعنی سوٹے میں بھی زہر کا اثر نہ لگا ہو۔)''اگر کسی کو معلوم ہو جائے کہ فلاں جنگل میں شیر ہے تو ممکن نہیں کہ وہ اس میں سفر کر سکے یا کم از کم تنہا جا سکے۔بچوں تک میں یہ مادہ اور شعور موجود ہے کہ جس چیز کے خطرناک ہونے کا ان کو یقین دلایا گیا ہے وہ اس سے ڈرتے ہیں۔پس جب تک انسان میں خدا کی معرفت اور گناہوں کے زہر ہونے کا یقین پیدا نہ ہو کوئی اور طریق خواہ کسی کی خودکشی ہو یا قربانی کا خون نجات نہیں دے سکتا اور گناہ کی زندگی پر موت وارد نہیں کر سکتا۔یقیناً یاد رکھو کہ گناہوں کا سیلاب اور نفسانی جذبات کا دریا بجز اس کے رک ہی نہیں سکتا کہ ایک چمکتا ہوا یقین اس کو حاصل ہو کہ خدا ہے اور اس کی تلوار ہے جو ہر ایک نافرمان پر بجلی کی طرح گرتی ہے۔جب تک یہ پیدا نہ ہو گناہ سے بچ نہیں سکتا اگر کوئی کہے کہ ہم خدا پر ایمان لاتے ہیں اور اس بات پر بھی ایمان لاتے ہیں کہ وہ نافرمانوں کو سزا دیتا ہے مگر گناہ ہم سے دور نہیں ہوتے۔میں جواب میں یہی کہوں گا کہ یہ جھوٹ ہے اور نفس کا مغالطہ ہے۔ سچے ایمان اور سچے یقین اور گناہ میں باہم عداوت ہے۔ جہاں سچی معرفت اور چمکتا ہوا یقین خدا پر ہو وہاں ممکن نہیں کہ گناہ رہے''۔

(ملفوظات جلد2 صفحہ 4-3۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ:

''خداشناسی کی طرف قدم جلد اٹھانا چاہئے۔خدا تعالیٰ کا مزا اسے آتا ہے جو اسے شناخت کرے اور جو اس کی طرف صدق و وفا سے قدم نہیں اُٹھاتا اس کی دعا کھلے طور پر قبول نہیں ہوتی اور کوئی نہ کوئی حصہ تاریکی کا اسے لگا ہی رہتا ہے۔اگر خدا تعالیٰ کی طرف ذرا سی حرکت کرو گے تو وہ اس سے زیادہ تمہاری طرف حرکت کرے گا۔لیکن اوّل تمہاری طرف سے حرکت کا ہونا ضروری ہے۔یہ خام خیالی ہے کہ بلا حرکت کئے

اس سے کسی قسم کی توقع رکھی جاوے۔ یہ سنّت اللہ اسی طریق سے جاری ہے کہ ابتدا میں انسان سے ایک فعل صادر ہوتا ہے پھر اس پر خدا تعالیٰ کا ایک فعل نتیجۃً ظاہر ہوتا ہے۔ اگر ایک شخص اپنے مکان کے کُل دروازے بند کردے گا تو یہ بند کرنا اس کا فعل ہوگا۔ خدا تعالیٰ کا فعل اس پر یہ ظاہر ہوگا کہ اس مکان میں اندھیرا ہو جاوے گا لیکن انسان کو اس کوچہ میں پڑ کر صبر سے کام لینا چاہئے۔

بعض لوگ شکایت کرتے ہیں کہ ہم نے سب نیکیاں کیں، نماز بھی پڑھی، روزے بھی رکھے، صدقہ خیرات بھی دیا، مجاہدہ بھی کیا مگر ہمیں وصول کچھ نہیں ہوا۔ تو ایسے لوگ شقی ازلی ہوتے ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کی ربوبیت پر ایمان نہیں رکھتے اور نہ انہوں نے سب اعمال خدا تعالیٰ کے لیے کئے ہوتے ہیں۔ اگر خدا تعالیٰ کے لیے کوئی فعل کیا جاوے تو یہ ممکن نہیں کہ وہ ضائع ہو اور خدا تعالیٰ اس کا اجر اسی زندگی میں نہ دیوے۔ اسی وجہ سے اکثر لوگ شکوک وشبہات میں رہتے ہیں اور ان کو خدا تعالیٰ کی ہستی کا کوئی پتہ نہیں لگتا کہ ہے بھی کہ نہیں۔ ایک پارچہ سلا ہوا ہوتو انسان جان لیتا ہے'' (کپڑا سلا ہوا ہوتو انسان جان لیتا ہے) ''کہ اس کے سینے والا ضرور کوئی ہے۔ ایک گھڑی ہے وقت دیتی ہے۔ اگر جنگل میں بھی انسان کو مل جاوے تو وہ خیال کرے گا کہ اس کے بنانے والا ضرور ہے۔ پس اسی طرح خدا تعالیٰ کے افعال کو دیکھو کہ اس نے کس کس قسم کی گھڑیاں بنا رکھی ہیں اور کیسے کیسے عجائبات قدرت ہیں۔ ایک طرف تو اس کی ہستی کے عقلی دلائل ہیں۔ ایک طرف نشانات ہیں۔ وہ انسان کو منوا دیتے ہیں کہ ایک عظیم الشان قدرتوں والا خدا موجود ہے۔ وہ پہلے اپنے برگزیدہ پر اپنا ارادہ ظاہر فرماتا ہے اور یہی بھاری شَے ہے جو انبیاء لاتے ہیں اور جس کا نام پیشگوئی ہے''۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 495-494۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

''مذہب کی جڑ خدا شناسی اور معرفت نعمائے الٰہی ہے اور اس کی شاخیں اعمال صالحہ اور اس کے پھول اخلاق فاضلہ ہیں اور اس کا پھل برکات روحانیہ اور نہایت لطیف محبت ہے جو ربّ اور اس کے بندہ میں پیدا ہوجاتی ہے۔ اور اس پھل سے متمتع ہونا روحانی تقدس و پاکیزگی کا مثمر ہے۔ کمالیت محبت، کمالیت معرفت سے پیدا ہوتی ہے اور عشق الٰہی بقدر معرفت جوش مارتا ہے اور جب محبت ذاتیہ پیدا ہوجاتی ہے تو وہی دن نئی پیدائش کا پہلا دن ہوتا ہے اور وہی ساعت نئے عالَم کی پہلی ساعت ہوتی ہے''۔

(سرمہ چشم آریہ روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 281)

پھر آپ فرماتے ہیں:

''خدا ایک موتی ہے اس کی معرفت کے بعد انسان دنیاوی اشیاء کو ایسی حقارت اور ذلّت سے دیکھتا ہے کہ اس کے دیکھنے کے لئے بھی اسے طبیعت پر ایک جبر اور اکراہ کرنا پڑتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ کی معرفت چاہو اور اس کی طرف ہی قدم اٹھاؤ کہ کامیابی اسی میں ہے''۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 92۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

فرماتے ہیں: ''مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا تقویٰ، ایمان، عبادت، طہارت سب کچھ آسمان سے آتا ہے۔ اور یہ خدا تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے وہ چاہے تو اس کو قائم رکھے اور چاہے تو دُور کردے۔ پس سچی معرفت اسی کا نام ہے کہ انسان اپنے نفس کو مسلوب اور لاشَے محض سمجھے اور آستانۂ الوہیت پر گر کر انکسار اور عجز کے ساتھ خدا تعالیٰ کے فضل کو طلب کرے اور اس نورِ معرفت کو مانگے جو جذبات نفس کو جلا دیتا ہے اور اندر ایک روشنی اور نیکیوں کے لیے قوت اور حرارت پیدا کرتا ہے۔ پھر اگر اس کے فضل سے اس کو حصہ مل جاوے اور کسی وقت کسی قسم کا بسط اور شرح صدر حاصل ہو جاوے تو اس پر تکبر اور ناز نہ کرے بلکہ اس کی فروتنی اور انکسار میں اور بھی ترقی ہو کیونکہ جس قدر وہ اپنے آپ کو لاشَے سمجھے گا اسی قدر کیفیات اور انوار خدا تعالیٰ سے اتریں گے جو اس کو روشنی اور قوت پہنچائیں گے۔ اگر انسان یہ عقیدہ رکھے گا تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کی اخلاقی حالت عمدہ ہو جائے گی۔ دنیا میں اپنے آپ کو کچھ سمجھنا بھی تکبر ہے اور یہی حالت بنا دیتا ہے۔ پھر انسان کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ دوسرے پر لعنت کرتا ہے اور اُسے حقیر سمجھتا ہے''۔ آپ فرماتے ہیں کہ: ''مَیں یہ سب باتیں بار بار اس لیے کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے جو اس جماعت کو بنانا چاہا ہے اس سے یہی غرض رکھی ہے کہ وہ حقیقی معرفت جو دنیا میں گُم ہو چکی ہے اور وہ حقیقی تقویٰ وطہارت جو اس زمانہ میں پائی نہیں جاتی اسے دوبارہ قائم کرے''۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 214-213۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر آپ مزید اس بارے میں فرماتے ہیں کہ:

''اس وقت بھی چونکہ دنیا میں فسق و فجور بہت بڑھ گیا ہے اور خدا شناسی اور خدا رسی کی راہیں نظر نہیں آتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلے کو قائم کیا ہے اور محض اپنے فضل و کرم سے اس نے مجھ کو مبعوث کیا ہے تا مَیں ان لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ سے غافل اور بیخبر ہیں اس کی اطلاع دوں اور نہ صرف اطلاع بلکہ جو صدق اور صبر اور وفاداری کے ساتھ اس طرف آئیں انہیں خدا تعالیٰ کو دکھلا دوں''۔ جو سچائی اور صبر اور وفاداری کے ساتھ اس طرف آئیں وہ آپ کو ماننے کے بعد خدا تعالیٰ کو بھی دیکھ لیں۔) پھر فرمایا کہ: ''اس بنا پر اللہ تعالیٰ نے مجھے مخاطب کیا اور فرمایا: اَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْکَ یعنی تُو مجھ سے ہے یا مجھ سے ظاہر کیا گیا ہے اور مَیں تجھ سے''۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 5۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس یہ وہ مقصد ہے جس کے لئے آپ مبعوث ہوئے تھے کہ خدا تعالیٰ کی ایسی معرفت ہم میں پیدا فرمائیں گویا ہم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہیں اور اپنے ہر فعل کو خدا تعالیٰ کی محبت اور اُس کے خوف کو سامنے رکھتے ہوئے بجالائیں۔ ایسی معرفت الٰہی ہم میں پیدا ہوجائے جو ہمارے تمام گناہوں کو جلا دے اور ہم آپ کے بعثت کے مقصد کو پورا کرنے والے بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان تمام باتوں پر عمل کرنے کی اور اس روح کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

یہاں نمازوں کے بعد ایک جنازہ بھی ہوگا۔ حاضر جنازہ ہے۔ مَیں نیچے جا کر جنازہ ادا کروں گا۔ احباب یہیں مسجد میں رہیں گے۔ یہیں میرے پیچھے ادا کریں۔ مکرم عبدالسبحان منان دین صاحب کا جنازہ ہے جو عبدالمنان دین صاحب کے بیٹے تھے۔ 72 سال کی عمر میں کل وفات پا گئے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ انگلستان میں آنے والے ابتدائی لوگوں میں سے تھے۔ 1945ء میں یہاں آئے تھے۔ جلسہ سالانہ میں تیس سال تک شعبہ امانت میں کافی خدمات دیتے رہے ہیں۔ پرانے لوگوں میں سے تھے۔ نصیر دین صاحب کے یہ چچازاد ہیں۔ جیسا کہ میں نے کہا نماز جنازہ جمعہ کے بعد ادا ہوگی۔

......☆......☆......☆......☆......☆......

بقیہ: اسلام کے اصولِ اطاعت از صفحہ 4

بقیہ: ... از صفحہ 4

ہوں، پھر بھی ہر اچھا کام، اس لئے نہیں کرتے کہ وہ کام ان کی فطرت کے مطابق ہے یا اس کے کرنے سے قوم خوش ہوجائے گی۔ بلکہ وہ اس لئے ان اعمال کو بجالاتے ہیں کہ ان کا خدا خوش ہوجائے گا۔ بہرحال وہ شخص جو اپنے اعمال کے بجالانے میں اس نقطۂ نظر کو ملحوظ رکھتا ہے وہ ان کے ساتھ مل کر کیونکر عبادت کرسکتا ہے جو احکام الٰہی پر صرف اس لئے عمل کرتے ہیں کہ ان کو مادی یا قومی فوائد حاصل ہوجائیں۔

اطاعت، بشاشتِ قلب کے ساتھ فرمانبرداری

پھر یہ امر بھی یاد رکھنا چاہئے کہ **لفظ اَلطَّاعَۃ کے معنے محض فرمانبرداری نہیں۔ بلکہ ایسی فرمانبرداری کے ہیں جو بشاشتِ قلب کے ساتھ کی جائے اور اس میں نفس کی مرضی اور پسندیدگی بھی پائی جاتی ہو۔** چنانچہ کہتے ہیں جَآءَ فُلَانٌ طَوْعًا: اَیْ غَیْرَ مُکْرَہٍ (اقرب) یعنی فلاں شخص اپنی مرضی اور اختیار سے خود بخود آ گیا نہ کہ جبر سے۔ اور طَوْعٌ کے مقابل پر کَرْہٌ کا لفظ بولا جاتا ہے جس کے معنے ہیں مَا اَکْرَھْتَ نَفْسَکَ عَلَیْہِ (اقرب) کہ انسان کوئی کام دل سے نہیں کرنا چاہتا۔ بلکہ بیرونی دباؤ کی وجہ سے اُسے سرانجام دینے پر مجبور ہوجاتا ہے اور یہ صاف ظاہر ہے کہ ایسے کام میں بشاشت پیدا نہ ہوگی۔

طَوْعٌ مادہ سے بننے والے دوسرے کلمات اس مفہوم کو مزید واضح کردیتے ہیں۔ چنانچہ کہتے ہیں طَاوَعَہٗ فِیْہِ وَ عَلَیْہِ مُطَاوَعَۃً: وَافَقَہٗ کہ فلاں نے فلاں کی کسی امر میں مطاوعت کی اور اس کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ اس نے دل سے اس کی موافقت کی۔ اس طور پر نہیں کہ اس موافقت کے لئے اُس نے اپنے نفس پر جبر کیا ہو۔

اسی طرح کہتے ہیں طَاوَعَ لَہُ الْمُرَادُ۔ اَتَاہُ طَائِعًا سَھْلًا یعنی طَاوَعَ لَہُ الْمُرَادُ کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ اس کا مقصد۔ اس کی مراد اور دلی خواہش بغیر تکلیف اور جدوجہد کے خود بخود پوری ہوگئی۔ پھر کہتے ہیں اَطَاعَہُ الْمَرْتَعُ اَیْ اِتَّسَعَ وَ اَمْکَنَہُ الرَّعْیَ یعنی جب اَطَاعَہُ الْمَرْتَعُ کہیں تو اس کے معنے ہوتے ہیں کہ چراگاہ نہایت وسعت والی ہوگئی اور جانوروں نے بغیر کسی روک ٹوک کے چراگاہ کی گھاس سے اپنے پیٹوں کو بھرلیا۔ گویا اس میں مجازاً اس مضمون کو ادا کیا گیا ہے کہ چراگاہ اپنے آپ کو خود بخود پیش کر رہی تھی کہ اس سے جانور گھاس کھا کر سیر ہوسکیں۔

الغرض اَلطَّاعَۃُ کے معنے وضع لغت کے لحاظ سے خالی فرمانبرداری کے نہیں۔ بلکہ اس فرمانبرداری کے ہیں جو پسندیدگی اور خوشی سے ہو نہ کہ جبر اور اکراہ سے۔ اور جو تکلّف سے اطاعت کی جائے یعنی عمل کرتے ہوئے اگر شرح صدر نہیں تو نفس کو عمل پر آمادہ کیا جائے اور بشاشت کا اظہار تکلف سے کیا جائے۔ اس کے لئے عربی زبان میں عام طور پر تَطَوَّعَ کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں بھی آتا ہے فَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَھُوَ خَیْرٌ لَّہٗ (بقرہ:185) کہ جو پورے شوق اور رضا سے اور شرح صدر سے نیکی نہیں کرسکتا اسے کم از کم تکلّف سے ہی نیکی کرنی چاہئے اور نیکی کرتے وقت بشاشت کا اظہار کرنا چاہئے۔ تاکہ یہ ظاہر نہ ہو کہ وہ اس کو بوجھ سمجھ رہا ہے اور اگر ایسا کرے گا تو بہرحال اس کے لئے بہتری کے وہ راستے جو شرح صدر سے اعمال کرنے والے کے لئے کھلتے ہیں کھل جائیں گے۔

امام راغب اپنی کتاب مفردات میں لکھتے ہیں کہ تَطَوَّعَ کے گو اصل معنے تکلّف سے کام کرنے کے ہیں مگر محاورہ میں غیر واجب کام کے نفلی طور پر کرنے کے بھی ہوتے ہیں۔ اس لئے اس آیت میں یہ معنے بھی ہوسکتے ہیں کہ جو شخص نفلی طور پر نیکی کرے وہ اس کے لئے بہتر ہوگی۔

پس اطاعت کے اس مفہوم کے لحاظ سے لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ کے معنے یہ ہوں گے کہ اے منکرو! تمہارا اطاعت کا مفہوم اَور ہے اور میرا اَور ہے یعنی تم صرف ظاہری آداب بجالانے کو اطاعت سمجھ رہے ہو اور مَیں اطاعت صرف اسے کہتا ہوں کہ بشاشتِ قلب سے اللہ تعالیٰ کے احکام بجالائے جائیں اور ان کو بجالاتے ہوئے انسان کو لذّت اور سرور محسوس ہو۔''

(باقی آئندہ)

......☆......☆......☆......☆......☆......

قائم شدہ 1952ء

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

شریف جیولرز

میاں حنیف احمد کامران

ربوہ 0092 47 6212515

15 لندن روڈ، مورڈن SM4 5HT

0044 203 609 4712

0044 740 592 9636

بقیہ: مذاہب عالم کانفرنس گلڈ ہال لندن از صفحہ 20

اگرچہ ملکہ انگلستان کو یہ 'روحانی یادگار' قائم کرنے کی مہلت نہ مل سکی لیکن آج ملکہ انگلستان کی بستی میں محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس روحانی یادگار کے قیام کے سامان پیدا ہوئے۔

انگلستان میں جماعتِ احمدیہ کے قیام پر سو سال پورے ہونے پر شکرانے کے طور پر جماعت احمدیہ برطانیہ نے ملک بھر میں مختلف تقریبات منعقد کرنے کا پروگرام بنایا۔ چنانچہ جماعت یوکے کی مجلس مشاورت کی طرف سے آنے والی تجاویز میں ایک یہ تجویز بھی حضور انور ایدہ اللہ کی خدمت میں پیش ہوئی کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے احترام میں جماعت احمدیہ انگلستان لندن میں ایک عالمی نوعیت کا 'جلسہ مذاہب' منعقد کرے۔ اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس جلسہ کے اختتام پر صدارتی خطاب فرمائیں۔

چنانچہ امام جماعتِ احمدیہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں اور رہنمائی کی بدولت جماعت احمدیہ کو مؤرخہ 11 فروری 2014ء کو ایک تاریخی جلسہ گلڈ ہال (Guildhall) میں منعقد کرنے کی توفیق ملی جس میں 26 ممالک سے مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے 280 افراد نے شرکت کی۔ اس جلسے کا theme 'اکیسویں صدی میں خدا تعالیٰ کا تصور' (God in the 21st Centuary) رکھا گیا۔

یہاں اس بات کا ذکر بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ اس سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے 22/اکتوبر تا 3/نومبر 1924ء کو Imperial Institute لندن میں حکومتِ انگلستان کی طرف سے منعقد کی جانے والی ایک Parliament of Living Religions میں بنفسِ نفیس شمولیت فرمائی تھی اور اس جلسہ میں مذہبِ اسلام کے بارہ میں آپ کا ایک مضمون حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ نے ہدیۂ قارئین کرنے کی سعادت پائی تھی۔ اس مضمون کو سامعین نے بہت سراہا تھا۔

(تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 422 تا 469، نیز 'A Parliament of Living Religions' از William Loftus Hare)

گِلڈ ہال (Guild Hall)

جماعت احمدیہ برطانیہ کی طرف سے جو کانفرنس منعقد کی گئی اس کیلئے لندن شہر کے وسط میں واقع گلڈ ہال نام کی ایک تاریخی عمارت کا انتخاب کیا گیا جو کئی پہلوؤں سے دلچسپی کی حامل ہے۔

اس پُرشکوہ عمارت کی بنیاد 1411ء میں رکھی گئی اور 1440ء میں اس کی تعمیر پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ اس عمارت کے متعلق کہا جاتا ہے کہ پتھر سے بنائی گئی یہ واحد عمارت ہے جو چرچ کی ملکیت میں نہ ہونے کے باوجود بھی آج تک محفوظ ہے۔ گزشتہ کئی صدیوں سے اس عمارت میں برطانیہ کے شاہی خاندان اور دیگر ملکی و عالمی اہم ترین تقریبات کا انعقاد ہو رہا ہے جس میں ملکہ برطانیہ اور ملکی وزیرِ اعظم اور دیگر ملک کی اہم شخصیات شامل ہوتی ہیں۔

ان تقریبات میں سے ایک اہم تقریب لندن کے میئر کی طرف سے منعقد کی جاتی ہے۔ اس تقریب کی ایک خاص بات جو کہ اب روایت بن چکی ہے وہ برطانوی وزیرِ اعظم کی تقریر ہے جس میں خاص عالمی معاملات کا ذکر ہوتا ہے اور اس تقریر کو دنیا بھر میں بہت اہمیت کا حامل سمجھا جاتا ہے۔

اس ہال کی ایک دلچسپ بات یہ بھی ہے کہ اس میں یاجوج اور ماجوج نام کے دو مجسمہ رکھے گئے ہیں جن کے متعلق بہت سے قصے مشہور ہیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ برطانیہ کے پہلے بادشاہ Brutus نے دو دیو ہیکل یاجوج اور ماجوج نامی عفریتوں کو شکست سے دوچار کیا تھا اور یہ مجسمے انہی دونوں عفریتوں کی یاد میں آویزاں کئے گئے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے اپنی ایک تحریر میں قرآن کریم اور بائیبل کی پیشگوئیوں کے مطابق ان مجسموں سے بھی یورپ سے تعلق رکھنے والی بعض اقوام کے یاجوج اور ماجوج ہونے پر استدلال فرمایا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

''اس قوم یاجوج ماجوج کے ثابت کرنے کیلئے ہمیں کہیں دور دراز جانے کی ضرورت نہیں۔ حقیقۃً ضرورت نہیں اس لئے کہ لنڈن میں ان دونوں قوموں کے مورثان اعظم کے اسٹیچو (بُت) موجود ہیں۔ غور کرو اور سنو۔ اس تحقیق میں بحمد اللہ نور الدین اوّل انسان ہے جس نے اردو میں اس کو شائع کیا ہے۔ افسوس ہمارے یہاں آج کل فوٹوگرافر نہیں ورنہ ہم ان کی تصویر بڑی خوشی سے شائع کرتے۔ اصل رسالہ میں یاجوج ماجوج کی تصویر بھی دی ہے۔ اس تصویر سے ظاہر ہے کہ دو بڑے کندہ ہوئے بت گلڈ ہال کی دیوار کے دو زاویوں پر دھرے ہوئے ہیں۔ یہ دنیا بھر کے مشہور و معروف دیو یاجوج ماجوج ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ بت اس لئے بنائے گئے تھے کہ زمانہ قدیم کے یاجوج ماجوج اور کارنیس (Carnius) کی یادگار قائم رہیں۔ جو اس جزیرہ (انگلستان) پر قدیم باشندوں سے جنگ کیا کرتے تھے۔''

(رسالہ 'نور الدین' مؤلفہ حضرت حکیم مولانا نور الدین صاحب صفحہ 203، مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان)

حضور انور کی گلڈ ہال تشریف آوری

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 'جلسہ مذاہب' میں شمولیت کی غرض سے مسجد بیت الفضل سے شام قریباً سوا چار بجے روانہ ہو کر پانچ بجے مقامِ جلسہ پر رونق افروز ہوئے جہاں رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعتِ احمدیہ انگلستان، مکرم عطاء المجیب راشد صاحب مبلغ انچارج یوکے، مکرم عبدالوہاب آدم صاحب امیر و مشنری انچارج گھانا اور دیگر جماعتی عہدیداران نے حضور انور کا استقبال کیا۔

تعارفی نمائش

حضور انور 'گِلڈ ہال' کی عمارت کے نچلے حصہ میں جو East and West Crypt کہلاتا ہے تشریف لائے اور یہاں جماعتِ احمدیہ کے بارے میں لگائی جانے والی ایک تعارفی نمائش کا وزٹ فرمایا۔ اس جلسہ میں بہت سے ایسے مہمانوں کی آمد متوقع تھی جو جماعت کے کسی بھی پروگرام میں پہلی بار شامل ہو رہے تھے اس لیے موقع کی مناسبت سے اس نمائش کو مختلف سیکشنز میں تقسیم کیا گیا تھا۔ نمائش کے مختلف حصوں میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفائے احمدیت نیز جماعت احمدیہ کا عمومی تعارف، یورپ میں تبلیغِ اسلام سے متعلق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات، انگلستان کی مختلف جماعتوں کا تعارف، قرآن مجید کے تراجم و دیگر لٹریچر کی اشاعت کی تفصیلات، 1924ء میں منعقد ہونے والی مذاہب عالم کی ویمبلے کانفرنس اور کسرِ صلیب کانفرنس 1978ء کی جھلکیاں، ریویو آف ریلیجنز بالخصوص حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بابرکت وقت میں شائع ہونے والے چند شمارہ جات کی نقول اسی طرح جماعت احمدیہ کی خدمت اسلام اور خدمتِ انسانیت کی جھلکیاں اور ہیومینٹی فرسٹ کے ذریعہ دنیا بھر میں خدمتِ انسانیت اور رفاہِ عامہ کے کاموں کا تصویری تعارف پیش کیا گیا تھا۔ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے نمائش کے اِن تمام حصوں کو دیکھا۔

بعد ازاں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز عمارت کے اوپر والے حصہ میں تشریف لے آئے جہاں The Old Library and Print Room میں نمازِ مغرب و عشاء کی ادائیگی کا انتظام کیا گیا تھا۔ پروگرام کے مطابق حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے سوا پانچ بجے نمازِ مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔

©MAKHZAN-E-TASAWEER

معزز مہمانان و ممبران وفود کی ملاقاتیں

نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ لائبریری سے ملحقہ ایک پارلر روم میں تشریف لے گئے جہاں کانفرنس پر تشریف لانے والے بعض معزز مہمانان نے حضور انور سے شرفِ ملاقات حاصل کیا۔ ملاقات کی سعادت حاصل کرنے والے مہمانوں میں عزت مآب دلائی لامہ کے نمائندہ Geshi Tashir Tsering، کیتھولک چرچ کے نمائندہ آرچ بشپ Kevin McDonald، اسرائیل کے چیف ربائی کے نمائندہ وفد کے ممبران، ہندو کونسل انگلستان کے چیئر مین، یوروپین پارلیمنٹ میں برطانیہ کے نمائندہ Dr. Charles Tannock MEP، اسرائیل میں 'دروز کمیونٹی' کے روحانی پیشوا شیخ موفّق تعریف، گھانا سے تشریف لانے والے وفد کے ممبران اور انگلستان کے اٹارنی جنرل Dominic Grieve شامل ہیں۔

ملاقاتوں کا یہ سلسلہ چھ بجکر پندرہ منٹ تک جاری رہا جس کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز 'جلسہ مذاہب' کی صدارت کے لئے مرکزی ہال میں تشریف لے آئے۔

اس جلسہ میں شمولیت کے لئے دنیا میں بسنے والے مختلف مذاہب کے راہنماؤں، سیاسی لیڈروں، حکومتی و سفارتی اہلکاروں، علمی اور ادبی حلقوں اور میڈیا سے تعلق رکھنے والے لوگوں نیز مذہبی آزادی کے لئے کام کرنے والے ادارہ جات سے تعلق رکھنے والے لوگوں میں سے چنیدہ افراد کو مدعو کیا گیا تھا۔ ان مدعوین میں کیتھولک چرچ کے آرچ بشپ Kevin McDonald، چیف ربائی آف اسرائیل کے نمائندہ Rabbi Professor Daniel Sperber، عزت مآب جناب دلائی لاما کے نمائندہ Geshe Tashi Tsering، دروز کمیونٹی اسرائیل کے روحانی پیشوا Sheikh Muawafak Tareef، ہندو کونسل یو کے کے چیئر مین Umesh Chandr Sharma، USCIRF (یو ایس کمیشن آن انٹرنیشنل ریلیجیس فریڈم) کی وائس چیئر مین Dr. Katrina Lantos Swett، لندن میں گھانا کے ہائی کمشنر HE Prof Kwaku Danso-Boafo جنہوں نے گھانا کے صدرِ مملکت جناب عزت مآب John Dramani Mahama کی نمائندگی کی، سینئر منسٹر آف سٹیٹ Rt Hon Baroness Saeeda Warsi، سیکرٹری آف اسٹیٹ فار کمیونٹیز Rt Hon Eric Pickles MP، انگلستان کی پارلیمنٹ میں قائم APPG on International Religious Freedom کی چیئر مین Baroness Berridge، انگلستان کے اٹارنی جنرل Rt Hon Dominic Grieve QC MP و دیگر شامل تھے۔

کانفرنس کی کارروائی کا آغاز

اس کانفرنس میں میزبانی کے فرائض جماعتِ احمدیہ انگلستان کے سیکرٹری برائے امورِ خارجہ مکرم فرید احمد صاحب سرانجام دے رہے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے کرسیٔ صدارت پر رونق افروز ہونے پر جلسہ کی کارروائی کا باقاعدہ آغاز تلاوتِ قرآن کریم سے ہوا جو محترم ہانی طاہر صاحب نے پیش کی۔ تلاوت کی جانے والی سورۃ الحشر کی آیات

22 تا 25 کا انگریزی ترجمہ محترم Jonathan Butterworth صاحب نے پیش کیا۔

اس کے بعد مکرم امیر صاحب جماعت ہائے احمدیہ انگلستان نے اس کانفرنس کا مختصر تعارف کروایا اور مختلف مذاہب کے نمائندگان اور علمی، سیاسی اور سماجی حلقوں سے تعلق رکھنے والے معزز مہمانان کو خوش آمدید کہا۔

Rabbi Jackie Tabic

اس کے بعد معزز مہمانوں نے اپنے ایڈریسز پیش کئے۔ سب سے پہلے World Congress of Faiths کے صدر Rev. Marcus Braybrooke کی نمائندگی میں Rabbi Jackie Tabic نے ان کی طرف سے مبارکباد دی اور اپنے ایڈریس میں کہا؛

'World Congress of Faiths کے بانی Sir Francis Younghusband نے 1924 میں امپیریل کالج میں ہونے والی عالمی مذاہب کی کانفرنس میں شرکت کے بعد WCF کی بنیاد رکھی تھی۔ انہیں انڈیا اور تبت میں بعض ذمہ داریاں سونپی گئی تھیں جس کی وجہ سے انہیں ایشیاء میں پائے جانے والے مذاہب کے بارہ میں گہری آگاہی حاصل ہوئی۔ جب وہ انگلستان واپس آئے تو انہوں نے اس کانگریس کی بنیاد رکھی۔ یہ کانگریس وقت کے ساتھ ساتھ مختلف ادوار سے گزرتی رہی۔ ہمارے بانی اس نظریہ کے حامل تھے کہ مختلف مذاہب کے لوگ باہم مل بیٹھ کر اپنے اپنے مذاہب کی اچھی باتیں ایک دوسرے کو بتائیں اور ایک دوسرے کی روحانی ترقی میں مثبت کردار ادا کریں۔ انہوں نے مزید گہرائی میں جاتے ہوئے یہ تخیل پیش کیا تھا کہ باوجودیکہ انسان آپس میں اعتقادی اختلافات رکھتے ہیں لیکن ہمیں اس اکائی کو تلاش کرنا چاہیے جو تخلیقِ کائنات کے پیچھے کارفرما ہے۔ ہمیں اپنے اپنے عقیدہ پر قائم رہتے ہوئے ہر مذہب کی تعلیمات کے پیچھے کارفرما اس مشترک اکائی کو ڈھونڈنا چاہیے جو ہماری تخلیق کی بنیاد ہے۔ یہی اکائی خدائے واحد کی نشاندہی کرتی ہے۔ ایک راہبہ ہونے کی حیثیت سے میں آپ کے لئے دعا کرتی ہوں کہ آپ کو بہت ترقیات نصیب ہوں۔'

ہندو کونسل انگلستان کے چیئرمین

اس کے بعد انگلستان کی ہندو کونسل کے چیئرمین مکرم اُمیش چندر شرما نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔ انہوں نے کہا؛

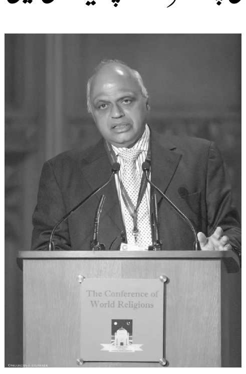

یہ میرے لیے ایک بہت بڑا اعزاز ہے کہ اس اجلاس میں مجھے تقریر کرنے کا کہا گیا ہے۔ کچھ عرصہ پہلے میری حضور سے ملاقات ہوئی تو میں نے ذکر کیا کہ ہمیں ایسی کانفرنسز کرنے کی ضرورت ہے جس میں مختلف مذاہب کے لوگ آپس میں تبادلہ خیال کر سکیں۔ اس پر مجھے معلوم ہوا کہ احمدی کافی عرصے سے ایسے اجلاسات کا انعقاد کر رہے ہیں۔ مجھے خوشی ہے کہ میں نے بھی ان میں سے کئی اجلاسات میں شمولیت کی۔ انہوں نے کہا کہ آج کا عنوان بہت دلچسپ ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہم سب اس بات پر متفق ہیں کہ اس کائنات میں خدا کا وجود ہے۔ دوسری بات جو بڑی واضح ہے وہ یہ ہے کہ سیاسی لیڈر اور دیگر نظام دنیا میں امن قائم کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ ہر طرف جھگڑے اور فساد برپا ہیں اور عوام کا سیاستدانوں سے اعتماد اٹھ گیا ہے۔ اس لیے میرے خیال میں وقت آ گیا ہے کہ ہمیں انسانیت کی بہتری کے لئے دوبارہ مذہب کی طرف رخ کرنا ہوگا۔ ہمیں اپنے مذہب کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنا ہوگا۔

انہوں نے ہندوؤں کی مذہبی کتاب 'بھگوت گیتا' سے آیت نمبر 1865 پڑھی جس میں کرشن رام جی ارجن سے مخاطب ہوتے ہوئے کہتے ہیں کہ 'ہمیشہ میری توحید کا خیال ذہن میں رکھ۔ میرے لیے اپنے آپ کو وقف کر چھوڑ۔ میری عبادت کر۔ مجھے خراجِ عقیدت پیش کر۔ اگر تو ایسا کرے گا تو مجھ تک پہنچ پائے گا۔ میں اس لئے تجھ سے یہ وعدہ کرتا ہوں کیوں کہ تو میرا دوست ہے۔' انہوں نے کہا کہ گیتا کا پیغام پوری دنیا کے انسانوں کے لئے ہے۔ دنیا آج جن مسائل میں گھری ہوئی ہے اگر ہم کرشن رام جی کی دی گئی تعلیمات پر عمل کریں تو ان مسائل کا کوئی نہ کوئی حل ڈھونڈ سکتے ہیں کیونکہ گیتا توحید کا پیغام دیتی ہے۔ گیتا کا پیغام ہے کہ ضرورتمندوں کی خدمت کی جائے۔ لیکن سب سے ضروری بات یہ ہے کہ ہم اپنے لوگوں کو صرف نصیحتیں ہی نہ کرتے چلے جائیں بلکہ اپنا نمونہ بھی پیش کرنے والے ہوں جیسا کہ میں نے حضرت صاحب کو دیکھا کہ وہ جو بات کہتے ہیں اس پر خود عمل بھی کرتے ہیں۔

عزت مآب وزیر اعظم برطانیہ کا پیغام

اس کے بعد وزیر اعظم انگلستان عزت مآب ڈیوڈ کیمرون کا خصوصی پیغام پڑھنے کے لئے انگلستان کے اٹارنی جنرل Rt Hon Dominic Grieve QC MP تشریف لائے جنہوں نے اپنی بات کا آغاز السلام علیکم سے کیا۔ انہوں نے کہا کہ اس کانفرنس کے اعتبار سے جگہ کا انتخاب بھی موزوں ترین ہے۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں سے انگریزوں میں بحیثیت ایک قوم کے وسعتِ نظری نے جنم لیا اور انہوں نے دنیا کی طرف نظریں اٹھا کر دیکھنا شروع کیا۔

انہوں نے کہا؛

آج کا جلسہ ایک منفرد نوعیت کا جلسہ ہے۔ ایک عیسائی ہونے کے ناطے میرا یہ تجربہ ہے کہ ایسا شخص جو کسی بھی مذہب کا پیروکار ہو ایک لامذہب آدمی کی نسبت دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کے احساسات اور جذبات کو بہتر طور پر سمجھ سکتا ہے۔ اب میں وزیر اعظم انگلستان جناب ڈیوڈ کیمرون کا پیغام آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ وزیر اعظم انگلستان کہتے ہیں:

''میں احمدیہ مسلم جماعت کو دنیا میں امن کے قیام کے لئے مختلف مذاہب کے نمائندگان کو عالمی امن کے قیام کیلئے ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کرنے پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں جماعت احمدیہ کے انگلستان میں بے مثال خدمتِ خلق کو سراہتا ہوں۔ آپ لوگ ایک طرف ملک کے طول و عرض میں بین المذاہب کانفرنسز کا انعقاد کرتے ہیں تو دوسری جانب حالیہ سیلاب کے حالات میں مصیبت زدہ لوگوں کی امداد کر رہے ہیں۔ جہاں تک مذاہب کے درمیان خوشگوار تعلقات پیدا کرنے کا سوال ہے تو آج کے دن منعقد ہونے والی یہ تقریب اس بات کی شہادت دے رہی ہے کہ آپ لوگ اپنے مشن میں کس قدر سنجیدہ ہیں کہ مختلف مذاہب کے لوگ مل بیٹھیں اور پوری دنیا امن کا گہوارہ بن جائے۔

'' مجھے اس بات کی بے حد مسرت ہے کہ اس اجلاس میں حکومتِ برطانیہ کی نمائندگی بھی ہو رہی ہے۔ ہم لوگ حضورِ انور اور دیگر مذاہب کے نمائندگان و دیگر مہمانان کے ساتھ مل کر اس بات پر غور کریں گے کہ مختلف ادیان ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کر کے کس طرح دنیا میں امن کے قیام میں اپنا کردار ادا کر سکتے ہیں۔''

عزت مآب دلائی لاما کا پیغام

اس کے بعد عزت مآب دلائی لاما کے لندن میں موجود نمائندہ Geshe Tashi Tsering سٹیج پر آئے اور عزت مآب دلائی لامہ کا پیغام پڑھ کر سنایا۔ انہوں نے کہا کہ میرے لیے اس تقریب میں شامل ہونا اور عزت مآب جناب دلائی لاما کا پیغام پڑھنا ایک بہت بڑے اعزاز کی بات ہے۔

اس کے بعد انہوں نے دلائی لاما کا درج ذیل پیغام حاضرین کو پڑھ کر سنایا:

'تمام مذاہب اپنے ماننے والوں کو باہم محبت، رواداری اور صبر و سکون کا درس دیتے ہیں۔ اس لئے خواہ ان کے عقائد ہمارے عقائد سے مختلف ہی کیوں نہ ہوں ہمیں ان کی عزت کرنی چاہیے۔ ہر سچے مذہب نے اپنے وقت میں انسانیت کو اعلیٰ اقدار سے نوازا۔ آئندہ زمانے میں بھی یہی مذہبی قدریں ہمیں دنیا میں امن، ہم آہنگی اور مفاہمت پیدا کرنے اور ایک دوسرے کے شانہ بشانہ زندگی گزارنے کے لئے مشعل راہ ثابت ہو سکتی ہیں۔ ہم سب پر واجب ہے کہ ہم خلوص نیت کے ساتھ اپنی روزمرہ زندگی میں اُن اعلیٰ اخلاق پر کاربند ہو جائیں جن کی ہمارا مذہب ہمیں تعلیم دیتا ہے۔ تمام مذاہب انسان کو ایسے اصول سکھاتے ہیں جن پر چل کر انسان اپنے اندر روحانی سکون اور دوسروں کی خیرخواہی کا احساس پیدا کر سکتا ہے۔ آج کے اس ترقی یافتہ دور میں جہاں ہر کوئی مادیت اور ظاہر پرستی کی دوڑ میں لگا ہوا ہے انسان شاید یہ بھول چکا ہے کہ انسانیت کی بنیاد اور اکائی باہم محبت، رواداری اور ایک دوسرے سے ہمدردی ہے۔ ایک صحتمند معاشرہ کا قیام ہم سے یہ تقاضا کرتا ہے کہ مذہب کے بیان فرمودہ اخلاقی اقدار کے حامل بنیں اور ایک انسان ہونے کے ناطے ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے فرائض کو ذمہ داری، اخلاص اور دوسروں کی خیر خواہی کے جذبے سے ادا کرے۔ آج دنیا میں ایسا دور آ چکا ہے کہ ہم سب کو اپنی بقا کے لئے ایک دوسرے پر انحصار کیے بغیر چارہ نہیں۔ ایسے میں تمام انسانیت کا کسی ایک نظریہ پر اکٹھا ہونا ناگزیر ہے۔ دنیا میں اس وقت جو مسائل اور جھگڑے جنم لے رہے ہیں ان کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہم نے بنیادی انسانی قدروں کو فراموش کر دیا ہے جبکہ یہ تمام اقدار درحقیقت ہم سب کو انسانیت کے باہمی رشتہ میں ایک خاندان کی لڑی کی طرح پرو دیتی ہیں۔ ہم بھول جاتے ہیں کہ تمام انسان آپس میں معمولی اختلافات ہونے کے باوجود یہ خواہش رکھتے ہیں کہ انہیں امن وسکون اور خوشی میسّر آئے۔ مذہب کے نام پر فساد تب برپا ہوتا ہے جب لوگ مذہب کی اصل غرض و غایت کو سمجھ نہیں پاتے۔ کچھ وقت سے مجھے یہ خیال آ رہا تھا کہ ہمیں مل کر کچھ ایسے اقدامات کرنے چاہئیں جن کے ساتھ عالمی مذہبی برادری کو اکٹھا کیا جا سکے تا کہ آپس میں مفاہمت اور یگانگت کی فضا پیدا ہو اور دنیا میں امن کا قیام ممکن ہو سکے۔

ہمیں باقاعدگی سے اس قسم کے اجتماع کرنے چاہئیں جہاں تمام مذاہب کے لوگ مل کر ایک دوسرے کے

روحانی تجربات اور فہم وفراست سے فائدہ اٹھا سکیں۔ ہمیں علماء کے اجتماعات بھی منعقد کروانے چاہئیں اور اس بات پر زور دینا چاہیے کہ باہمی اختلاف کو ہوا دینے کی بجائے ہم ایسی باتوں پر تبادلہ خیال کریں جو مذاہب میں باہم مشترک ہیں۔ آخر میں مَیں اس خیال کا اظہار کرنا چاہوں گا کہ میرے نزدیک اس کانفرنس سے دور رَس نتائج حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم سب ایک دوسرے کو اپنے مذہبی مراکز میں آنے کی دعوت دیں۔ ایک دوسرے کی عبادت گاہوں کو دیکھیں اور عبادات میں شامل ہوں۔ مجھے قوی امید ہے کہ اس قسم کے اقدامات سے عوام الناس میں ایک دوسرے کے لئے احساس اور قدر کے جذبات پیدا ہوں گے اور معاشرہ میں ہم آہنگی پیدا ہو گی۔ ان جذبات کے ساتھ میں جماعت احمدیہ مسلمہ کی طرف سے برطانیہ میں 11رفروری 2014ء کو منعقد ہونے والی مذاہب عالم کی اس کانفرنس کو منعقد کرنے کے جرأت مندانہ اقدام کو سراہتا ہوں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ اس قسم کے جلسے بہت دور رَس نتائج کے حامل ہوتے ہیں۔ یہ بات کہ دنیا بھر سے مختلف مذاہب کے رہنما ایک ہی پلیٹ فارم پر اکٹھے ہو کر اپنے خیالات کا اظہار پرامن طریقے سے کر رہے ہیں اپنی ذات میں دنیا میں بسنے والے اربوں انسانوں کے لیے ایک زبردست پیغام اپنے اندر رکھتی ہے اور اس سے چہاردانگ عالم میں یہ پیغام پہنچ جائے گا کہ دنیا میں تمام انسانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ آگے بڑھ کر ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں کہ دنیا میں امن وآشتی کا حصول اسی ذریعہ سے ممکن ہے۔ میں اس موقع پر تمام حاضرین کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ آپ کی کاوشیں رنگ لائیں اور ان کا اثر دیرپا ثابت ہو'

گھانا کے صدرِ مملکت کا پیغام

بعد ازاں لندن میں موجود گھانا کے ہائی کمشنر HE Prof Kwaku Danso-Boafo نے صدرِ مملکت گھانا عزت مآب جناب John Dramani Mahama کا پیغام پڑھ کر سنایا۔ گھانا کے صدرِ مملکت لکھتے ہیں:

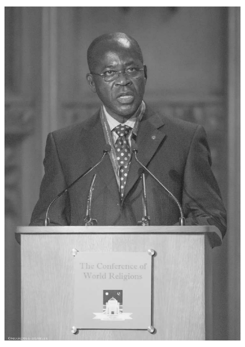

'ہمیں اس موقع پر ایک مرتبہ پھر یہ باور کرایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے پیغامبر دنیا میں بھیجے جنہوں نے دنیا میں موجود تمام رنگ ونسل کے لوگوں کو بلا تفریق یہ پیغام دیا کہ انسان کو پرامن، منظّم اور باہمی رواداری کے طریقوں سے زندگی گزارنی چاہئے۔ گھانا میں ہمیں اس قسم کے معاشرے کی ایک جھلک نظر آتی ہے۔ اور ایک مثال تو میرے خاندان میں موجود ہے جہاں مسلمان اور عیسائی رشتہ دار باہم محبت اور امن کے ساتھ رہتے ہیں۔

گھانا میں 'نیشنل پیس کونسل' کا قیام اسی مذہبی رواداری اور ہم آہنگی کا مرہونِ منت ہے۔ یہ ادارہ ایک چھتری کی طرح ہے جس میں تمام مذاہب کو نمائندگی حاصل ہے۔ یہ ادارہ ملک میں مفاہمت اور یگانگت کی فضا پیدا کرنے میں بہت حد تک کامیاب رہا ہے جس کے نتیجہ میں تمام شہری امن سے اور مل جل کر رہ رہے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ آج کی یہ کانفرنس کامیاب رہے گی اور مختلف مذاہب کے ماننے والوں کا اس طرح مل بیٹھنا دنیا میں قیامِ امن کا باعث بنے گا۔ میں جماعت احمدیہ کے عالمی سربراہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے بے حد فراست سے کام لیتے ہوئے اس عظیم کانفرنس کا انعقاد کیا ہے اور میں تمنا کرتا ہوں کہ آپ کو اِن اعلیٰ مقاصد میں نمایاں کامیابی حاصل ہو'

دروز کمیونٹی کے روحانی پیشوا

اس کے بعد اسرائیل میں آباد Druze کمیونٹی کے روحانی پیشوا شیخ موفّق تعریف تقریر کے لئے آئے۔ انہوں نے کہا:

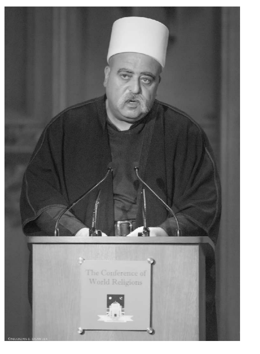

'خدا تعالیٰ کو حمد و ثناء واجب ہے اور تمام انبیاء پر درود وسلام۔ میں معزز رہنماؤں اور مہمانانِ گرامی کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ میرے لیے یہ بہت اعزاز کی بات ہے کہ آج کی اس تقریب میں مَیں متحدہ دروز کمیونٹی کی طرف سے نمائندگی کر رہا ہوں۔ ہم ایک ایسی قوم ہیں جن کے ارضِ مقدس میں بسنے والے تمام مذاہب کے ساتھ مضبوط تعلقات ہیں۔ ارضِ مقدسہ وہ سرزمین ہے جہاں بہت سے مذاہب نے جنم لیا اور وہیں سے بہت سے انبیاء کا روحانی سفر شروع ہوا۔ انہوں نے کہا کہ ہر شخص جو قرآن کریم، عہد نامہ جدید اور عہد نامہ قدیم یعنی تورات پڑھتا ہے اسے ادراک ہونا چاہیے کہ تمام آسمانی مذاہب خدا تعالیٰ کی ہستی کو شناخت کرتے ہیں۔ واحد خدا پر یقین رکھتے ہیں، اور سب کے سب یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ خدائے واحد و یگانہ ہی تمام طاقتوں کا سرچشمہ ہے، اس کی وحدانیت کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ تمام انسان ایک جیسے پیدا ہوتے ہیں، اور تمام لوگ بحیثیت انسان برابر ہیں چاہے ان کے رنگ ونسل، مذہب وعقیدہ میں فرق ہو۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے تمہیں نَر اور مادہ سے پیدا کیا اور تمہیں قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کیا تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بلا شبہ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ یقیناً اللہ دائمی علم رکھنے والا اور ہمیشہ باخبر ہے۔ (الحجرات آیت 14)

اس سے یہ بات پتا لگتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے انسان کو اپنی صفات کا آئینہ دار بنا کر پیدا کیا اور اپنے پیغامبر بھیجے کہ وہ انسانوں کو خدا تعالیٰ کی عبادت کی طرف بلائیں اور آپس میں جھگڑا نہ کریں۔ ہر شخص جو خدا تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے وہ ہر ایسے شخص کا بھائی بن جاتا ہے جو اُس خدا پر ایمان لاتا ہے۔ اُسے پورا حق ہے کہ اپنے عقیدہ اور مذہب کے مطابق اعمال بجا لائے جیسا کہ فرما دیا گیا ہے کہ کسی انسان کو دوسرے پر کوئی برتری حاصل نہیں سوائے تقویٰ کے۔

انہوں نے کہا کہ بعض لوگ سوچتے ہیں اور سوال کرتے ہیں کہ کیا واقعی اس زمین وآسمان کا خالق موجود ہے اور یہ کہ اس کے موجود ہونے کے کیا ثبوت ہیں؟ خدا تعالیٰ نے زمین و آسمان کو نیست سے پیدا کیا اور پھر اپنے پیغمبروں کے ذریعہ انسانوں کو ہدایت دی کہ وہ آپس میں خدائی ہدایات کے مطابق مل کر رہیں۔ ہر انسان جو عقل وفہم رکھتا ہے وہ بالآخر اس نتیجہ پر پہنچ جاتا ہے کہ اس قدر زبردست جسمانی قویٰ ضرور کسی کامل علم رکھنے والے نے پیدا کئے ہیں۔ جس طرح جسم کے اوپر ایک سر سجا ہوا ہے جس کے بغیر انسان نامکمل اور بے کار ہے اسی طرح انسانیت کو بنانے والا اور مکمل کرنے والا خالقِ ارض وسما ہے۔ ارضِ مقدسہ میں اس نے انسانوں پر یہ ہدایت نازل فرمائی کہ آپس میں مل جل کر رہیں۔ تمام آسمانی مذاہب خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہیں اور ان کی بنیاد نیکی، بلند اخلاق اور پاکیزگی پر ہے۔ تمام لوگ جو خدا تعالیٰ کی ہستی پر خالص ایمان رکھتے ہیں وہ قوموں کے بھائی بھائی ہونے کے تصور کو مانتے ہیں، تمام انسانوں کے لئے انصاف چاہتے ہیں۔ تمام مذاہب کا اصل مقصد انسانوں کی اصلاح، امن کا قیام، باہمی محبت اور مفاہمت پیدا کرنا اور اس کے طریق سکھانا ہے۔ بدقسمتی سے بعض لوگ کوشش کرتے ہیں کہ مذہب کے بارہ میں غلط فہمیاں پیدا کریں۔ لوگ امن وسلامتی کی تعلیم پر مشتمل ایک مذہب کے بارہ میں غلط فہمیاں پھیلا رہے ہیں کہ وہ بے رحمی اور تشدد کی تعلیم دیتا ہے جبکہ تمام مذاہب نیکی، صلح، رواداری، محبت اور برادرانہ سلوک کی تعلیم دیتے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ میں حضور انور کا ممنون ہوں کہ انہوں نے اور ان کی جماعت نے مجھے اس کانفرنس میں شمولیت کی دعوت دی اور مَیں جماعت احمدیہ کے برطانیہ میں سو سال پورے ہونے کی خوشی میں منعقد کی جانے والی اس شاندار کانفرنس کے انعقاد پر مبارکباد پیش کرتا ہو۔ ہماری دروز کمیونٹی کے ارضِ مقدسہ میں جماعت احمدیہ کے ساتھ بہت دوستانہ مراسم ہیں۔ ہمیں آپ کی طرف سے یہ دعوت ملنے کی بہت خوشی ہے اور ہماری خواہش ہے کہ آپ بھی ہماری تقاریب میں شامل ہوں۔ ہمیں امید ہے اور ہم دعا گو ہیں کہ آج کی یہ کانفرنس کامیاب ہو اور اس کے عمدہ نتائج حاصل ہوں۔ آیئے ہم سب مل کر ظلم اور تشدد کی مذمت کریں اور محبت کے وہ بیج بوئیں جن سے صرف مشرق میں ہی نہیں بلکہ تمام عالم میں محبت کے چشمے پھوٹ پڑیں۔ خدا تعالیٰ کی زمین وسیع ہے اور اس میں تمام انسانوں کے لئے گزر بسر کا سامان موجود ہے۔ آیئے ہم سب مل کر خدا تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیں اور آپس میں اختلافات کو اس قدر نہ اچھالیں کہ ہماری جمعیت ٹوٹ جائے اور ہم منتشر ہو جائیں۔ آیئے ہم سب نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کے مددگار ہو جائیں اور ہم کسی گناہ اور سرکشی کے کام میں ملوّث نہ ہوں۔ امن کا قیام کرنے والے ہی بابرکت ہیں کہ انہیں خدا تعالیٰ کے سچے بندے ہونے کا اعزاز حاصل ہوتا ہے۔ آخر میں مَیں اپنی قوم اور جماعت کی طرف سے اس قابلِ قدر تقریب کے انعقاد پر آپ سب کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں'

Dr.Katrina Lantos Swett

اس کے بعد USCIRF (یو ایس کمیشن آن انٹرنیشنل ریلیجیس فریڈم) کی وائس چیئر پرسن Dr. Katrina Lantos Swett تشریف لائیں۔ انہوں نے کہا:

آج آپ کے ساتھ شامل ہونے کا جو موقع مجھے ملا ہے اس پر میں بہت خوشی اور اعزاز محسوس کر رہی ہوں اور آپ کی جماعت کے برطانیہ میں قیام پر سو سال پورے ہونے کے موقع پر آج کی تقریب میں حاضر ہوں۔ تقریباً سات ماہ قبل پین سلوینیا کے کیپٹل میں منعقد ہونے والے آپ کے سالانہ جلسہ میں مجھے جماعت احمدیہ کی طرف سے 'خدمتِ انسانیت' کے صلہ میں ایک ایوارڈ دیا گیا تھا جس پر میں بے حد ممنون ہوں۔ اس سے ایک سال قبل امریکہ کے دارالحکومت میں مجھے حضورِ انور سے پہلی دفعہ ملاقات کا شرف حاصل ہوا تھا۔ اور آج ایک مرتبہ پھر مجھے بہت خوشی ہے کہ برطانیہ کے دارالحکومت میں مجھے حضورِ انور سے ملاقات کرنے کا موقع مل رہا ہے۔ آج کی تقریب باہمی رواداری اور مذہبی آزادی کی اعلیٰ قدروں کی پہچان کے لیے منعقد کی گئی ہے اور یہ اوصاف ہی دراصل آپ کی جماعت کے بنیادی اصول ہیں۔ آپ لوگ یعنی جماعت احمدیہ اس بات کا جیتا جاگتا ثبوت ہیں کہ مذہب کا امن، باہمی افہام وتفہیم اور آزادی سے چولی دامن کا ساتھ ہے۔ گزشتہ صدی کو جب ہم دیکھتے ہیں تو ایک بہت خوبصورت نظارہ نظر آتا ہے جس میں کچھ ایسی ہستیاں دکھائی دیتی ہیں جو نیکی اور پاکیزگی کی شمعیں روشن کر کے اندھیروں کو دور کرنے کی جدوجہد میں لگے رہے۔ امریکہ میں ہم 1920ء کی دہائی میں دیکھتے ہیں جب کچھ لوگ اخلاق عالیہ کی شمع لے کر کلیساؤں سے اٹھے اور انہوں نے انسانی اقدار اور حقوق کا علَم بلند کیا۔ انہوں نے نسلی تعصب اور انسانوں سے روا رکھے جانے والے ظلم کے خلاف ایک جنگ لڑی اور یہ جنگ نہ صرف معاشرہ میں موجود کرپٹ عناصر کے خلاف تھی بلکہ اس لڑائی نے ایسے لوگوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا جن کا تعلق مذہب سے تھا۔ یہی وہ گرجا گھر تھے جہاں سے مارٹن لوتھر کِنگ جونیئر جیسی شخصیات نے انسانیت کی بنیاد پر آزادی کی آواز کو اٹھایا اور بے مثال جدوجہد کے بعد یہ بات منوانے میں کامیاب ہوئے کہ تمام انسان بلا تفریق رنگ ونسل یکساں حقوق اور انصاف کے حقدار ہیں۔ چنانچہ اس کے پیشِ نظر قوانین متعین کیے گئے۔ ہم ہندوستان میں دیکھتے ہیں کہ امریکہ میں انسانی حقوق کے انقلاب سے کچھ ہی پہلے مہاتما گاندھی ہندو فلاسفی 'ستیا گراہا' کے پیشِ نظر سِول نافرمانی کی پُرامن تحریک چلا کر ایک آزاد ملک حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے۔ پھر مشرقی یورپ میں واقع سوویت یونین کے تعلق میں ہم دیکھے ہیں کہ 1980ء کی دہائی میں پوپ جان پال دوئم نے رومن کیتھولک چرچ کی طاقت کو استعمال کرتے ہوئے اس عظیم الشان طاقت کو تحلیل کرنے اور دیوارِ برلن کے گرانے میں بہت اہم کردار ادا کیا جس کے نتیجے میں کروڑوں افراد نے آزادی کا سانس لیا۔ اسی طرح ساؤتھ افریقہ میں نسلی تعصب کی بنا پر جو فسادات ہوئے اور معاشرہ دو حصوں میں بٹ گیا ان کو دور کرنے میں نیلسن مینڈیلا کے ساتھ ساتھ عیسائی پادریوں نے بھی بے دریغ قربانیاں دیں اور کوششیں کیں کہ یہ ظلم ختم ہوں۔ اور جب نسلی تعصب کا یہ سلسلہ ان عظیم لوگوں کی کاوشوں سے اپنے انجام کو پہنچا تو معاشرہ کو ترقی دینے کے لئے اور آگے بڑھنے کے لئے ہم نے ان لوگوں سے مجرموں کو معافی عام دے کر گزشتہ غلطیوں اور کوتاہیوں کو معاف کرنے کا سبق سیکھا۔

بیسویں صدی میں ہم آپ کی جماعت کو دیکھتے ہیں کہ کس طرح آپ تمام دنیا میں لوگوں کے ساتھ ہونے والے مظالم کے خلاف آواز اٹھا رہے ہیں۔ ہم آپ کی طرح رواداری اور انصاف کے علمبردار ہیں۔ آپ کی طرح ہم بھی اس معاشرہ کا قیام چاہتے ہیں جہاں مختلف عقائد رکھنے والے تمام لوگ مل جل کر رہیں، ایک دوسرے کی بات سنیں۔ اور ہم ایک دوسرے کی بات اس وقت تک نہیں سن سکتے جب تک ہم ایک دوسرے کے لئے عزت واحترام کے جذبات نہ رکھتے ہوں۔ میں اس بات کی قدر کرتی ہوں کہ جماعت احمدیہ باہمی رواداری کا سبق دیتی ہے۔ ہم سب کو اپنے عقائد پر عمل کرنے کی آزادی ہونی چاہیے نیز یہ کہ جب بھی ہم آپس میں تبادلۂ خیال کریں تو وہ

برابری، انصاف اور انسانیت کے اقدار کو مدنظر رکھ کر کیا جائے۔ میری یہ خواہش ہے کہ ہم سب اس مقصد کے حصول کے لئے اپنے پورے دل اور پوری جان سے کوشش کرنے والے بن جائیں۔‘

کیتھولک چرچ کے آرچ بشپ

اس کے بعد کیتھولک چرچ کے آرچ بشپ جناب Kevin McDonald نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔ انہوں نے کہا:

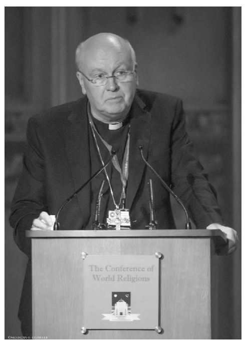

’مجھے مذاہب عالم کی اس کانفرنس میں شمولیت کر کے اور کیتھولک چرچ کی نمائندگی میں اپنی تقریر پیش کر کے انتہائی خوشی ہورہی ہے۔ اس وقت دنیا کو اس قسم کے جلسوں کی شدید ضرورت ہے۔ ہمارے عقائد میں مرکزی کردار یسوع مسیح کی ذات کا ہے۔ ابتدائی عیسائی لوگ جو ایسٹر مناتے تھے ان کے لئے ایک بہت اہم بات یسوع مسیح کے مردوں سے جی اٹھنے کی حقیقت کو سمجھنا تھا۔ اس ضمن میں بہت محنت کی گئی یہاں تک کہ جب لوگوں کا ایمان اس بات پر قائم ہوگیا تو اس بارے میں بہت ساری کتابیں لکھی گئیں۔ ان کتب میں سب سے بہترین اناجیل مقدسہ ہیں۔ انہوں نے اناجیل مقدسہ سے مختلف حوالہ جات پیش کیے جن میں یسوع مسیح نے اپنے حواریوں کو دنیا میں ہدایت پھیلانے اور امن وآشتی کے پیامبر بننے کی نصائح کی تھیں۔ انہوں نے کہا کہ انہیں تعلیمات کو بنیاد بناتے ہوئے پوپ جان پال دوئم نے 1986ء میں عیسائی لیڈرز اور دیگر مذاہب کے نمائندگان کی ایک کانفرنس کا انعقاد کیا تھا تا کہ وہ دنیا میں قیامِ امن کے لئے دعا کریں اور اس کے لئے کوششیں کریں۔ میرے لئے آج کی یہ کانفرنس بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ہم سب کو موضوع سے متعلق جو کچھ کہنا ہے ہمارے اپنے عقیدہ کے مطابق ہی ہوگا۔ عیسائی ہونے کی حیثیت سے ہم یسوع مسیح کی آمدِ ثانی کے قائل ہیں اور اہم انہیں امن کا شہزادہ کہتے ہیں۔ ہم روح القدس سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہماری رہنمائی کرے تا کہ ہم امن کی راہوں کو پانے والے بن جائیں۔ میرا یقین ہے کہ عیسائی قیام امن کی کوششوں میں اکیلے نہیں اور نہ ہی ہم اکیلے اس اہم مقصد میں کامیاب ہو سکتے ہیں اسی لیے ہم لوگ دوسرے تمام مذاہب کے شانہ بشانہ کھڑے ہوتے ہوئے قیامِ امن کے خواہاں ہیں۔

Cardinal John Louis نے جو ویٹیکن میں پوپ فرانسس کے مشیر برائے مذہبی امور و بین المذاہب معاملات ہیں متعدد لوگوں سے ملنے کے لئے مختلف ممالک کے دورے کیے۔ اس کام کے دوران ان پر یہ بات آشکار ہوئی کہ تقریباً تمام ہی مذاہب امن کے قیام کے لئے دعا کو ایک موزوں ہتھیار سمجھتے ہیں۔ ہم نے دیکھا کہ جب لوگ دعا کے ساتھ ساتھ امن کے قیام کے لیے کوششوں میں بھی لگ جاتے ہیں تو وہ سب دراصل امن کے ایلچی بن جاتے ہیں۔ کیونکہ ہم دوسروں کو امن وسکون اسی وقت مہیا کر سکتے ہیں جب ہمیں خود امن وسکون مہیا ہو۔ اور ہمیں امن وسکون کے قیام میں کامیابی اس وقت ہوگی جب ہم سب مل کر اس مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ 2010ء میں پوپ نے لندن کے Westminister Hall میں سیاستدانوں سے اپنے ایک خطاب میں کہا تھا کہ مذہب کو معاشرہ میں بہتری کے لئے بھر پور کردار ادا کرنا ہوگا۔ ہمیں ان امور کی نشاندہی کرنی ہوگی جن کا حصول ہماری معاشرتی زندگی میں اہم ستونوں کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور جن سے ہمارے معاشرہ میں امن اور سکون پیدا ہوسکتا ہے۔

انہوں نے کہا کہ مسیحیت کی تعلیمات نے ہمیں ایک نظام دیا لیکن لوگوں میں عیسائیت کی مقبولیت گھٹنے کی وجہ سے نظام میں دراڑیں آنے لگی ہیں۔ جو مذہبی جماعتیں اس ملک میں قائم ہیں ان کا کام ہے کہ وہ اس صورتحال میں بہتری لانے کی کوشش کریں۔ شام اور دیگر ممالک میں باہمی اختلافات کے جو خوفناک نتائج نکلے ہیں ہمیں اس سے سبق حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ آج کے دور کی سب سے تلخ حقیقت مذاہب کا آپس میں تصادم ہے۔ برطانیہ میں مختلف رنگ ونسل اور عقیدہ سے تعلق رکھنے والے لوگ بستے ہیں اس لیے ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم سب مل کر ان اقدار کو اپنائیں جن سے معاشرہ میں ہم آہنگی اور امن کا قیام عمل میں لایا جاسکے۔ برطانیہ میں رہتے ہوئے اس لحاظ سے ہماری ذمہ داری اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ اس کے بعد انہوں نے پوپ کی کیبنٹ کے President of Pontifical Council for Justice and Peace جناب Cardinal Peter Turkson کا پیغام پڑھ کر سنایا جس میں انہوں نے کہا:

’میں خوشی محسوس کرتا ہوں کہ جماعت احمدیہ کے برطانیہ میں صد سالہ قیام کے سلسلہ میں منعقد کی جانے والی اس تقریب میں مَیں آپ سے مخاطب ہوں۔ اس محفل کی خاص بات یہ ہے کہ دنیا بھر سے مختلف مذاہب کے نمائندگان اکٹھے ہوکر دنیا میں امن کے قیام کے لئے بات کررہے ہیں۔ میں آپ کے سامنے پوپ فرانسس کے 20 مارچ 2013ء کو ہونے والے خطاب سے کچھ حصے پیش کرتا ہوں۔ پوپ فرانسس نے یہ الفاظ ساری دنیا کے مذاہب کے نمائندگان سے مخاطب ہوتے ہوئے اس وقت کہے تھے جب وہ ان کے انتخاب کے وقت روم میں جمع تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں مقدس باپ کے نام سے دعا کرتا ہوں کہ ہم سب اپنی اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے والے ہوں جو اس دنیا اور دنیا میں بسنے والے مخلوق سے محبت اور اس کی حفاظت کے لیے ہم سب پر عائد ہوتی ہیں۔ اس دنیا میں غریب، ضرورتمند اور مصیبت زدہ لوگوں کے لئے ہم بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ انصاف کے قیام اور باہمی رواداری کے جذبات کو فروغ دینے اور انصاف کے تقاضوں کے لیے بھی ہمیں کوشش کرنا ہے۔ لیکن اس سب سے قبل ہمیں اس دنیا کی توجہ سب سے اہم بات کی طرف مبذول کروانا ہوگی اور وہ ہے ایک کامل ترین ہستی کی تلاش۔ اور ہمیں اس بات کا بھی ادراک ہونا چاہیے کہ آج کل انسان کی شخصیت میں مادیت پرستی کا عنصر بہت نمایاں ہے۔ اور یہی آج کے دور کا سب سے بڑا چیلنج ہے۔ ہم سب اس بات پر متفق ہیں کہ پوری دنیا کو انصاف پسند اور پرامن بنانے کے لئے ہم سب کو ان امور پر کاربند ہونا ہوگا جو انسان میں اس قدر جرأت پیدا کردیتے ہیں کہ انسان انصاف اور امن کا پیامبر بن جاتا ہے نیز ہم سب جانتے ہیں کہ ان امور کی بنیاد ہمیں مذہب نے مہیا کی۔ آخر میں میں اس جلسہ کے شاملین کو یہ دعا دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کی رہنمائی فرمائے۔ آپ سب پر سلامتی ہو۔‘

بیرونیس سعیدہ وارثی

اس کے بعد برطانوی ہاؤس آف لارڈز کی ممبر اور سینئر منسٹر آف اسٹیٹ بیرونس سعیدہ وارثی تشریف لائیں۔ انہوں نے کہا:

’آج اس عظیم الشان ہال میں جلسہ مذاہب عالم کے لئے جمع ہونے والے معزز مہمانوں کے سامنے اپنے خیالات کا اظہار کرنا میرے لیے ایک اعزاز ہے۔ یہ کانفرنس جماعت احمدیہ کے وسعت حوصلہ، کشادہ دلی، کشادہ نظری اور اعلیٰ ظرفی کی آئینہ دار ہے کہ آپ لوگوں نے عالمی نوعیت کی ایک ایسی تقریب کا انعقاد کیا ہے جس میں صرف اپنی جماعت کے عقائد کو پیش کرنے کی بجائے تمام مذاہب کے نمائندگان کو اپنا اپنا نقطۂ نظر پیش کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔ ہمیں برطانیہ کے طول وعرض میں محض انسانیت کی بنیاد پر جماعتِ احمدیہ کی طرف سے کیے گئے فلاحی کاموں کے اثرات نظر آتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں ایک سیاستدان ہوں اور منفی چیزوں کو دیکھنے کی بجائے میرا کام ہر اس مثبت بات کی نمائندگی کرنا ہے جو کہ معاشرے میں موجود ہے۔ دوسرے مذاہب پر نقطہ چینی کرنے کی بجائے اپنے مذہب کی خصوصیات بیان کرنا ایک قابلِ ستائش امر ہے۔ اگر ہم اس بات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے باہم تبادلہ خیال کریں تو ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے تمام انسان ایک ہی صف میں آ کھڑے ہوں گے اور ایک وجود کی مانند ہو جائیں گے کیونکہ دنیا کا ہر مذہب اچھا اخلاق اپنانے کی تعلیم دیتا ہے۔ میرے نزدیک ہر مذہب دوسرے مذہب کے پیروکاروں کو مذہبی آزادی دینے کا قائل ہے اور ہمیں ایسی ہی تعلیمات کو ایک دوسرے کے سامنے رکھنا چاہیے تا کہ مذاہب کے مابین اچھے تعلقات اور سازگار ماحول پیدا ہو سکے۔ آج کی کانفرنس میں ہم سب اسی مقصد کو لے کر اکٹھے ہوئے ہیں۔ ہم سب کی یہ بہت بڑی کامیابی ہوگی اگر ہم اس کانفرنس کی بازگشت پوری دنیا میں سن سکیں۔ اس جلسہ کے کامیاب انعقاد سے یہ بھی ثابت ہوگیا ہے کہ دنیا بھر کے مذاہب مل بیٹھ کر، متحد ہوکر بین المذاہب ہم آہنگی کی طرف قدم بڑھانے کے لئے تیار ہیں۔ اس کانفرنس میں شمولیت میرے لیے بہت اعزاز کی بات ہے۔‘

اسرائیل کے چیف ربائی کے نمائندہ

اس کے بعد اسرائیل کے چیف ربائی (The Chief Rabbi) کے نمائندہ اور ایک سینئر پروفیسر جناب Rabbi Proff. Daniel Sperber تشریف لائے۔

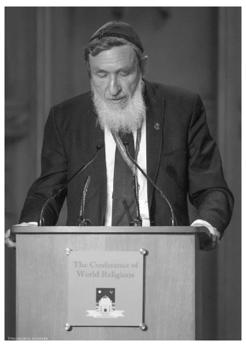

انہوں نے کہا: ’حضور انور اور خلیفۂ اسلام! مختلف مذاہب کے معزز نمائندگان! اس تاریخی نوعیت کی تقریب میں شامل خواتین وحضرات! مجھے بھی اس جلسہ میں Israeli Rabbinat اور یہودی مذہب کی نمائندگی میں شمولیت اختیار کر کے بہت فخر محسوس ہو رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جیسا کہ سب جانتے ہیں کہ یہودیت خدائے واحد پر ایمان لانے والے مذاہب کا بانی مذہب ہے جنہیں دوسرے الفاظ میں ابراھیمی مذاہب کہا جاتا ہے۔ یہ تعلیم ایک خدائے واحد کا پرچار کرتی ہے جو تمام کائنات کا خالق ہے۔ اور اس نے اس زمین پر انسانوں کو پھیلایا ہے اور ہمارا فرض ہے کہ ہم سب زمین کے مالک نہیں بلکہ اس کے محافظ بن کر اس سے فائدہ اٹھائیں، اسے بہتر بنائیں اور آئندہ نسلوں کے لئے اس کی حفاظت کے اقدام کریں۔ طالمود میں ہمیں ایک کہانی ملتی ہے کہ ایک رِبی نے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا کہ وہ ایک خرنوب کا درخت (carob tree) لگا رہا تھا۔ اس رِبی نے اس بوڑھے کو پوچھا کہ تم تو اس قدر عمر رسیدہ ہو تم یہ پودے کیوں لگا رہے ہو جبکہ یہ تو ستر سال کے بعد پھل لائے گا۔ بوڑھے نے جواب دیا کہ میرے باپ دادا نے درخت لگائے تو میں نے ان کا پھل کھایا۔ آج میں یہ درخت اس لئے لگا رہا ہوں تا کہ آئندہ آنے والی نسلیں اس سے فائدہ اٹھائیں۔ اس کہانی سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہمیں زمین کی حفاظت اور معاشرے کی صحت کا خیال صرف اسی لیے نہیں کرنا چاہیے کہ یہ سب ہمارا ہے بلکہ اس لیے بھی کرنا چاہیے کہ یہ ایک خدائی حکم ہے۔ سبت کے دن آرام کا حکم انسانوں پر اس خدا کا ایک احسان ہے جس نے زندگی گزارنے کے لئے بہت سے اصول ہمیں بتائے ہیں۔ اسی طرح ہمارے مذہب کی ایک اور تعلیم Sabatical year (سبت کا سال) کے بارے میں ہے۔ اس سال کے دوران ہر مقروض کے تمام قرضے معاف کردیے جاتے ہیں تا کہ غریب اور قرضوں کے بوجھ تلے دبے ہوئے افراد اپنی زندگی کو از سرِ نَو شروع کرسکیں۔ ہمارے مذہب کے مطابق اس ایک سال میں تمام زمین افراد کی ملکیت نہیں رہتی صرف خدا تعالیٰ کی ملکیت میں شمار کی جاتی ہے اور تمام لوگوں کو چاہے وہ امیر ہوں یا غریب ایک دوسرے کے برابر لا کھڑا کیا جاتا ہے۔ اور لوگوں کو یہ سبق ملتا ہے کہ زمین دراصل خدا تعالیٰ کی ملکیت ہے انسان کی نہیں۔ یہ بھی روحانی لحاظ سے ہمیں سمجھانے کے لئے ایک گہرا نکتہ ہے۔ ہماری شریعت کے دو اہم حصے ہیں۔ اول وہ قوانین ہیں جو خاص یہودی افراد سے تعلق رکھتے ہیں۔ دوسرا حصہ ان قوانین کا ہے جو تمام انسانوں کے لئے اعلیٰ اخلاق اور اعلیٰ اقدار کی تعلیمات پر مشتمل ہیں۔ ان میں فلاحی کام، آزادی، افراد کی عزتِ نفس کی حفاظت، انسانی زندگی کی قدر، غریبوں اور ضرورتمندوں کی تکلیف کو دور کرنا وغیرہ شامل ہیں۔ ایک عام آدمی کے نزدیک یہ وہی اعلیٰ اخلاق ہیں جو تمام انسانیت کے لئے زندگی گزارنے کے ذریں اصول ہیں۔ مگر یہ تمام باتیں یہودی مذہب کی نظر میں خدائی احکام ہیں۔ بائبل کی تعلیمات دو قسم کی ہیں۔ خدا تعالیٰ کی محبت اور ہمسائیوں سے محبت۔ یہ دونوں آپس میں مشترک قدریں بن جاتی ہیں کیونکہ ہر شخص کے اندر ایک شکل میں خدا تعالیٰ کی صفات موجود ہیں۔ اس لئے ہر شخص ایک قیمتی وجود ہے۔ ہمارے مذہبی رہنما ہمیں بتاتے ہیں کہ اگر کسی ایک جان کو بچایا جائے تو وہ پوری دنیا کو بچانے کے برابر ہے اس لحاظ سے ہر شخص کائنات کی جھلک اپنے اندر رکھتا ہے۔ اس طرح جب ایک شخص دوسرے کو دیکھتا ہے تو اسے ایک اور جہان وہاں آباد دکھائی دیتا ہے۔ جب لوگوں کو اس بات کا فہم ہو جاتا ہے تو وہ اپنے اردگرد بسنے والے انسانوں کی قدر کا احساس ہوجاتا ہے اور ایک قسم کا احساسِ ذمہ داری پیدا ہوتا ہے۔ مگر بدقسمتی سے ہم جس دنیا میں رہتے ہیں وہاں دنیاداری دن بدن بڑھتی جاتی ہے اور مذہب کے ردّعمل کے طور پر بے راہ روی، نارواداری اور انتہا پسندی جنم لیتی ہے۔ ہم جس معاشرہ میں رہ رہے ہیں وہاں ظاہری ترقی کو ایک بہت بلند کامیابی تصور کیا جاتا ہے اور امیروں اور غریبوں کے درمیان معاشی فرق خوفناک حد تک بڑھتا چلا جا رہا ہے، ترقی اور آسائش کے نام پر ہم سب دنیا کی نعمتوں کو اسراف کی حد تک خرچ کرتے جارہے ہیں۔ تازہ پانیوں کو گندہ کر رہے ہیں، جنگلات کو تباہ کر رہے ہیں، ساری تفصیل تو یہاں پیش کرنے کی ضرورت نہیں یہ تو چند مثالیں ہیں۔ ہم جس دور میں رہ رہے ہیں یہاں ہر طرف مذہبی اور سیاسی کشمکش جاری ہے اور فساد برپا ہے۔ خدا تعالیٰ کا نام اور اس کی دی ہوئی ہدایات کو پامال کیا جارہا ہے اور اس سب کارروائی کو سمجھداری اور مصلحت اور سیاسی مجبوریوں کا نام دیدیا جاتا ہے۔ آیئے ہم ایک پاک صاف، سیدھے

باقی صفحہ 15 پر ملاحظہ فرمائیں

ایرانی سفارت خانے کے زیر اہتمام اسلامک یونیورسٹی کالج اکرا (گھانا) میں منعقد ہونے والے

نیشنل مقابلہ ترتیل وحفظ قرآن اور قرآن کوئز

میں احمدی شرکاء کی نمایاں کامیابی

(رپورٹ: حمید اللہ ظفر (پرنسپل جامعۃ المبشرین گھانا)

مؤرخہ 7 اور 8 مارچ 2014ء کو گھانا کے دارالحکومت اکرا میں ملکی سطح پر تفسیر، تلاوت، حفظِ قرآن اور کوئز کے مقابلہ جات منعقد کیے گئے۔ ان مقابلہ جات کا انعقاد گذشتہ سات سال سے ایران کے سفارتخانہ کے زیر اہتمام کروایا جا رہا ہے جبکہ چار سال سے جماعتِ احمدیہ کو ان مقابلہ جات میں شرکت کی دعوت دی جا رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جامعۃ المبشرین گھانا اور جامعہ احمدیہ گھانا کے طلباء جماعت احمدیہ گھانا کی نمائندگی میں ان مقابلہ جات میں شمولیت اختیار کر کے نمایاں کامیابی حاصل کرتے چلے آ رہے ہیں۔ الحمدللہ علیٰ ذالک

انتظامیہ کی جانب سے مقابلہ جات میں شمولیت کی باضابطہ اطلاع ملنے پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں طلباء کی کامیابی کے لئے دعا کے لیے تحریر کیا گیا اور حسب سابق محترم امیر و مبلغ انچارج صاحب گھانا کے ارشاد پر جامعۃ المبشرین اور جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل کے طلباء نے ان مقابلہ جات میں جماعت احمدیہ گھانا کی نمائندگی کی۔ ان چودہ طلباء کا وفد مؤرخہ یکم مارچ بروز جمعۃ المبارک کو مکرم حافظ مبشر احمد جاوید صاحب انچارج مدرسۃ الحفظ گھانا کی قیادت میں صبح آٹھ بجے اجتماعی دعا کے ساتھ رخصت کیا گیا۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے امسال بھی جماعتِ احمدیہ گھانا کے وفد کی کارکردگی بہت نمایاں رہی۔ مقابلہ جات اور ان میں امتیاز حاصل کرنے والے طلباء کے نام تحدیث نعمت کے لیے درج ذیل ہیں۔

1۔ **تنغیم**، حسنِ قراءت: **(اوّل)** عزیز حافظ اسماعیل ایڈوسئی۔ جامعہ احمدیہ گھانا

2۔ **ترتیل**، حسنِ قراءت: **(سوم)** عزیز لامین عبدالرحمٰن۔ جامعۃ المبشرین

3۔ **ترتیل**، حسنِ قراءت: **(سوم)** عزیز شمیم جمال۔ جامعہ احمدیہ گھانا

4۔ **حفظ قرآن (کامل): (اول)** عزیز حافظ اسماعیل ایڈوسئی۔ جامعہ احمدیہ گھانا

5۔ **حفظ قرآن (کامل): (دوم)** عزیز حافظ الحسن احمد۔ مدرسۃ الحفظ گھانا

6۔ **حفظ قرآن (نصف اول): (اول)** عزیز نورالدین۔ جامعہ احمدیہ گھانا

7۔ **حفظ قرآن (نصف اول): (دوم)** حافظ عبدالمجید آدم۔ جامعۃ المبشرین گھانا

8۔ **حفظ قرآن (آخری دو پارے): معیار:** 16 سال سے کم عمر **(دوم)** عزیز عبدالمجید قاسم۔ مدرسۃ الحفظ گھانا

9۔ **حفظ قرآن (آخری پارہ): معیار:** 10 سال سے کم عمر **(سوم)** عزیز مسرور لقمان۔ مدرسۃ الحفظ گھانا

مزید برآں اس پروگرام میں دو اجتماعی کوئز مقابلہ جات بھی رکھے گئے تھے۔ **پہلا مقابلہ** جونیئر سیکنڈری سکولز کے طلباء کے مابین تھا۔ اس مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے مدرسۃ الحفظ گھانا کے دو طلباء عزیز حافظ الحسن احمد اور عزیز یوسف فذکر پر مشتمل ٹیم نے **اول پوزیشن** حاصل کی۔ **دوسرا کوئز مقابلہ** سینئر سیکنڈری سکولز کے طلباء کے مابین تھا۔ اس مقابلہ میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے مدرسۃ الحفظ گھانا کے دو طلباء عزیز احمد بولا ٹیٹو اور عزیز خاتم محمود پر مشتمل ٹیم نے **اول پوزیشن** حاصل کی۔ مذکورہ بالا دونوں کوئز مقابلہ جات کا نصاب سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، توحید، قرآن کریم، وضو، نماز اور روزہ کے بارہ میں پوچھے جانے والے سوالات پر مشتمل تھا۔

اس طرح جماعتِ احمدیہ گھانا کے وفد نے مجموعی طور پر منعقد ہونے والے 8 مقابلہ جات میں 11/ امتیازی انعامات حاصل کیے جن میں 5 انعامات اوّل، 3 انعامات دوم جبکہ 3 ہی انعامات سوم پوزیشن کے تھے۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک

اختتامی تقریب:

مؤرخہ 8 مارچ بروز ہفتہ بعد دوپہر ایک بجے اسلامک یونیورسٹی کالج اکرا میں اس پروگرام کی اختتامی تقریب کا انعقاد ہوا جس میں ملک بھر سے غیر احمدی علماء کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ اس تقریب میں مذکورہ بالا طلباء نے انعامات حاصل کئے۔ اختتامی تقریب کی کل حاضری تین سو تھی جس میں 280 غیر احمدی احباب کی تعداد تھی۔ تمام احباب نے جماعتِ احمدیہ گھانا کے وفد کے ان امتیازات کو بہت سراہا۔

طلباء کی اس کاوش کا غیر احمدی طلباء کے علاوہ غیر احمدی شرکاء پر بہت گہرا اثر ہوا اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ احمدیوں کا قرآن اور ہے یا احمدی قرآن پڑھنا نہیں جانتے یا یہ کہ ان میں کوئی حافظ قرآن نہیں ہوتا ان پر اتمامِ حجت کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عاجز غلاموں کو نمایاں برتری عطا فرما کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیاری جماعت کو اللہ تعالیٰ کے لازوال کلام قرآن کریم سے عشق کو ایک بار پھر ثابت کرنے کی توفیق عطا فرمائی نیز اسلام احمدیت کا پیغام بہت سارے لوگوں تک بہت عمدہ پیرائے میں پہنچا۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

قارئین کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ جامعۃ المبشرین و جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا کے اساتذہ و طلباء کو جزائے خیر عطا فرمائے، ان کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور انہیں اپنے بے شمار فضلوں سے نوازتے ہوئے سلسلہ کے لئے مفید وجود بنا دے نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ اس ادارے کو نور قرآن ساری دنیا میں پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

تصحیح

1۔ 14 تا 20 مارچ 2014ء کے شمارہ میں ایک مضمون ''جاپانیوں کی مذہبی زندگی'' شائع ہوا ہے جس میں دو اہم تاریخیں غلط ہوگئی ہیں۔ مضمون میں پہلے کالم میں یہ سطریں شائع ہوئی ہیں: ''کوجی کی Record of Ancient matters جو 1912ء میں لکھی گئی اور نی ہون شوکی جو 1920ء میں لکھی گئی۔'' ان دونوں کتب کی تاریخوں میں غلطی ہوئی ہے۔ دراصل کوجی کی کتاب 712ء اور نی ہون شوکی کتاب 720ء میں لکھی گئی تھی۔

2۔ 28 مارچ 2014ء کے شمارہ میں صفحہ 2 پر طاہر ہاؤس کے نئے بلاک کے افتتاح کی تقریب غلطی سے 15 فروری درج ہوگئی ہے۔ درست تاریخ 16 فروری ہے۔ قارئین تصحیح فرما لیں۔

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals
قانونی مشاورت برائے اسائلم
• Switching Visas
• Over Stayers
• Legacy Cases
• Work Permits
• Visa Extensions
• Judicial Reviews
• Tribunal Appeals
HEAD OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
Tel: 02086 720 666 02086 721 738
24 Hours Emergency No: 07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

باکرو(Bakro)، کانڈی ریجن (بینن) میں احمدیہ مسجد کا افتتاح

رپورٹ: رفیق احمد کاشف مبلغ سلسلہ کانڈی

باکرو گاؤں Alibori ڈیپارٹمنٹ کی Banikoara کمیون میں واقع ہے۔ دسمبر 2011ء میں اس گاؤں میں تبلیغ کرنے کا موقع ملا جس کے دوران جلسہ سالانہ کا بھی ذکر ہوا۔ اس گاؤں کے امام نے کہا کہ وہ جلسہ پر جا کر دیکھیں گے اور اس کے بعد وہ ہم لوگ کوئی فیصلہ کریں گے۔ چنانچہ امام صاحب کی واپسی پر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے گاؤں کے لوگوں نے بیعت کی اور جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے۔ الحمدللہ۔

اس گاؤں میں کوئی مسجد نہیں تھی اور نماز جمعہ کے لئے گاؤں کے لوگ قریبی گاؤں میں جاتے تھے۔ چنانچہ فیصلہ کیا گیا کہ یہاں جمعہ پڑھایا جائے۔ اس طرح ایک درخت کے نیچے نماز جمعہ کا انتظام کیا گیا۔ لیکن اس علاقہ کے اسلامی کمیٹی کے ایک رکن نے مخالفت شروع کر دی کہ ہم یہاں جمعہ ادا نہیں کر سکتے کیونکہ یہاں جمعہ کے لئے مناسب جگہ نہیں ہے۔ گاؤں والوں نے ایک چھپر بنایا کہ یہاں جمعہ ادا کریں گے۔ لیکن اس کو تسلی نہ ہوئی اور وہ کمیون کے سنٹرل امام کے پاس گیا۔ امام صاحب نے گاؤں والوں کو بلوایا۔ جب امام صاحب کو ساری تفصیل بتائی گئی تو انہوں نے کہا کہ آپ یہاں جمعہ جاری رکھیں اور اس کے علاوہ بھی آپ میرے علاقہ میں کہیں بھی اسلام کی خدمت کے لئے کوئی کام کرنا چاہیں تو میں اور میرے لوگ آپ کے ساتھ ہیں۔ امام صاحب کے اس رویہ سے مایوس ہو کر وہ شخص مدد کے لئے پولیس کے پاس گیا۔ تو پولیس والوں نے کہا کہ ہم مذہب کے معاملہ میں دخل اندازی نہیں کرتے اور اس کو پر امن ماحول کو خراب کرنے سے منع کیا۔

مرکزی وفد مکرم راجی شہود صاحب نیشنل سیکرٹری اشاعت، مکرم عطاء المنعم صاحب مبلغ سلسلہ اور مکرم نصر احمد مبشر

اس سارے معاملہ کے بعد گاؤں والوں نے کچی مسجد تعمیر کی لیکن کچھ ہی ہفتوں میں وہ مسجد لوگوں سے بھر گئی اور بڑی مسجد کی ضرورت محسوس ہونے لگی۔ اسی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہاں بڑی مسجد تعمیر کی گئی۔ احباب جماعت نے وقار عمل کر کے تعمیراتی لکڑی کاٹی اور راجگیر کے ساتھ بھی ساری تعمیر کے دوران معاونت کی۔ 14 مارچ 2014 کو مکرم رانا فاروق احمد صاحب امیر جماعت بینن صاحب مبلغ سلسلہ کے ساتھ تشریف لائے اور مسجد کا افتتاح کیا۔ افتتاحی تقریب میں تلاوت کے بعد مکرم عطاء المنعم صاحب نے مسجد اور نماز کی اہمیت کے موضوع پر تقریر کی۔ اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے نماز جمعہ پڑھائی۔ آپ نے خطبہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مذہبی رواداری اور حسن سلوک کے بارے میں بیان فرمائی۔

نماز جمعہ کے بعد معزز مہمانان کرام جن میں ریجنل ڈپٹی کمانڈنٹ پولیس، Kokey کا پیرا ماؤنٹ چیف، Kokey کا امام، Banikoara کے سنٹرل امام کا سات افراد پر مشتمل وفد، امام Yamberou، Banikoara کمیون کی اسلامی کمیٹی کا نمائندہ، باریبا قوم کے بادشاہ کا نمائندہ، Peulh قوم کے بادشاہ کا نمائندہ شامل تھا، نے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور مسجد کی تعمیر کو خوش آئند قرار دیتے ہوئے جماعت کو مبارک باد دی۔ علاقہ کے سنٹرل امام صاحب نے ریڈیو پر افتتاح کے بارے میں اعلان کروایا اور لوگوں سے شرکت کی درخواست کی۔

افتتاح سے قبل مقامی جماعت کی طرف سے دو بکرے قربان کیے گئے۔ پروگرام کے بعد تمام احباب کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ اس پروگرام کی کل حاضری 600 سے زائد تھی جن میں تقریباً 300 غیر از جماعت افراد تھے۔

☆☆☆☆☆

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیوٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 20 فروری 2014ء کو نماز ظہر سے قبل مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر **مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب (آف رحیم یار خان۔ حال مقیم لندن)** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

17 فروری 2014ء کو 74 سال کی میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ 1953ء میں اپنے والد محترم کے ساتھ بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے۔ آپ کو رحیم یار خان میں گیارہ سال زعیم انصار اللہ اور کئی سال سیکرٹری تعلیم القرآن اور سیکرٹری رشتہ ناطہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ 1974ء کے فسادات میں آپ کو حملہ آوروں نے شدید زخمی کر دیا اور گھر کا سب سامان بھی لوٹ لیا۔ اسی طرح 1988ء میں آپ پر توہین رسالت کا کیس بنایا گیا جس کے نتیجہ میں آپ کو اسیر راہ مولیٰ رہنے کا اعزاز بھی ملا۔ آپ نے تمام صعوبتیں صبر کے ساتھ برداشت کیں اور کسی موقع پر بھی اپنے ایمان میں کمزوری نہیں آنے دی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب:

(1) مکرم چوہدری نسیم احمد صاحب کاشمیری (مربی سلسلہ شعبہ تاریخ احمدیت ربوہ) 14 فروری 2014ء کو بعارضہ کینسر 49 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے والد مکرم چوہدری نذر محمد صاحب نے خلافت ثانیہ کے دور میں احمدیت قبول کی تھی۔ آپ نے 1988ء میں جامعہ سے مبشر کی ڈگری لینے کے بعد پاکستان کی مختلف جماعتوں میں خدمت کی توفیق پائی۔ مئی 2012ء میں ان کا تقرر دفتر شعبہ تاریخ احمدیت میں ہوا اور وفات سے قبل وہیں خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ مرحوم درویش صفت، بہت شریف النفس، محنتی اور اخلاص کے ساتھ خدمت بجالانے والے، ملنسار اور خوش مزاج انسان تھے۔ خود بھی صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے اور دوسروں کو بھی نمازوں کی پابندی کی تلقین کیا کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور پانچ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(2) مکرم چوہدری نصر اللہ صاحب (ابن مکرم علم دین صاحب۔ چک نمبر 79 نواں کوٹ شیخوپورہ۔ حال ربوہ) 24 دسمبر 2013ء کو بقضائے الٰہی ربوہ میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے قریباً 25 سال اپنی جماعت کے صدر کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ بہت مہمان نواز، غریب پرور، خدمت دین کا جذبہ رکھنے والے نیک اور مخلص انسان تھے۔ خلافت سے بہت پیار کا تعلق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔

(3) مکرمہ کے۔ پی۔ رضیہ صاحبہ (اہلیہ مکرم مصطفیٰ صاحب۔ امیر جماعت ماتھوٹم۔ کیرالہ۔ انڈیا) 10 فروری 2014ء کو 48 سال کی عمر میں حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ ماتھوٹم جماعت کے قیام سے اپنی وفات تک صدر لجنہ اماء اللہ کی حیثیت سے فعال خدمت بجالاتی رہیں۔ گزشتہ دو سال سے لجنہ ماتھوٹم کو آپ کی زیر صدارت ہندوستان بھر میں دوسری پوزیشن حاصل کرنے کی توفیق ملی۔ آپ نے نہایت سنجیدگی، لگن اور خوش خلقی اور محنت سے جماعتی خدمت کی توفیق پائی۔ مرحومہ صوم و صلوٰۃ کی پابند، ملنسار، اعلیٰ اخلاق کی مالک، ہمدرد، غریب پرور، نیک اور قابل رشک انتظامی صلاحیتوں کی مالک مخلص خاتون تھیں۔ خلافت سے اخلاص و وفا کا تعلق تھا۔ آپ کے سسرال میں شوہر کے علاوہ کوئی بھی احمدی نہیں ہے اس کے باوجود ان کے شوہر کے گھرانے کے سب لوگ مرحومہ کے اخلاق سے بہت متاثر تھے۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ ایک بیٹی اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

(4) مکرم ملک محمد اکرم صاحب (ربوہ) 8 اور 9 فروری 2014ء کی درمیانی شب طویل علالت کے بعد بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کو لمبا عرصہ دفتر بہشتی مقبرہ صدر انجمن احمدیہ میں کارکن کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ آپ نماز باجماعت کے پابند، تہجد گزار، باقاعدگی سے قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے، مالی قربانی اور صدقہ و خیرات میں پیش پیش بہت مخلص انسان تھے۔ باوجود مختلف عوارض کے پانچوں وقت مسجد میں جا کر نماز پڑھتے اور اپنے عزیز و اقارب کو بھی اس کی تلقین کیا کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ کے بیٹے مکرم ملک محمد اکرام صاحب بطور استاد جامعہ احمدیہ (جونیئر سیکشن ربوہ) میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(5) مکرمہ امۃ الرفیق کچلو صاحبہ (اہلیہ مکرم سعد اللہ صاحب ثاقب کچلو۔ راولپنڈی) 22 جنوری 2014ء کو راولپنڈی میں طویل علالت کے بعد وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کو کئی سال راولپنڈی کے حلقہ ایوان توحید میں صدر لجنہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ گزشتہ کئی سالوں سے بحیثیت سیکرٹری مال اور تحریک جدید و وقف جدید کے خدمت بجالا رہی تھیں۔ اپنے رشتہ داروں اور غیر احمدیوں کے متعدد بچوں کو قرآن کریم پڑھایا۔ آپ نہایت صابر و شاکر، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت سے نہایت اخلاص و وفا کا تعلق تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ مرحومہ کے بھتیجے مکرم یاسر فوزی صاحب مربی سلسلہ کی حیثیت سے ناروے میں خدمت بجالا رہے ہیں۔

(6) مکرم چوہدری عبدالوحید صاحب (ماڈل ٹاؤن لاہور) 7 فروری 2014ء کو 92 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے ابتدائی تعلیم قادیان سے حاصل کی۔ ملازمت کے دوران آپ پاکستان اور ہندوستان کے مختلف شہروں میں رہے۔ آپ نے امیر جماعت پٹھان کوٹ (انڈیا) کے علاوہ ملتان میں قائد ضلع و علاقہ اور لاہور میں سیکرٹری مال کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم اللہ کے فضل سے موصی تھے۔

(7) مکرمہ نصیرہ مبارک میر صاحبہ (اہلیہ مکرم حاجی میر محمد مبارک صاحب ناصر آباد شرقی۔ ربوہ)۔ 26 دسمبر 2013ء کو 80 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ جب تک آپ کی صحت نے اجازت دی آپ اپنے محلّہ میں مختلف حیثیتوں سے لجنہ میں خدمت کرتی رہیں۔ مالی قربانی میں بھی ہمیشہ پیش پیش رہتی تھیں۔ سینکڑوں بچے بچیوں کو قرآن کریم ناظرہ و باترجمہ پڑھانے کی سعادت پائی۔ آپ صوم و صلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، بہادر، بہت سی خوبیوں کی مالک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ کئی بار حج اور عمرہ کی توفیق بھی ملی۔ مرحومہ کی اپنی کوئی اولاد نہیں تھی۔ آپ نے اپنے دیور کے بیٹے مکرم میر رفیق مبارک صاحب کو گود لیا تھا اور ان کی نہایت عمدہ تربیت کی۔ چنانچہ وہ آج بطور واقف زندگی (وکیل المال ثانی تحریک جدید ربوہ) کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(8) مکرم محمد اسلم صاحب (پنشنر خدام الاحمدیہ پاکستان۔ ربوہ) 29 نومبر 2013ء کو 72 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کو 40 سال مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان میں کارکن کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ پنجوقتہ نمازوں کے پابند، جماعتی چندوں میں باقاعدہ، نیک اور مخلص انسان تھے۔ خلافت سے محبت کا تعلق تھا۔ آپ مکرم ملک محمد اکرم صاحب مربی سلسلہ مانچسٹر اور مکرم ملک محمد اعظم صاحب مرحوم (ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ) کے بھائی تھے۔

(9) مکرم رانا اقبال الدین صاحب (ربوہ) 30 مئی 2012ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے ریٹائرمنٹ کے بعد وقف کر کے نائب آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے علاوہ پرائیویٹ سیکرٹری، دارالقضاء اور روزنامہ الفضل کے دفاتر میں بھی 29 سال تک خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کے دادا حضرت میاں مہر دین صاحبؓ اور نانا حضرت میاں خیر دین صاحبؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ اسی طرح آپ کی دادی اور نانی بھی صحابیہ تھیں۔ خلافت اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اخلاص و وفا کا تعلق تھا۔ آپ خدمت گزار، راست گو، نیک اور مخلص انسان تھے۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

(10) مکرمہ بشیر بیگم صاحبہ (اہلیہ چوہدری رحمت خان جگ صاحب۔ ربوہ) 4 فروری 2014ء کو دو سال کی لمبی بیماری کے بعد 85 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ

بقیہ صفحہ 16

''مرزا غلام احمد آف قادیان، زمانہ جدید کے مسلمانانِ ہند میں سب سے بڑے دینی مفکر ہیں۔'' علامہ اقبال

(غلام مصباح بلوچ۔استاذ جامعہ احمدیہ کینیڈا)

پچھلی دوصدیوں میں ہندوستان سے نکلنے والے علمی رسالوں میں ایک اہم نام ''The Indian Antiquary'' کا بھی ہے جو 1872ء سے 1933ء تک جاری رہا، اس نام کا مطلب ہے ہندوستانی آثار قدیمہ کا ماہر۔ اس رسالے کے اہم موضوع خصوصًا ہندوستان اورعمومًا اس کے گرد ونواح سے متعلقہ آثار قدیمہ (Archaeology)، علم کتبات (Epigraphy)،نسلیات (Ethnology)،جغرافیہ (Geography)، تاریخ (History)، عوامی حکایات، کہاوتیں، عقائد ورسوم وغیرہ (Folklore)،علم سکہ (Numismatics)،علم اللسان (Philology) اورمذہب (Religion) وغیرہ تھے۔

سنہ 1900ء میں اس رسالے کا 29واں شمارہ شائع ہوا جس میں جناب علامہ محمد اقبال صاحب کا ایک مضمون The Doctrine of Absolute Unity as Expounded by Abdul Karim Jilani شائع ہوا، اس مضمون میں آپ کے نام شیخ محمد اقبال ایم اے کے ساتھ آپ کا شعبہ Mcleod Arabic Reader, Oriental College Lahore لکھا ہے۔ اس مضمون میں علامہ اقبال نے حضرت صوفی عبدالکریم جیلانیؒ کی قابلیت کا ذکر کرتے ہوئے یہ عبارت بھی تحریر کی ہے:

It will appear at once how striking the author has anticipated the chief phase of the Hegelian Dialectic and how greatly he has emphasised the Doctrine of the Logos, a doctrine which has always found favour with almost all the profound thinkers of Islam, and in recent times has been readvocated by **M. Ghulam Ahmad of Qadian, probably the profoundest theologian among modern Indian Muhammadans**.

(The Indian Antiquary, Vol. 29, 1900 page 239)

ترجمہ: یہ فی الفور واضح ہوجائے گا کہ مصنف نے ہیگل کی جدلیات کے بنیادی پہلو کو کس نمایاں طور پر اس سے بہت پہلے ہی بیان کر دیا ہے اور کس طرح اس نے نظریہ Logos (ہیگل کے نظریہ Logos سے مراد ویسے تو اللہ تعالیٰ کا انسان سے اس صورت میں کلام کرنا ہے کہ عقل اسے تسلیم کرسکے لیکن سیاق وسباق سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ علامہ محمد اقبال کی یہاں logos سے مراد شاید تصوف کے پس منظر میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مجاہدہ کرنے والا انسان بالآخر ''باخدا انسان'' بن جاتا ہے۔ناقل) پر زور دیا ہے اور یہ نظریہ ایسا ہے جو دقیق نگاہ اسلامی مفکرین کو ہمیشہ مرغوب رہا ہے۔ موجودہ زمانے میں اسی نظریہ کو مرزا **غلام احمد آف قادیان** نے از سرنو پیش کیا ہے جو اغلبًا **زمانہ جدید کے مسلمانانِ ہند میں سب سے بڑے دینی مفکّر ہیں۔''**

علامہ اقبال کا یہ اقتباس اس سے پہلے جماعتی لٹریچر میں الفضل 7 مئی 1949ء صفحہ 2، پورے صفحہ پر شائع ہو چکا ہے وہاں اخبار الفضل نے ساتھ لکھا ہے:

''جس زمانے میں سر اقبال اورینٹل کالج لاہور میں پروفیسر تھے اور کالج میں آپ میکلوڈ عربک ریڈر کے طور پر فرائض سرانجام دے رہے تھے تو آپ نے رسالہ ''انڈین اینٹی کیوری'' کے ستمبر 1900ء کے پرچہ میں ایک انگریزی مضمون نامور مسلمان صوفی فلسفی عبدالکریم جیلانی کے متعلق شائع کروایا تھا۔ آپ کا یہ مضمون صوفی مذکور کی کتاب ''الانسان الکامل'' میں پیش کردہ نظریۂ توحید کے متعلق تھا۔ اس کی تقریب یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس زمانے میں انگریزوں نے ہندو اور اسلامی علوم کے متعلق تحقیقی مضامین لکھوانے شروع کئے تھے چنانچہ اقبال نے اپنے مضمون کے شروع میں لکھا ہے کہ یورپین علماء ہندی فلسفہ کو بہت سراہتے ہیں، میں اس کے مقابلہ میں صوفی عبدالکریم جیلانی کی یہ کتاب پیش کر کے دکھانا چاہتا ہوں کہ مسلمانوں کی فلاسفی کی وسعت اور اس کا عمق کس قدر ہے۔''

مضمون کا اصل حوالہ انٹرنیٹ پر عام دستیاب ہے، The Indian Antiquary کا یہ شمارہ اور متعلقہ صفحہ اس ویب سائٹ پر دیکھا جاسکتا ہے:

http://indianhistorybooks.files.wordpress.com

علامہ اقبال نے علامہ عبدالکریم الجیلی (ولادت: 767ھ-وفات: 805ھ) کی جس کتاب پر بنا کرکے یہ مضمون لکھا ہے وہ ہے: ''**الانسان الکامل فی معرفۃ الأواخر و الأوائل**''، یہ وہی کتاب ہے جس میں انہوں نے آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کے متعلق لکھا ہے:

''فَانْقَطَعَ حُکْمُ نبوّۃِ التَشْرِیعِ بَعْدَہٗ، وَ کَانَ مُحَمَّد ﷺ خَاتَمَ النّبیین، لِاَنَّہٗ جَاءَ بِالْکَمَالِ وَ لَمْ یَجِیءْ أَحَدٌ بِذالِک۔''

(الانسان الکامل فی معرفۃ الأواخر و الأوائل الجزء الاول صفحہ 115 ۔ مطبوعہ 1970ء الطبعۃ الثالثۃ۔ مصر)

ترجمہ: پس تشریعی نبوت کا حکم آنحضرت ﷺ کے بعد ختم ہوگیا ہے اور آپؐ خاتم النبیین ہوئے کیونکہ آپؐ ہی واحد نبی ہیں جو کمال لے کر آئے اور کوئی نبی بھی ایسا کمال لے کر نہ آیا۔

سویڈن میں غیر مسلم بنے مسجد کے محافظ

(ڈاکٹر طارق احمد مرزا۔آسٹریلیا)

یہ ہے شہ سرخی اس خبر کی جو دہلی (بھارت) سے شائع ہونے والے اردو ہفت روزہ ''نئی دنیا'' کی اشاعت 24/فروری تا 2/مارچ 2014ء کے صفحہ 2 پہ جلی حروف میں شائع ہوئی ہے۔اسی خبر کی ذیلی شہ سرخی کے الفاظ ہیں: ''اسٹاک ہوم میں نفرت کا جواب محبت سے دینے کا عزم''۔موقر جریدہ (جس کے بانی جمعیت علمائے ہند کو خیر باد کہہ دینے والے مولانا عبدالوحید صدیقی صاحب تھے) خبر کی تفصیل پیش کرتے ہوئے لکھتا ہے:

''اسٹاک ہوم کی ایک مسجد کے دروازے پر رات کی تاریکی میں نسل پرستوں نے سواستِک (svastica) ٹھونک دیا۔مسلمانوں کی دلآزاری......گھناؤنی نسل پرستی کا نمونہ......مگر مسلمان خاموش رہے، کوئی احتجاج ہوا نہ کوئی نعرہ بازی ہوئی، نہ کسی انتقام یا جہاد کا نعرہ بلند ہوا نہ شور شرابہ۔نہ کسی نے میڈیا کو خبر دی۔دوسرے دن صبح کو نماز فجر میں جب نمازی آئے تو دنگ رہ گئے۔مسجد کے دروازے پر سواستک پر خوبصورت پھولوں کو چسپاں کردیا گیا تھا۔سفید اور گلابی پھول محبت کا پیغام دے رہے تھے اور ایک پوسٹر چسپاں تھا، جس پر درج تھا ''آپ پر حملہ سویڈن پر حملہ ہے۔ہم سب ساتھ ہیں''۔یہ پہل تھی سویڈن کی اکثریت کی، جو نسل پرستی کے خلاف ہے، جواب تک خاموش تھی، اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نفرت کی لہر اور اسلاموفوبیا پر غیر جانبدار تھی ....۔سویڈن کے اس واقعہ نے مسلمانوں کو حیران کر دیا............اکثریت نے رات کے اندھیرے میں سواستک کے نشانوں پر خوبصورت پھول لگا دیئے اور پیغام دیا کہ نفرت کا جواب محبت سے ملے گا۔کانٹوں کا جواب پھولوں سے ملے گا مگر نفرت کی اس لہر کا جواب نفرت سے نہیں دیا جائے گا۔''

سویڈن کی شریف اکثریت کے اس قابل تعریف رویہ پہ ''مسلمانوں کے حیران ہونے'' پہ راقم کو اچنبھا اس لیے نہیں ہوا کہ بدقسمتی سے بقول شخصے کلمہ توحید کے نام پہ قائم ہونے والے دنیا کے واحد ملک پاکستان میں تو برسوں ''محبت سب کے لیے، نفرت کسی سے نہیں'' کا پیغام دینے والی کلمہ گو جماعت احمدیہ کی مساجد کی بے حرمتی، ان پہ درج کلمہ طیبہ اور آیات قرآنی پہ کالک پھیرنے اور ان کے نمازیوں کے خون سے ہاتھ دھونے پر دیگر مسلمان مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والی اکثریت کبھی حیران نہیں ہوئی۔نفرتوں کا پیغام دینے والوں کی غیرت اور حمیت کا مسجد کے دروازے پہ ''سواستک'' ٹھونکا دیکھ کر کیا بیدار ہونا تھا کہ یہ تو خود ان کا اپنا وطیرہ ٹھہرا۔محبت کا جواب نفرت سے دینے والے نام نہاد مسلمان غیر مسلموں کی طرف سے محبت بھرا جواب پانے پہ حیران نہ ہوتے تو کیا کرتے!

بہرحال دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جہاں دنیا بھر کو جماعت احمدیہ کے ماٹو ''محبت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں'' پر عمل کرنے کی توفیق عطا کرے وہاں پاکستان کی اکثریت کو بھی سویڈن کے غیر مسلموں سے سبق سیکھتے ہوئے ہر قسم کی عبادتگاہوں کے تقدس کا محافظ بننے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

بقیہ: مذاہب عالم کانفرنس گلڈ ہال لندن از صفحہ 12

بقیہ: مذاہب عالم کانفرنس گلڈ ہال لندن از صفحہ 12

سادہ اور آسان مذہب کی طرف لوٹ جائیں جس میں خدا تعالیٰ کی عظمت کی شناسائی ہو، انسان کی عظمت کی پہچان ہو اور قدرت کی شناسائی ہو۔اور جو مصائب انسانوں کو درپیش ہیں ان کا علاج ہوجائے۔اس طرح دنیا کے تمام لوگوں کے لئے مفاہمت اور سکون کا سامان پیدا ہوسکے اور تمام انسانوں کی فلاح و بہبود کا انتظام ہو۔خدا تعالیٰ کی مدد سے ہم ضرور کامیابی حاصل کریں گے۔'

دوسرا براہانِ مملکت کے پیغامات

اس کے بعد فرید احمد صاحب نے بتایا کہ اس کانفرنس کے لئے ہمیں متعدد حوصلہ افزا پیغامات موصول ہوئے ہیں جن میں سے وقت کی کمی کے باعث صرف دو پیغامات پڑھ کر سنائے گئے۔

جان کوفور (سابق صدرِ مملکت گھانا)

پہلا پیغام عزت مآب جناب جان کوفور (سابق صدر مملکت گھانا) کا تھا۔وہ کہتے ہیں:

'چاہے یورپ ہو، ایشیا ہو، افریقہ ہو یا امریکہ پوری دنیا میں ہر طرف آپ کو فساد اور خون خرابے کی صورتِ حال نظر آتی ہے۔ یہ اختلافات سیاسی، نظریاتی اور مذہبی بنیادوں پر ہو رہے ہیں۔ دورِ حاضر میں انسانوں کو درپیش مسائل کے پیشِ نظر یہ کانفرنس بالکل بروقت منعقد کی جارہی ہے۔تمام انسان اس وقت تک ایک دوسرے کو نقصان پہنچاتے رہیں گے جب تک ہم سب میں ایک دوسرے کے لیے امن اور رواداری کے جذبات پیدا نہیں ہوں گے۔میں اس عقیدے پر پختگی سے قائم ہوں کہ اگر ہم ہر اہم فیصلے کی بنیاد انسان کے برابر ہونے پر رکھیں اور ایک دوسرے کو بھائی بھائی سمجھیں تو ہم یقیناً دنیا میں امن پیدا کرنے میں کامیاب ہوجائیں گے۔'

ملکہ برطانیہ کا پیغام

دوسرا اور آخری پیغام عزت مآب جناب ملکہ عالیہ برطانیہ کی طرف سے تھا جو چرچ آف انگلینڈ کی سربراہ اور Defender of the Faith ہیں۔ ملکہ عالیہ کے پرائیویٹ سیکرٹری نے لکھا:۔

'ملکہ عالیہ انگلستان کے لئے جماعتِ احمدیہ انگلستان کی طرف سے اپنے صدسالہ جشن کے موقع پر گلڈ ہال میں اس عظیم الشان جلسہ مذاہب عالم کے انعقاد کا پیغام باعث مسرّت ہے۔ملکہ عالیہ کو اس جلسہ کے مقاصد جان کر بہت خوشی ہوئی اور وہ آپ کے پیغام بھجوانے کی درخواست پر بہت ممنون ہیں۔ملکہ عالیہ کی آپ سب کے لیے یہ دلی تمنا ہے کہ یہ جلسہ ایک کامیاب اور یادگار جلسہ ہوجائے۔'

اس کے بعد حضرت امام جماعت احمدیہ صاحبزادہ مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز صدارتی خطاب کے لئے تشریف لائے۔

(باقی آئندہ)

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{2014ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(عبدالرحمان)

(قسط نمبر120)

حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

صدق سے میرے طرف آؤ اسی میں خیر ہے

ہیں درندے ہرطرف مَیں عافیت کا ہوں حصار

(درِّثمین شائع کردہ نظارت نشرواشاعت قادیان صفحہ 176)

....

قارئین الفضل کی خدمت میں جنوری 2014ء کے دوران پاکستان میں احمدیوں کے خلاف ہونے والے واقعات کے اعداد و شمار پیش ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو محض اپنے فضل سے اپنے حفاظت میں رکھے، اور جلد از جلد ان شریروں کی پکڑ کا سامان فرمائے۔ آمین

....

ایک احمدی استاد کا تبادلہ

کولہو تارڑ، ضلع حافظ آباد؛ 13 دسمبر 2014ء: مکرم محمد منشاء صاحب یہاں کے ایک لوکل گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول میں استاد ہیں۔ اس سکول کے ایک 'نائب قاصد' (جس کو عرف عام میں چپڑاسی کہا جاتا ہے) غلام عباس نے احمدیت کی مخالفت کو اپنا وطیرہ بنا رکھا ہے۔ اس نے کسی طرح سکول کے پرنسپل کو اس بات کی یقین دہانی کروائی کہ جب تک محمد منشاء صاحب جو ایک احمدی استاد ہیں اس سکول میں رہیں گے اس وقت تک ان کی جان کو خطرہ رہے گا۔

اگرچہ سکول کے پرنسپل اس چپڑاسی کے خلاف پولیس میں رپورٹ درج کروا سکتے تھے یا اس چپڑاسی کا تبادلہ کروا سکتے تھے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ سہولت کے پیشِ نظر انہوں نے ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر کو اس بنیاد پر محمد منشاء صاحب کے تبادلہ کے لیے درخواست بھجوا دی کہ اس سکول کے چپڑاسی کی جانب سے ان کی جان کو خطرہ ہے۔

میرپور خاص سندھ میں مذہبی منافرت

ٹنڈو جان محمد؛ جنوری 2014ء: یہاں پر قاضی پمپ کے پاس ایک مدرسہ 'انوار الہدیٰ' کے نام سے قائم ہے۔ اس مدرسہ کی جانب سے احمدیوں کے خلاف نفرت انگیز کارروائیوں کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے جس میں علاقہ کے لوگوں سے احمدیوں کے معاشی اور معاشرتی بائیکاٹ کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ اس مدرسہ کی جانب سے ایک صفحہ پر مشتمل ایک پمفلٹ چھپوا کر تقسیم کیا گیا۔ اس پمفلٹ کو ایک جذباتی عنوان دیا گیا کہ '**کیا ہم حبِّ پیغمبری میں اتنا بھی نہیں کر سکتے؟**' اس پمفلٹ کا آغاز ہی جھوٹ اور دھوکہ دہی پر مبنی باتوں سے کیا گیا۔ ان باتوں میں یہ شامل تھا کہ 'مرزائی (احمدی) نہ صرف یہ کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتے ہیں بلکہ یہ لوگ (حضرت) مرزا غلام احمد قادیانی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو آخری نبی مانتے ہیں۔' (نعوذ باللہ من ذالک) ان امور کو لے کر اس پمفلٹ میں علاقہ کے مسلمانوں سے یہ استدعا کی گئی ہے کہ وہ احمدیوں کا سوشل اور کمرشل بائیکاٹ کر دیں۔ اس میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ جو شخص ایسا نہ کرے گا 'وہ اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ دوزخ کی آگ سے بھرے گا'۔

احمدیوں کو 'گستاخِ رسول' قرار دینے والے اس پمفلٹ میں اس علاقہ میں کاروبار کرنے والے مختلف احمدیوں کی دکانوں کی فہرست درج ہے۔ اس میں بعض ایسی دکانوں کا بھی ذکر ہے جنہیں احمدی ایک عرصہ سے اپنے غیر احمدی دوستوں کو فروخت کر چکے ہیں۔ اس پمفلٹ میں علاقہ کے لوگوں سے پرزور استدعا کی گئی ہے کہ وہ احمدیوں سے کسی بھی قسم کا لین دین اور تعلق رکھنے سے گریز کریں۔

اطلاعات کے مطابق احمدی اس علاقے میں بیکری سے متعلق چیزیں بنانے میں ایک خاص پہچان رکھتے ہیں اور ان کی طرف سے بنائی گئی پراڈکٹس نہ صرف اس شہر بلکہ آس پاس کے قصبوں میں بھی مشہور ہیں۔ مولوی کو یہ بات ایک نظر نہیں بھاتی اور وہ احمدیوں کے کاروبار کو نقصان پہنچانے کے لیے مذہب کا انتہائی مقدّس نام استعمال کر رہا ہے۔ انتظامیہ نے ابھی تک دینی مدرسہ کی جانب سے کی گئی اس نفرت انگیز کارروائی پر کوئی کارروائی نہیں کی۔

گورنمنٹ سکول میں مذہبی منافرت

ساہیوال: مکرم عبدالرحمٰن یوسف صاحب ساہیوال کے ایک گورنمنٹ ہائی سکول میں استاد کی حیثیت سے خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ ان کے ایک بھائی محترم فضل الرحمٰن صاحب بھی اسی شعبہ میں سرکاری ملازم ہیں۔ ان دونوں بھائیوں کو احمدی ہونے کی وجہ سے ایک عرصہ سے مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

مکرم محمد یوسف صاحب کے سکول میں ان کے خلاف مذہبی جنونی ملاؤں نے نفرت آمیز تقاریر کیں۔ اس پر مستزاد یہ کہ محمد عالم جعفری نے جو اس سرکاری سکول کا پرنسپل ہے اور سکول کے انتظام و انصرام کے ساتھ ساتھ اساتذہ و طلبہ کی حفاظت کا بھی ذمہ دار ہے نہ صرف اس کارروائی کی اجازت دی بلکہ اس حکومتی ادارے میں احمدیوں کے خلاف تحریک چلانے والی لابی کی پشت پناہی بھی کر رہا ہے۔ اس بات سے مخالف عنصر کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے اکتوبر 2012ء میں تین شدت پسندوں نے سکول آتے ہوئے یوسف صاحب کی گاڑی کو روکا اور انہیں پستول دکھاتے ہوئے دھمکیاں دیں کہ تعلیم کے شعبے سے علیحدگی اختیار کر لو ورنہ اچھا نہیں ہوگا۔ مزید برآں سکول کے احاطہ کے اندر جو کہ حکومت کی ملکیت ہے یوسف صاحب کے ساتھی اساتذہ انہیں تکلیف پہنچانے کا کوئی موقعہ ضائع نہیں کرتے۔ استاد تو استاد طلبہ بھی انہیں 'قادیانی' اور 'مرزائی' کہہ کر ان کے جذبات کو ٹھیس پہنچاتے ہیں۔ سکول کی لیبارٹری کا اسسٹنٹ کبھی انہیں 'کافر' کہتا ہے اور کبھی کچھ اور۔

اسی طرح مکرم عبدالرحمٰن یوسف صاحب کے برادر محترم فضل الرحمٰن صاحب کا تقرر گورنمنٹ محمدیہ ہائی سکول چک نمبر 93-6R ضلع ساہیوال میں ہوا۔ یوسف صاحب کے سکول کے پرنسپل نے جس کا ذکر اوپر گزر چکا ہے اس سکول کے پرنسپل کو برادرانہ تجویز دی کہ وہ محترم فضل الرحمٰن صاحب کو سکول میں باضابطہ طور پر حاضر نہ ہونے دے۔ اسی طرح اس شر پسند حکومتی اہلکار نے جامعہ رشیدیہ کے ایک ملّاں سے رابطہ کیا اور اس کے ذریعہ محترم عبدالرحمٰن یوسف صاحب کو بذریعہ فون ایک دھمکی دلوائی کہ وہ اپنے بھائی کو چک 63-6R کے سکول میں جانے سے باز رکھیں، بصورتِ دیگر نتائج کے وہ خود ذمہ دار ہوں گے!

ان واقعات کی وجہ سے احمدی اساتذہ کافی پریشانی کا شکار ہیں۔

کمیونٹی ہال کی تعمیر رکوا دی گئی

دارالنصر، ربوہ؛ جنوری 2014ء: ملّاں غلام رسول نے جو کہ شر پسندی کی حد تک احمدیت کا مخالف ہے اور ربوہ میں دندناتا پھرتا ہے پولیس میں یہ درخواست دائر کی کہ احمدی دارالنصر میں ایک (عبادت گاہ) مسجد کی غیر قانونی تعمیر کر رہے ہیں۔ اس درخواست پر پولیس کا ASI موقع پر پہنچا اور زیرِ تعمیر عمارت کا جائزہ لینے لگا۔ اس پولیس اہلکار کو بتایا گیا کہ یہاں کوئی مسجد زیرِ تعمیر نہیں بلکہ یہ ایک کمیونٹی ہال اور گیسٹ ہاؤس کی جگہ ہے۔ مزید برآں اسے ٹاؤن کمیٹی کی طرف سے منظور شدہ سائٹ پلان اور دیگر ضروری و قانونی کاغذات بھی دکھائے گئے۔ اس تمام کے باوجود اس اہلکار نے احمدیوں کو اس عمارت کی تعمیر روکنے کا کہہ کر عمارت کو تا اطلاع ثانی سر بمہر کر دیا اور وہاں سے روانہ ہو گیا۔ ظاہر سی بات ہے، ہماری قوم کا کیرکٹر ہی کچھ ایسا ہو چکا ہے کہ ملک کا قانون جو بھی کہے ملّاں کی ہر بات کو 'شرعی' حکم سمجھ کر آنکھ بند کر کے مانا جاتا ہے۔ چاہے اس بات سے دینِ اسلام کی حسین تعلیم پر زَد ہی پڑتی ہو!

مولانا فضل الرحمٰن کی امیر انٹرنیشنل ختمِ نبوت موومنٹ عبدالحفیظ مکّی سے ملاقات

مکہ: روزنامہ مشرق لاہور نے درج ذیل خبر اپنے 17؍جنوری 2014ء کے شمارہ میں شائع کی۔

''مولانا فضل الرحمٰن کی امیر انٹرنیشنل تحریکِ ختمِ نبوت مولانا عبدالحفیظ مکّی سے مکہ مکرمہ میں ملاقات۔

جمعیت علمائے اسلام کے امیر مولانا فضل الرحمٰن نے انٹرنیشنل تحریک ختمِ نبوّت کے امیر مولانا عبدالحفیظ مکّی سے مکہ مکرمہ میں ان کی رہائش گاہ پر ملاقات کی۔ اس ملاقات میں عالمِ اسلام کی موجودہ صورتِ حال پر تبادلۂ خیال کرنے کے ساتھ ساتھ قادیانیوں کے خلاف اپنی سرگرمیاں جاری رکھنے کا عزمِ نَو کیا گیا۔ اس ملاقات میں شیخِ کعبہ مولانا محمد مکی، مولانا ڈاکٹر سعید احمد عنایت اللہ، ملک محمد مکّی، صاحبزادہ محمد عمر، مولانا قاری سہیل احمد، مولانا عبدالرؤف، حافظ محمد طاہر اور دیگر علماء بھی شامل تھے۔ اس موقع پر مولانا عبدالحفیظ مکّی نے کہا کہ مسلم امہ کو باہم متحد ہو کر عقیدہ ختمِ نبوّت، ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور ناموسِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی حفاظت کے لیے کام کرنا چاہیے اور ہر قسم کے دھوکے اور کفر کے خلاف کارروائی کرنی چاہیے۔''

ہم نے اپنی اس رپورٹ کی قسط نمبر 118 میں مولانا عبدالحفیظ مکّی کی جانب سے جنوبی افریقہ میں ایک 'ختم نبوّت کانفرنس' کے انعقاد کا ذکر کیا تھا۔ اس کانفرنس میں احمدیوں کے خلاف نفرت انگیزی پھیلانے کے علاوہ شیعہ سنی فسادات پھیلانے کے لائحہ عمل پر بھی غور کیا گیا تھا۔ مزید برآں اس میں پاکستان سے نامور علماء نے شرکت کی تھی۔ ایک حالیہ پریس رپورٹ کے مطابق جمعیت علمائے اسلام فضل الرحمٰن گروپ نے پاکستان مسلم لیگ (ن) کی گورنمنٹ کے ساتھ سیاسی اتحاد کر لیا ہے۔

اس خبر کے تین دن بعد روزنامہ اوصاف لاہور کے 20 جنوری 2014ء کے شمارے میں درج ذیل خبر شائع کی گئی:

''امریکہ اور قادیانی ملک تباہ کرنے کے درپے، حکومت دہشتگردوں کو نشان عبرت بنائے: انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ

کراچی، پشاور اور سرگودھا میں علماء کرام کی ٹارگٹ کلنگ بہت بڑا المیہ، حکومت دہشتگردی کے اصل محرکات تلاش کرے: مولانا عبدالحفیظ مکّی۔

چنیوٹ (ڈسٹرکٹ رپورٹر) انٹرنیشنل ختم نبوتؐ موومنٹ کے مرکزی قائدین مولانا عبدالحفیظ مکی، مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج، مولانا محمد الیاس چنیوٹی، قاری شبیر احمد عثمانی، مولانا زاہد محمود قاسمی، مولانا محمد قادری نے اپنے مشترکہ بیان میں کہا ہے... (پاکستان میں علماء کے قتل اور دہشت گردی کے پیچھے) مخصوص لابیاں کام کر رہی ہیں جو دراصل اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل چاہتی ہیں جن کے پیچھے قادیانی ہاتھ بھی کارفرما ہو سکتا ہے۔ ان رہنماؤں کا کہنا تھا کہ امریکہ اور اس کے اتحادی اسلام و پاکستان کے مخالف ہیں جو پاکستان میں امن کے کسی صورت بھی خواہاں نہیں ہیں۔ امریکہ اور اس کے حواری ملک عزیز پاکستان میں قادیانی لابی کو استعمال کر کے بدامنی کی فضا پیدا کر کے دراصل پاکستان کو خانہ جنگی کی جانب دھکیلنا چاہتے ہیں۔ یہی ماٹو قادیانیوں کا پہلے سے ہی رہا ہے جن کا یہ خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہوگا اور ان ملک و اسلام دشمن قوتوں کو منہ کی کھانا پڑے گی ...''

ان کی اس کارروائی سے محسوس ہوتا ہے کہ گویا ملّاں پاکستان اور عرب ممالک کی موجودہ صورتِ حال سے فائدہ اٹھانے کی غرض سے گراؤنڈ تیار کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ امتِ مسلمہ کو ملّاں کے شر سے محفوظ رکھے!

(بقیہ آئندہ)

بقیہ نماز جنازہ حاضر و غائب از صفحہ 14

اِنَّـا اِلَیْـهِ رَاجِـعُـوْنَ۔ آپ حضرت چوہدری جہان خان صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سب سے چھوٹی بیٹی تھیں۔ 1974ء میں اپنے ضلع میں شدید مشکلات او دھمکیوں کے باوجود نہایت استقلال سے احمدیت پر ثابت قدم رہیں۔ اپنے شوہر کے شانہ بشانہ خدمت خلق، مہمان نوازی اور رفاہ عامہ کے کاموں میں نمایاں حصہ لینے کی توفیق پائی۔ مالی قربانی میں بھی ہمیشہ پیش پیش رہتیں۔ آپ کے ایک پوتے مکرم طارق حیات صاحب مربی سلسلہ ہیں اور آجکل شعبہ متخصصین (تحریک جدید ربوہ) میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(11) مکرم لال دین صاحب (کرائیڈن۔یوکے)

27؍جنوری 2014ء کو 83 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّـا لِـلّٰـهِ وَ اِنَّـا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ 1984ء میں اپنے خاندان میں سے اکیلے احمدی ہوئے تھے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، دعا گو، خاموش طبع، مہمان نواز، مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے نیک اور مخلص انسان تھے۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے داماد مکرم رانا سعید احمد خان صاحب شعبہ ہومیوپیتھی (لندن) میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

شہب ثاقبہ گرنے کا عظیم نشان

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 7/اپریل 2010ء میں مکرم ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب کا ایک مضمون شامل اشاعت ہے جس میں حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت میں شہب ثاقبہ کے گرنے کی عظیم الشان پیشگوئی کے پورا ہونے کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔

جب کسی مامور من اللہ کو مبعوث کیا جاتا ہے تو اس کی تائید میں آسمانی نشانات کا ظہور بھی ہوتا ہے۔ چنانچہ شہابِ ثاقب کے کثرت سے گرنے کی مذہب کے حوالہ سے بھی ایک تاریخ ہے۔ حدیث مبارکہ ہے کہ صحابہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھے کہ ناگہاں ایک ستارہ گرا اور اس سے بڑی روشنی ہوگئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جاہلیت میں تمہارا ان ستاروں کے جھڑنے کے بارے میں کیا خیال تھا؟ صحابہ نے عرض کی کہ جاہلیت میں ہم اس موقع پر سمجھتے تھے کہ یا تو کوئی بڑا آدمی پیدا ہوا ہے یا کوئی بڑا آدمی مرا ہے۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں بلکہ جب اللہ تعالیٰ کسی کام کا آسمان پر فیصلہ فرماتا ہے تو یہ ستارے جھڑتے ہیں۔

یہ بھی روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو ایک رات اس کثرت سے ستارے ٹوٹے کہ شعلے اُٹھتے بھی دکھائی دے رہے تھے۔ یہ کثرت اتنی غیرمعمولی تھی کہ اہل طائف گھبرا گئے اور خیال کرنے لگے کہ آسمان والے ہلاک ہوگئے اور طائف کے لوگوں نے اپنے غلام آزاد کرنے شروع کئے اور اپنے جانوروں کو اللہ کی راہ میں چھوڑنا شروع کیا۔ آخر ان کے ایک شخص نے کہا کہ اے طائف والو! کیوں اپنے اموال برباد کر رہے ہو تم نجوم کو دیکھو اگر وہ اپنی جگہ پر قائم ہیں تو سمجھ لو کہ آسمان والے تباہ نہیں ہوئے بلکہ یہ سب کچھ ابن ابی کبشہ کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ (مشرکین شرارت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نام سے پکارا کرتے تھے۔)

مسند احمد میں درج ہے کہ امام زہریؒ سے دریافت کیا گیا کہ کیا جاہلیت میں بھی ستارے جھڑتے تھے۔ اس پر انہوں نے جواب دیا کہ ہاں لیکن کم۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے زمانے میں ان میں بہت زیادتی ہوگئی تھی۔

'زرقانی' میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر کثرت سے شہاب ثاقب گرے تھے۔

'تاریخ خمیس' میں درج ہے کہ جب رسول کریمؐ کی ولادت ہوئی تو شہابِ ثاقب کثرت سے گرے اور ابلیس کو آسمان تک کی رسائی سے روک دیا گیا۔

یہ ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیا کی تاریخ کے اہم انقلاب کا امر ظاہر ہوا تھا۔ اور اس وجہ سے آسمان پر اللہ تعالیٰ نے یہ غیرمعمولی نشان ظاہر فرمایا۔

پھر مرقس کی انجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی آمد ثانی کی علامات یوں بیان فرماتے ہیں کہ اُن دنوں میں مصیبت کے بعد سورج تاریک ہو جائے گا اور چاند اپنی روشنی نہ دے گا اور آسمان سے ستارے گرنے لگیں گے اور جو قوتیں آسمان میں ہلائی جائیں گی اور اس وقت لوگ ابنِ آدم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ بادلوں میں آتا دیکھیں گے۔ اس وقت وہ فرشتوں کو بھیج کر اپنے برگزیدوں کو زمین کی انتہا سے آسمان کی انتہا تک چاروں طرف سے جمع کرے گا۔

ہمارے نظام شمسی میں جب دمدار ستارے (Comets) اور asteroids سفر کرتے ہیں تو اپنے پیچھے چھوٹے چھوٹے ذرات چھوڑتے جاتے ہیں جو کہ meteroids کہلاتے ہیں اور ان کے زمین کی فضا سے ٹکرانے پر شعلہ پیدا ہوتا ہے جسے meteor کہا جاتا ہے۔ اگرچہ یہ ذرّات سائز میں محض ریت کے ذرات سے لے کر ایک دو گرام کے وزن تک ہوتے ہیں لیکن آگ کا شعلہ جو پیدا ہوتا ہے اس کی چوڑائی ایک میٹر اور لمبائی پچاس ساٹھ کلومیٹر سے بھی زیادہ ہوسکتی ہے۔ سال کے بعض دنوں میں شہابِ ثاقب غیرمعمولی طور پر زیادہ گرتے ہیں اور اس عمل کو meteorite shower کہا جاتا ہے۔ اور کبھی کبھار یہ شہابِ ثاقب اتنی زیادہ بڑی تعداد میں گرتے ہیں کہ یہ گمان ہوتا ہے کہ آسمان گر رہا ہے اور ایک گھنٹے میں کئی ہزار شہابِ ثاقب گرتے ہوئے نظر آسکتے ہیں۔ جہاں تک اتنے نمایاں Storms کا تعلق ہے تو یہ بالعموم نومبر میں ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود کے مبارک دَور میں بھی ایک مرتبہ غیرمعمولی شدت کا Meteor Storm ہوا تھا۔ اس کے بارے میں حضرت مسیح موعود اپنی تصنیف حقیقۃ الوحی میں تحریر فرماتے ہیں:

''مجھ کو یاد ہے ابتدائے وقت میں جب میں مامور کیا گیا تو مجھے یہ الہام ہوا کہ جو براہین کے صفحہ 238 میں مندرج ہے۔

خدا نے تجھ میں برکت رکھ دی اور جو تُو نے چلایا یہ تُو نے نہیں چلایا بلکہ خدا نے چلایا۔ اس نے تجھے علم قرآن کا دیا تا تُو ان کو ڈراوے جن کے باپ دادا نہیں ڈرائے گئے اور تا مجرموں کی راہ کھل جائے۔ یعنی سعید لوگ الگ الگ ہو جائیں اور شرارت پیشہ اور سرکش آدمی الگ ہو جائیں اور لوگوں کو کہہ دے کہ میں مامور ہو کر آیا ہوں اور میں اوّل المومنین ہوں۔ ان الہامات کے بعد کئی طور کے نشان ظاہر ہونے شروع ہوئے۔ چنانچہ منجملہ ان کے ایک یہ کہ 28 نومبر 1885ء کی رات کو یعنی اس رات کو جو 28 نومبر 1885ء کے دن سے پہلے آئی ہے اس قدر شہب کا تماشہ آسمان پر تھا۔ جو میں نے اپنی تمام عمر میں اس کی نظیر کبھی نہیں دیکھی اور آسمان کی فضا میں اس قدر ہزار ہا شعلے ہر طرف چل رہے تھے جو اس رنگ کا دنیا میں کوئی بھی نمونہ نہیں تا میں اس کو بیان کرسکوں۔ مجھ کو یاد ہے اس وقت یہ الہام بکثرت ہوا تھا کہ وما رمیت...... سو اس رَمی کو رَمیِ شہاب سے بہت مناسبت تھی۔ یہ شہاب ثاقبہ کا تماشہ جو 28 نومبر 1885ء کی رات کو ایسا وسیع طور پر ہوا جو یورپ اور امریکہ اور ایشیاء کے عام اخباروں میں بڑی حیرت کے ساتھ چھپ گیا۔ لوگ خیال کرتے ہوں گے کہ یہ بے فائدہ تھا۔ لیکن خداوند کریم جانتا ہے کہ سب سے زیادہ غور سے اس تماشے کو دیکھنے والا اور پھر اس سے حظ اور لذت اُٹھانے والا میں ہی تھا۔ میری آنکھیں بہت دیر تک اس تماشہ کے دیکھنے کی طرف لگی رہیں اور وہ سلسلہ رمی شہب کا شام سے ہی شروع ہوگیا تھا جس کو میں صرف الہامی بشارتوں کی وجہ سے بڑے سرور کے ساتھ دیکھتا رہا۔ کیونکہ میرے دل میں الہاماً ڈالا گیا تھا کہ یہ تیرے لئے نشان ظاہر ہوا ہے۔''

شہابِ ثاقب کا جو عظیم الشان واقعہ 28 نومبر 1885ء کو ہوا وہ اس قسم کے meteor storm سے تعلق رکھتا تھا جسے علم فلکیات کی اصطلاح میں Andromedids کہا جاتا ہے اور یہ اس وقت واقعہ ہوتا ہے جب زمین کی فضا Andromedid Stream سے ٹکراتی ہے۔ یہ Andromedid Stream ان ذرات سے وجود میں آئی جو ایک دمدار ستارے 3D Biela نے فضا میں چھوڑے تھے۔ تاریخی ریکارڈ کے مطابق یہ دمدار ستارا (Comet) 1772ء، 1805ء، 1826ء اور 1845ء میں دکھائی دیا تھا۔ جب 1845 میں یہ دکھائی دیا تو یہ دو ٹکڑوں میں ٹوٹ چکا تھا اور جب ماہرینِ فلکیات کے حساب کی رُو سے اسے 1865ء میں دکھائی دینا تھا اور یہ دمدار ستارا دکھائی نہیں دیا تو یہی نتیجہ نکالا گیا کہ یہ دمدار ستارا مکمل طور پر شکست و ریخت کا شکار ہو چکا ہے۔ جب بھی زمین کی فضا سورج کے گرد گردش کرتے ہوئے اس Andromedid Stream سے ٹکراتی ہے تو شہاب ثاقب عام دنوں سے زیادہ گرتے ہیں لیکن جو وہ واقعہ 28 نومبر 1885ء کو ہوا یہاں اس قسم کے باقی Meteor Showers سے شدّت میں سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں گنا زیادہ تھا اور یہ واقعہ اب بھی علم فلکیات میں ایک حوالہ کا درجہ رکھتا ہے۔

دراصل 1885ء وہ سال تھا جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سب سے پہلے دنیا کے سامنے اپنا دعویٰ ماموریت پیش فرمایا۔ اسی سال آپؑ نے مذاہب عالم کے لیڈروں کو الٰہی بشارتوں کے تحت نشان نمائی کی عالمگیر دعوت دی کہ وہ اگر طالب صادق بن کر آپ کے پاس ایک سال قیام کریں تو وہ ضرور اپنی آنکھوں سے چمکتے ہوئے نشان دیکھ لیں گے۔ اور آپ نے اس دعوت کے بیس ہزار اشتہار انگریزی اور اردو میں شائع کروا کر ایشیا، یورپ اور امریکہ کے بڑے بڑے مذہبی لیڈروں، عالموں، مہاراجوں، مصنفوں کو بذریعہ رجسٹری بھجوائے۔

27 نومبر 1885ء کا سورج ڈوبا تو آسمان کی طرف دیکھنے والوں کو فوراً یہ احساس ہوگیا کہ آج شہابِ ثاقب غیرمعمولی طور پر زیادہ گر رہے ہیں اور ان کی شدّت اتنی ہے کہ ان کو پہلے شہابی طوفانوں سے کوئی نسبت ہی نہیں۔ چنانچہ سکاٹ لینڈ میں دیکھا گیا کہ ساڑھے پانچ بجے قریباً 25 شہابِ ثاقب فی منٹ گر رہے ہیں۔ شام چھ بجے تک یہ تعداد بڑھ کر ہر منٹ میں سو شہابِ ثاقب تک ہوگئی۔ چھ بج کر بیس منٹ میں یہ تعداد کم ہوئی پھر یہ تعداد بڑھ کر 70 فی منٹ پر گئی اور پھر آہستہ آہستہ اس تعداد میں کمی آئی۔ بہت سے گرنے والے شہاب ثاقب کی دمیں نظر آتی تھیں اور بعض جلنے کے عمل کے دوران ٹکڑوں میں تقسیم ہو رہے تھے اور بعض پیچدار شعلوں کا منظر پیش کررہے تھے۔ اسی طرح انگلستان میں بھی غیرمعمولی مناظر نظر آئے اور ایک گھنٹہ میں 3600 سے زائد شہاب ثاقب گرتے ہوئے دیکھے گئے۔

خلائی ادارہ ناسا نے 27 نومبر 1885ء کے حوالہ سے شائع ہونے والے متعدد مضامین انٹرنیٹ پر دیئے ہیں۔ ان میں اُس دَور کی اہم رصدگاہوں کی رپورٹیں بھی شامل ہیں۔

آکسفورڈ کی رصد گاہ کی رپورٹ W. H. Robinson نے قلمبند کی جس میں ساڑھے چھ بجے کے وقت کے بارے میں لکھا ہے: شہاب ثاقب متوازی قطاروں میں بارش کے قطروں کی طرح گرتے دکھائی دے رہے تھے۔

گلاسگو کی رصد گاہ میں ماہر فلکیات پروفیسر گرانٹ (R.Grant) نے اس نظارہ کے مشاہدات قلمبند کئے۔ ان کے مطابق گلاسگو کی رصد گاہ میں اس نظارے کا مشاہدہ ساڑھے چھ بجے شروع ہوا اور جلد ہی اس کی شدت میں اضافہ ہونے لگا۔ اکثر شہاب ثاقب تو سفید تھے لیکن بڑے شہاب ثاقب بکھرتے ہوئے سرخ اور نارنجی رنگ کا نظارا آسمان پر پیدا کر رہے تھے۔ ایک وقت میں ان کی تعداد 100 فی منٹ تک بھی پہنچ گئی۔ لیکن پروفیسر گرانٹ کے تخمینہ کے مطابق یہ تعداد اس سے بھی چار گنا زیادہ تھی۔ اتنی زیادہ تیز رفتار سے گرنے والے شہاب ثاقب کو شمار کرنا مشکل کام ہوتا ہے۔

یہ بات دلچسپ ہے کہ اس وقت ایک انگریز Major Bigg نے کوئٹہ بلوچستان سے بھی اس نظارہ کے بارہ میں رپورٹ بھجوائی۔ آگرہ ہندوستان سے Major G. Straham نے رپورٹ بھجوائی کہ یہ نظارہ سات بج کر بیس منٹ پر شروع ہوا اور رات ساڑھے گیارہ بجے تک اس کی شدت اسی طرح برقرار رہی۔ رات دو بجے تک یہ نظارہ عملاً ختم ہو چکا تھا۔ اتنے زیادہ شہاب ثاقب گر رہے تھے کہ ان کا شمار ممکن نہیں تھا۔

سمندر میں سفر کرنے والے لوگوں نے بھی اس تاریخی نظارے کا مشاہدہ کیا اور اپنے مشاہدات قلمبند کر کے اشاعت کے لئے بھجوائے۔ ان میں سے ایک جہاز

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 9/جولائی 2010ء میں شامل اشاعت مکرم راجہ محمد یوسف صاحب کی نظم سے انتخاب پیش ہے جس میں شہدائے لاہور کو خراج عقیدت پیش کیا گیا ہے۔

منتظر اہل نظر کا ہے وہ ظہور آگہی
عہد حاضر میں ہوا جس پر ظہورِ آگہی

دور ہو جاتے ہیں سب اندیشہ ہائے بےنشاں
قفل دل کے کھولتی ہیں جب سطورِ آگہی

انکشاف ذات سے پہلے یہ نکتہ بھی کُھلا
آگہی کی ایک منزل ہے شعورِ آگہی

دیکھتے ہوں جو خدا کے نور سے ان کے لئے
سہل ہو جاتے ہیں مشکل تر امور آگہی

S.S. Dacia کے کپتان بھی تھے۔ یہ جہاز سویز کے قریب تھا اور انہوں نے لکھا کہ رات ساڑھے نو بجے اور دس بجے کے درمیان اس کی شدّت اپنی انتہا تک پہنچ گئی تھی اور ایک منٹ میں 600 سے ایک ہزار تک شہاب ثاقب بھی گرتے دکھائی دیئے۔

اُس دور میں جب کہ شہابِ ثاقب کو شمار کرنے کے سائنسی آلات موجود نہیں تھے نیز ایک شمار کرنے والا توافق کے ایک محدود حصہ میں نامکمل طور پر ہی ان کو شمار کر سکتا تھا۔ لیکن انٹرنیٹ پر دی گئی A Dictionary of Astronomy اور کئی دیگر ریفرنس کتب کے مطابق 27 نومبر 1885ء کو اصل میں ایک گھنٹہ میں تقریباً 75 ہزار شہاب ثاقب بھی گرتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔

پس یہ ایک نہایت غیر معمولی واقعہ تھا۔

یوں تو تاریخ میں Andromedid قسم کے Meteor Storm کئی مرتبہ آئے ہیں مثلاً 1798ء میں اور 1838ء میں اور اس کے بعد بھی لیکن ان میں ایک گھنٹے میں صرف سو دو سو شہابِ ثاقب گرتے ہوئے دکھائی دیئے۔ مگر 1885ء کے علاوہ ایک اَور سال ہے جس میں اس قسم کا ایسا شدید Meteor Storm آیا کہ اس میں ایک گھنٹے میں کئی ہزار شہاب ثاقب گرتے ہوئے دکھائی دیئے یعنی آسمان کے چوتھائی حصہ میں تقریباً ساڑھے تین گھنٹے کے دوران 13 ہزار سے زائد شہابِ ثاقب گرتے دکھائی دیئے۔ یہ 1872ء تھا جو تاریخِ احمدیت میں ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ وہ سال تھا جب حضرت سلطان القلم کی پہلی تحریر آپؑ کے اپنے نام کے ساتھ دنیا میں شائع ہوئی۔ ابتدا میں آپؑ کا معمول تھا کہ آپ بعض دوسرے ناموں سے اپنے مضامین شائع کروایا کرتے تھے۔ لیکن آپؑ کے اپنے نام کے ساتھ جو پہلا مضمون شائع ہوا وہ موجودہ تحقیق کے مطابق اگست 1872ء میں شائع ہوا تھا۔ یہ مضمون حضورؑ نے رسالہ 'منشور محمدی' میں شائع کروایا تھا۔ گویا یہ سال وہ تھا جب عملاً حضورؑ نے اپنی گوشہ نشینی کی زندگی سے باہر قدم نکالا۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ 1879ء میں فلکیات کے حساب کی رُو سے بہت زیادہ Andromedid meteor shower متوقع تھا لیکن اس کا مشاہدہ نہیں ہو سکا اور جب 1885ء میں Meteor Shower کا امکان پیدا ہوا تو ماہرین فلکیات نے اس خیال کا اظہار کرنا شروع کیا کہ اب ایسا نہیں ہوگا کیونکہ ان کا خیال تھا کہ خلا میں ذرات کی وہ پٹی جس کی وجہ سے اس قسم کے Meteor Shower ہوتے ہیں کششِ ثقل کی وجہ سے اپنا مقام تبدیل کرچکی ہے۔ (اس کی تفصیلات بھی انٹرنیٹ پر موجود ہیں)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ''اگر یہ سوال پیش ہو کہ شہب کا گرنا اگر کسی نبی یا محدث کے مبعوث ہونے پر دلیل ہے تو پھر کیا وجہ کہ اکثر ہمیشہ شہب گرتے ہیں مگران کے گرنے سے کوئی نبی یا محدّث دنیا میں نزول فرما نہیں ہوتا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حکم کثرت پر ہے اور کچھ شک نہیں کہ جس زمانہ میں یہ واقعات کثرت سے ہوں اور خارق عادت طور پر ان کی کثرت پائی جائے تو کوئی مردِ خدا دنیا میں خدا تعالیٰ کی طرف سے اصلاح خلق اللہ کے لئے آتا ہے کبھی یہ واقعات ارہاص کے طور پر اس کے وجود سے چند سال پہلے ظہور میں آجاتے ہیں اور کبھی عین ظہور کے وقت جلوہ نما ہوتے ہیں اور کبھی اس کی کسی اعلیٰ فتحیابی کے وقت یہ خوشی کی روشنی آسمان پر ہوتی ہے۔''

شہابِ ثاقب کے Meteor Strom یا meteor shower کی جو قسم سب سے زیادہ نمایاں نظارہ پیش کرتی ہے وہ Leonoid Meteors ہیں۔ یہ ایک دمدار ستارے (Comet) جس کا نام Tempet-Tuttle ہے کہ پیچھے چھوڑے ذرّات کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ اس دمدار ستارے کے چھوڑے ہوئے ذرّات خلا میں 35 ہزار کلومیٹر چوڑی پٹی میں موجود ہیں اور زمین کی حرکت سے بالکل الٹ سمت پر سفر کر رہے ہیں۔ چنانچہ جب زمین کی فضا ان ذرّات کی پٹی سے ٹکراتی ہے تو یہ ذرّات زمین کی فضا سے 71 کلومیٹر فی سیکنڈ کی رفتار سے ٹکراتے ہیں جس کے نتیجہ میں نہایت روشن شہاب ثاقب نظر آتے ہیں۔

جب بھی اللہ تعالیٰ کسی مامور کو مبعوث کرتا ہے تو اس کی تائید میں آسمانی نشانات بھی ظاہر ہوتے ہیں جس طرح حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کے ساتھ کسوف و خسوف کا نشان ظاہر ہوا، اور ایک سے زائد مرتبہ غیر معمولی ذوالسنین ستارے ظاہر ہوئے جن میں 1882ء میں (جو کہ الہام ماموریت کا سال تھا) ظاہر ہونے والا دمدار ستارا بھی تھا جسے لٹریچر میں The Great Comet of 1882 کہا جاتا ہے۔ اور پھر حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے چند روز بعد سائبیریا پر گرنے والا Comet یا Asteroid بھی شامل ہے اور یہ بھی ایک ایسا غیر معمولی واقعہ تھا کہ گزشتہ دو سو سال کی ریکارڈ شدہ تاریخ میں کوئی مثال نہیں ملتی۔

محترم خواجہ محمد رمضان صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 28 جون 2010ء میں مکرم خواجہ عبدالمنان صاحب کے قلم سے اُن کے والد محترم خواجہ محمد رمضان صاحب آف میرا بھڑکا کا مختصر ذکرِ خیر شامل اشاعت ہے۔

محترم خواجہ محمد رمضان صاحب پیدائشی احمدی تھے۔ بچپن میں کشمیر سے مدرسہ احمدیہ میں بغرض تعلیم قادیان چلے گئے۔ 1947ء میں ان کے والد مکرم خواجہ غلام احمد صاحب کو احمدیہ مسجد ہموسان کشمیر میں ہندوؤں نے نذرِ آتش کردیا اور وہ شہید ہوگئے۔ جبکہ آپ قادیان میں حفاظت مرکز کے تحت منارۃ المسیح پر ڈیوٹی دیتے رہے۔ آپ کے تینوں بھائی اور والدہ ہجرت کرکے پاکستان چلے آئے لیکن آپ نے قادیان نہیں چھوڑا۔ بعدازاں مدرسہ احمدیہ میں ابتدائی تعلیم کے بعد بطور معلّم کشمیر میں تعینات ہوئے اور پھر 1965ء کی جنگ کے بعد ہجرت کرکے پاکستان چلے آئے۔ کچھ عرصہ ضلع گوجرانوالہ اپنے بھائیوں کے پاس رہ کر 1967ء میں میرپور میں سکونت اختیار کرلی۔ پھر حکومت پاکستان کی سکیم کے تحت جب مہاجرین کی مختلف علاقوں میں آبادکاری شروع ہوئی تو آپ نے نسبتاً اچھے علاقے اور بہتر زمین کو چھوڑ کر اپنے احمدی کشمیری بھائیوں کے ساتھ میرا بھڑکا میں سکونت اختیار کرلی۔ یہاں آپ 9 برس تک صدر جماعت اور اس دوران نائب امیر ضلع میرپور (کشمیر) بھی رہے۔

آپ ایک پُرجوش داعی الی اللہ تھے۔ تمام عمر نماز تہجد کا خود بھی التزام کرتے رہے اور اپنی اولاد کو بھی اس امر پر قائم رکھا۔ مالی قربانی کی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ حضور ایدہ اللہ کی تحریک وصیت کے نظام میں شمولیت پر آخری عمر میں لبیک کہنے کی توفیق پائی۔ اپنی اولاد کی تربیت نہایت احسن رنگ میں کی۔

13؍اکتوبر 2009ء کو 76 برس کی عمر میں آپ کی وفات ہوئی۔ آپ نے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ دو بیٹے ایک بیٹی، متعدد پوتے پوتیاں ونواسے نواسیاں چھوڑے ہیں۔

مکرم ماسٹر بشارت احمد صاحب مرحوم

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 15؍جولائی 2010ء میں مکرم عبدالسمیع خان صاحب ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر کے قلم سے مکرم ماسٹر بشارت احمد صاحب کا ذکرِ خیر شامل اشاعت ہے۔ مرحوم کے بارہ میں ایک مضمون قبل ازیں 24 جنوری 2014ء کے شمارہ کے اسی کالم میں شائع ہوچکا ہے۔ چند اضافی امور ذیل میں ہدیۂ قارئین ہیں۔

مضمون نگار رقمطراز ہیں کہ ماسٹر بشارت احمد صاحب ولد چراغ دین صاحب 15 نومبر 2009ء کو لندن میں لمبی علالت کے بعد وفات پاگئے۔ آپ کی تدفین لندن میں ہی ہوئی۔ 1954ء میں میٹرک کا امتحان عارفوالہ سے پاس کرنے کے بعد تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں فرسٹ ایئر میں داخل ہوئے۔ ہم دونوں کلاس فیلو تھے۔

آپ کو خلافت سے بہت پیار تھا۔ فروری 1955ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ بیمار ہوگئے۔ دعا کی غرض سے اعلان ہوا تو حضورؓ کی خیریت معلوم کرنے کے لئے بڑی بے چینی میں مجھے ساتھ لے کر دفتر پرائیویٹ سیکرٹری پہنچے اور مسجد مبارک میں نماز عشاء میں بڑی تضرّع سے حضورؓ کی شفایابی کے لئے دعا میں شریک ہوئے۔ آپ نماز تہجد باقاعدگی سے ادا کرتے۔ جھنگ کے سفر کے دوران بھی رات قیام ہوتا تھا تو تہجد ضرور ادا کرتے۔ سر پر ہمیشہ ٹوپی رکھتے تھے۔

ایف اے؛ سی ٹی کرنے کے بعد یکم ستمبر 1960ء کو تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ میں تقرر ہوا۔ دوران ملازمت آپ نے بی اے بی ایڈ اور ایم اے بھی کیا اور پھر ترقی کرکے بی اے بی ایڈ کی آسامی پر منتقل ہوگئے۔ علاوہ تدریسی کام کے دفتر میں کلرک صاحبان کی معاونت کے لئے بھی مقرر تھے اور مالی معاملات میں خوب مہارت تھی۔ سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ بھی مقرر ہوئے۔ نہایت شفقت کے ساتھ بچوں کے معاملات طے کرتے اور بچوں کی تربیت میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرتے تھے۔ سکول قومیائے جانے کے بعد گورنمنٹ کی طرز پر دفتری معاملات چلانے پڑے تو آپ نے خوب مہارت سے سارے معاملات طے کئے۔ ایک دفعہ ڈی سی او آفس کے ایک کلرک نے مجھے بتایا کہ میں نے سارا دفتری کام بشارت صاحب سے ہی سیکھا تھا۔ ان کے ہوتے ہوئے کسی اَور کے پاس جانے کی ضرورت نہیں تھی۔ مرحوم کی حسن کارکردگی اور اخلاق کی وجہ سے غیراز جماعت ہیڈ ماسٹر صاحبان بھی آپ کی تعریف کئے بغیر نہ رہ سکتے تھے۔

مکرم بشارت صاحب ربوہ میں رہائش کو نعمت سمجھتے تھے۔ ربوہ سے باہر ملازمت کو پسند نہ کرتے تھے۔ دینی خدمت کا موقعہ کبھی ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے۔ خدام کے سالانہ اجتماعات میں بڑی دلجمعی کے ساتھ ڈیوٹی دیتے۔ جلسہ سالانہ میں مہمان نوازی کی ڈیوٹی بھی بڑی ذمہ داری سے ادا کرتے رہے۔

دسمبر 1995ء میں ملازمت سے ریٹائرمنٹ کے بعد وقف جدید میں اعزازی طور پر کام کرتے رہے۔ پنشن کیس یا سروس بک کا کام بلامعاوضہ کرتے۔ آپ کے والد صاحب 1973ء میں وفات پاگئے تھے جس کے بعد آپ نے اپنے بہن بھائیوں کی پرورش میں نمایاں کردار ادا کیا۔ اپنے ساتھی مرحوم اساتذہ کے بچوں کے ساتھ بھی نہایت شفقت سے پیش آتے۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 3 ستمبر 2010ء میں محترم ماسٹر بشارت احمد صاحب کی بہن مکرمہ ن۔ی صاحبہ کے قلم سے ایک مضمون شامل اشاعت ہے۔

آپ لکھتی ہیں کہ محترم ماسٹر صاحب نے وفات سے قبل اپنے چھوٹے بھائی سے کہا کہ قادیان میں مجھے حضرت مسیح موعودؑ بلارہے ہیں اور مَیں اُن کے پاس جارہا ہوں۔ پھر محترم ماسٹر صاحب کی وفات پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے مرحوم کے چہرہ پر ہاتھ رکھ کر دعا کی اور فرمایا کہ یہ میرے بھی استاد تھے۔

محترم ماسٹر بشارت احمد صاحب سینئر ہونے کے باوجود ہیڈ ماسٹر بن کر ربوہ سے باہر نہیں جانا چاہتے تھے اس لئے محکمہ تعلیم نے آپ کو تعلیم الاسلام سکول ربوہ میں ہی ہیڈ ماسٹر کے مساوی (سبجیکٹ سپیشلسٹ کا) گریڈ دے دیا۔ آپ 1961ء میں نظام وصیت سے منسلک ہوئے تھے۔ غریبوں کے دلی ہمدرد اور مددگار تھے۔ ہم چھوٹے بھائی بہنیں تعلیم حاصل کرنے کے لئے جب ربوہ آئے تو سب آپ کے پاس ٹھہرے اور آپ نے ہمارے رہن سہن اور تعلیم کا ہر طرح سے خیال رکھا۔ اپنے والد کی وفات کے بعد آپ نے ہمیں یتیمی کا احساس نہیں ہونے دیا۔

جب ڈاکٹروں نے بتادیا کہ آپ کی بیماری ایسی ہے کہ صرف دو ماہ مزید زندہ رہیں گے تو ہم تو بے حد افسوس میں ڈوب گئے لیکن آپ ہمیں تسلّی دیتے، شعر اور لطیفے سناتے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 19؍جولائی 2010ء میں مکرم ملک منیر احمد ریحان صابر کی ایک نظم شامل اشاعت ہے۔ اس نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

چاند کی روشن کرنوں میں جب اس کا چاند سا مکھڑا ہوگا
جانے وہ دیسوں کا راجا ، کیسے دیس میں رہتا ہوگا
اس کی یاد بسا کر دل میں ، سوچ بھنور میں گرتا جاؤں
پھر یہ سوچ کے بھی گھبراؤں، کتنی دُور کا رستہ ہوگا
ان کا درشن پاتے ہوں گے دِیوانے ، فرزانے بھی
جو ان قدموں میں ہوگا ، کیسی قسمت والا ہوگا
دیس کی اندھیاری راتوں میں آس کے دیپک جلتے رہیں
کبھی تو ان کی دید ملے گی، کبھی تو اپنا جلسہ ہوگا
کبھی تو چین ملے گا صابرؔ کبھی تو ارماں پورے ہوں گے
کبھی تو اپنے ربوہ میں بھی، اپنے 'چاند' کا جلوہ ہوگا

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
April 4, 2014 – April 10, 2014

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday April 4, 2014

00:05 World News
00:25 Tilawat & Dars-e-Hadith
01:00 Yassarnal Qur'an: A children's programme teaching the correct pronunciation of the Holy Qur'an.
01:20 Huzoor's Tour Of Singapore
01:55 Hijrat: An Urdu discussion highlighting various problems faced by immigrants in the West.
02:30 Japanese Service
03:00 Tarjamatul Qur'an Class: Recorded on April 8, 1997.
04:15 Hazrat Masih Nasiri Ka Asal Pegham: The teachings of Hazrat Isa (as).
04:55 Liqa Ma'al Arab: Session no. 70.
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25 Yassarnal Qur'an
06:45 Huzoor's Reception In Australia: Recorded on October 11, 2013.
07:45 Siraiki Service
08:20 Rah-e-Huda: An interactive talk show answering questions about the beliefs of the Ahmadiyya Muslim Community, thus rectifying misconceptions.
09:55 Indonesian Service
11:00 Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il: A discussion programme on issues related to Islamic jurisprudence.
11:35 Dars-e-Hadith
12:00 Live Friday Sermon
13:15 Tilawat & Seerat-un-Nabi
14:05 Yassarnal Qur'an
14:30 Shotter Shondhane
15:40 Islami Mahino Ka Ta'aruf: A series of programmes about the Islamic calendar.
16:20 Friday Sermon [R]
17:35 Yassarnal Qur'an
18:00 World News
18:30 Live Arabic Service
20:30 Islami Mahino Ka Ta'aruf
21:00 Friday Sermon [R]
22:20 Rah-e-Huda

Saturday April 5, 2014

00:00 World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Hadith
00:45 Yassarnal Qur'an
01:05 Huzoor's Reception In Australia: Recorded on October 11, 2013.
02:10 Friday Sermon: Recorded on April 4, 2014.
03:20 Rah-e-Huda
04:50 Liqa Ma'al Arab: Session no. 71.
06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30 Al-Tarteel
07:00 Huzoor's Jalsa Salana Address: Recorded on May 19, 2012 in Holland.
08:00 International Jama'at News
08:30 Story Time
09:00 Question And Answer Session: Recorded on February 16, 1997.
10:00 Indonesian Service
11:00 Friday Sermon: Recorded on April 4, 2014.
12:15 Tilawat
12:30 Al-Tarteel
13:00 Live Intikhab-e-Sukhan
14:00 Shotter Shondhane
15:05 Taqreeb-e-Runomai: An introduction to a poetry compilation.
16:00 Live Rah-e-Huda
17:30 Al-Tarteel
18:00 World News
18:30 Live Arabic Service
20:30 International Jama'at News
21:00 Rah-e-Huda
22:35 Story Time
22:55 Friday Sermon [R]

Sunday April 6, 2014

00:10 World News
00:30 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
01:00 Al-Tarteel
01:25 Huzoor's Jalsa Salana Address: Recorded on May 19, 2012 in Holland.
02:30 Story Time
02:50 Friday Sermon: Recorded on April 4, 2014.
04:00 Taqreeb-e-Runomai
04:55 Liqa Ma'al Arab: Session no. 72.
06:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:40 Yassarnal Qur'an
07:00 Huzoor's Mulaqat With Students: Recorded on November 7, 2013.
07:45 Faith Matters
08:50 Question And Answer Session: Recorded on May 21, 1995.
10:00 Indonesian Service
11:05 Friday Sermon: Spanish translation of Friday sermon delivered on November 30, 2012.
12:10 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:40 Yassarnal Qur'an
13:00 Friday Sermon: Recorded on April 4, 2014.
14:05 Shotter Shondhane
15:30 Huzoor's Mulaqat With Students [R]
16:10 Ashab-e-Ahmad
17:00 Kids Time
17:30 Yassarnal Qur'an
18:00 World News
18:30 Huzoor's Mulaqat With Students [R]
19:30 From Democracy To Extremism
20:25 Roots To Branches
20:45 The City Of London
21:55 Friday Sermon [R]
23:10 Question And Answer Session [R]

Monday April 7, 2014

00:10 World News
00:30 Tilawat & Dars-e-Hadith
01:05 Yassarnal Qur'an
01:30 Huzoor's Mulaqat With Students: Recorded on November 7, 2013.
02:05 Roots To Branches
02:30 Friday Sermon: Recorded on April 4, 2014.
03:45 Real Talk: A talk show series discussing social issues affecting today's youth.
04:55 Liqa Ma'al Arab: Session no. 73.
06:00 Tilawat & Seerat-un-Nabi
06:35 Al-Tarteel: A programme teaching the correct pronunciation of the Holy Qur'an.
07:00 Huzoor's Reception In Australia: Recorded on October 18, 2013.
08:10 International Jama'at News
08:45 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
09:10 Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on February 16, 1998.
10:15 Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon delivered on January 17, 2014.
11:10 Jalsa Salana Speeches
12:00 Tilawat & Seerat-un-Nabi
12:30 Al-Tarteel
13:00 Friday Sermon: Recorded on June 13, 2008.
14:00 Shotter Shondhane
15:05 Jalsa Salana Speeches
15:45 Muslim Scientists
16:00 Rah-e-Huda
17:35 Al-Tarteel
18:00 World News
18:20 Huzoor's Reception In Australia: Recorded on October 18, 2013.
19:30 Real Talk: A talk show series discussing social issues affecting today's youth.
20:30 Rah-e-Huda
22:05 Friday Sermon [R]
23:00 Jalsa Salana Speeches
23:40 Muslim Scientists

Tuesday April 8, 2014

00:00 World News
00:20 Tilawat & Seerat-un-Nabi
00:50 Al-Tarteel
01:20 Huzoor's Reception In Australia: Recorded on October 18, 2013.
02:30 Kids Time
03:05 Friday Sermon: Recorded on June 13, 2008.
03:55 Medical Matters
04:25 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
04:55 Liqa Ma'al Arab: Session no. 74.
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Yassarnal Qur'an
07:00 Huzoor's Mulaqat With Students: Recorded on November 7, 2013.
07:40 Guftugu
08:25 Attractions Of Australia
09:00 Quetion And Answer Session: Recorded on May 21, 1995.
10:00 Indonesian Service
11:00 Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on December 13, 2013.
12:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30 Yassarnal Qur'an
13:00 Real Talk
14:00 Bangla Shomprochar
15:00 Spanish Service
15:40 Al-Wasiyyat
16:30 Braheen-e-Ahmadiyya
17:00 Guftugu
17:35 Yassarnal Qur'an
18:00 World News
18:20 Huzoor's Mulaqat With Students [R]
19:00 Noor-e-Mustafwi
19:25 Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on December 13, 2013.
20:25 Attractions Of Australia
21:00 From Democracy To Extremism
22:00 Al-Wasiyyat
23:00 Quetion And Answer Session [R]

Wednesday April 9, 2014

00:00 World News
00:15 Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50 Yassarnal Qur'an: A children's programme teaching the correct pronunciation of the Holy Qur'an.
01:20 Huzoor's Mulaqat With Students: Recorded on November 7, 2013.
01:50 Al-Wasiyyat
02:45 Braheen-e-Ahmadiyya
03:15 Attractions Of Australia
03:45 Guftugu
04:35 Noor-e-Mustafwi
04:55 Liqa Ma'al Arab: Session no. 75.
06:00 Tilawat & Dars Majmooa Ishteharaat
06:35 Al-Tarteel
07:00 Huzoor's Jalsa Salana Address: Recorded on May 20, 2012 in Holland.
08:00 Real Talk
09:00 Quetion And Answer Session: Recorded on February 16, 1997.
10:00 Indonesian Service
11:00 Swahili Service
12:00 Tilawat & Dars Majmooa Ishteharaat
12:45 Al-Tarteel
13:10 Friday Sermon: Recorded on June 13, 2008.
14:00 Shotter Shondhane
15:05 Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
15:40 Kids Time
16:30 Faith Matters
17:30 Al-Tarteel
18:00 World News
18:20 Huzoor's Jalsa Salana Address [R]
19:30 Real Talk
20:30 Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
21:20 Kids Time
22:00 Friday Sermon [R]
22:55 Intikhab-e-Sukhan

Thursday April 10, 2014

00:00 World News
00:15 Tilawat & Dars Majmooa Ishteharaat
00:55 Al-Tarteel
01:30 Huzoor's Jalsa Salana Address: Recorded on May 20, 2012 in Holland.
02:25 Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
03:00 Qur'anic Archaeology: An Urdu discussion about Islamic culture and archaeology.
03:50 Faith Matters
05:00 Liqa Ma'al Arab: Session no. 76.
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Yassarnal Qur'an
07:00 Huzoor's Tour Of Singapore
08:00 From Democracy To Extremism
08:55 Tarjamatul Qur'an Class: Recorded on April 9, 1997.
10:00 Indonesian Service
11:00 Pushto Muzakarah
12:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30 Yassarnal Qur'an
12:55 Beacon Of Truth
14:00 Friday Sermon: Bengali translation of Friday sermon delivered on January 24, 2014.
15:05 Hazrat Masih Nasiri Ka Asal Pegham
15:35 Persian Service
16:20 Tarjamatul Qur'an Class [R]
17:30 Yassarnal Qur'an
18:00 World News
18:30 Huzoor's Tour Of Singapore [R]
19:30 Faith Matters: A contemporary and informative English question and answer programme exploring various matters relating to faith and religion.
20:30 Hijrat: An Urdu discussion highlighting various problems faced by immigrants in the West.
21:05 Tarjamatul Qur'an Class [R]
22:20 Yassarnal Qur'an
22:50 Beacon Of Truth

Please note MTA2 will be showing French & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 21 | Friday 04 April, 2014 | Issue No. 14

جماعتِ احمدیہ کے برطانیہ میں قیام پر ایک سو سال مکمل ہونے کے پُرمسرّت موقع پر

احمدیہ مسلم جماعت برطانیہ کے زیرِ انتظام ’گلڈ ہال‘ لندن میں ’اکیسویں صدی میں خدا تعالیٰ کے تصور‘ کے موضوع پر

مذاہب عالم کانفرنس کا شاندار انعقاد

مختلف مذاہب کے رہنماؤں، سیاسی لیڈروں، حکومتی وسفارتی اہلکاروں، علمی اور ادبی حلقوں اور میڈیا سے تعلق رکھنے والوں

نیز مذہبی آزادی کے لئے کام کرنے والے اداروں سے تعلق رکھنے والے چنیدہ افراد کی شرکت

کیتھولک چرچ کے آرچ بشپ Kevin McDonald، چیف ربائی آف اسرائیل کے نمائندہ Rabbi Professor Daniel Sperber، عزت مآب جناب دلائی لاما کے نمائندہ Geshe Tashi Tsering، دروز کمیونٹی اسرائیل کے روحانی پیشوا Sheikh Muawafak Tareef، ہندو کونسل UK کے چیئرمین Umesh Chandr Sharma، USCIRF (یو ایس کمیشن آن انٹرنیشنل ریلیجس فریڈم) کی وائس چیئرمین Dr. Katrina Lantos Swett، گھانا کے صدرِ مملکت جناب عزت مآب John Dramani Mahama کی نمائندگی میں لندن میں گھانا کے ہائی کمشنر HE Prof Kwaku Danso-Boafo، سینئر منسٹر آف سٹیٹ Rt Hon Baroness Saeeda Warsi، سیکرٹری آف اسٹیٹ فار کمیونٹیز Rt Hon Eric Pickles MP، انگلستان کی پارلیمنٹ میں قائم APPG on International Religious Freedom کی چیئرمین Baroness Berridge، انگلستان کے اٹارنی جنرل Rt Hon Dominic Grieve QC MP کی تقاریر

ملکہ برطانیہ، وزیرِ اعظم برطانیہ، صدرِ مملکت گھانا، پوپ کی کیبنٹ میں شامل کونسل فار جسٹس اینڈ پیس (Council for justice and peace) کے صدر کے خصوصی پیغامات

کانفرنس میں 26 ممالک سے مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے 485 افراد کی شمولیت، موقع کی مناسبت سے جماعتِ احمدیہ کے تعارف پر مشتمل ایک تصویری نمائش کا انتظام

اس تاریخی کانفرنس میں حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت شمولیت اور نہایت اہم خطاب

(رپورٹ: حافظ محمد ظفر اللہ۔ رشید احمد ظفرؔ)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تصنیف ’تریاق القلوب‘ میں انگریز گورنمنٹ کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:

’’چونکہ آجکل یورپ کی بعض گورنمنٹیں اِس بات کی طرف بھی مائل ہیں کہ مختلف مذاہب کی خوبیاں معلوم کی جائیں کہ ان سب میں سے خوبیوں میں بڑھا ہوا کونسا مذہب ہے اور اِس غرض سے یورپ کے بعض ملکوں میں جلسے کئے جاتے ہیں جیسا کہ اِن دنوں میں اٹلی میں ایسا ہی جلسہ درپیش ہے اور پھر پیرس میں بھی ہوگا۔ سو جبکہ یورپ کے سلاطین کا میلان طبعاً اِس طرف ہوگیا ہے اور سلاطین کی اِس قسم کی تفتیش بھی لوازم سلطنت میں سے شمار کی گئی ہے اِس لئے مناسب نہیں ہے کہ ہماری یہ اعلیٰ درجہ کی گورنمنٹ دوسروں سے پیچھے رہے اور تمہید اس کارروائی کی اِس طرح پر ہوسکتی ہے کہ ہماری عالی ہمت گورنمنٹ ایک مذہبی جلسہ کا اعلان کرکے اِس زیرِ تجویز جلسہ کی ایسی تاریخ مقرر کرے جو دو سال سے زیادہ نہ ہو اور تمام قوموں کے سرکردہ علماء اور فقراء اور ملہموں کو اِس غرض سے بلایا جائے کہ وہ جلسہ کی تاریخ پر حاضر ہوکر اپنے مذہب کی سچائی کے دو ثبوت دیں۔ اوّل ایسی تعلیم پیش کریں جو دوسری تعلیموں سے اعلیٰ ہو جو انسانی درخت کی تمام شاخوں کی آبپاشی کرسکتی ہو۔ دوسرے یہ ثبوت دیں کہ اُن کے مذہب میں روحانیت اور طاقت بالا ویسی ہی موجود ہے جیسا کہ ابتدا میں دعویٰ کیا گیا تھا۔‘‘

(’تریاق القلوب‘ روحانی خزائن جلد نمبر 15، صفحہ 495، 496)

اس کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ’جلسہ تحقیق مذاہب‘ کے نام سے 1895ء میں ایک اشتہار شائع فرمایا جس میں یہ تجویز بھی دی کہ اس جلسہ کا انعقاد قادیان میں بھی کیا جاسکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس اشتہار کے ذریعہ مذاہب عالم کے اکابرین اور رہنماؤں کو قادیان آنے کی بھی دعوت دی تا وہ اس جلسہ میں شامل ہوکر اپنے اپنے مذاہب کی خوبیاں بیان کریں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

’’مذہبی تحقیق کیلئے غیبی تحریک سے ایک ہوا چل رہی ہے۔ تمام راہیں کھل گئیں ہیں۔ تمام مشکلات حل کردی گئی ہیں۔ مختلف زبانوں کا علم لوگوں میں بڑھتا جاتا ہے۔ گویا خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمام قوموں کو ایک قوم بناوے۔ سو یہ بات بالکل سچ ہے کہ اگر ان تمام وسائل کو احقاق حق کیلئے احسن طور پر استعمال میں لایا جاوے اور تمام قوموں کے اکابرین اور صاحبان معرفت نیک نیتی سے حق کے ظاہر ہونے کیلئے ایک جگہ مل کر کوشش کریں اور تعصّبات سے دور ہوکر بھائیوں کی طرح باہمی اتفاق سے اپنے اپنے دین اور کتاب کی خوبیاں آہستگی اور ٹھنڈے دل سے ایک دوسرے پر ظاہر کریں تو کچھ تعجب نہیں کہ اس اتفاق کی برکت سے سچے مذہب کے انوار لوگوں پر ظاہر ہوجاویں۔ اور یہ بات نہایت قابل افسوس ہوگی کہ جب اس قدر وسائل اظہار حق کے خدا تعالیٰ نے ہمارے لئے موجود کردیئے ہیں تو ہم ان خداداد نعمتوں سے کچھ فائدہ نہ اٹھاویں اور ایسی تجویزیں نہ سوچیں جو بذریعہ استعمال ان وسائل کے اظہار حق کیلئے مدد دے سکتے ہیں اور ایسے حیلے بجا نہ لاویں جو بنی نوع کی ہمدردی کیلئے نہایت مؤثر ہوں بلکہ اس صورت میں ہم بڑے گنہگار ٹھہریں گے اگر ہم ان خداداد نعمتوں کا قدر نہ کریں اور عملی طور پر خلق اللہ کو ان کا فائدہ نہ پہنچاویں اور یونہی غفلت سے ان تمام نعمتوں کو ضائع کردیں۔ اور اپنی بنی نوع کی ہمدردی سے لاپروائی اختیار کریں لہٰذا اللہ تعالیٰ کے فضل اور توفیق سے میں نے یہ تجویز کی ہے کہ اس کام کے انجام دینے کیلئے ایک مہذبانہ جلسہ مذاہب متفرقہ کا اسی جگہ یعنی قادیان ضلع گورداسپور پنجاب میں انعقاد پاوے۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد اول، اشتہار نمبر 144، اشتہار بعنوان ’’جلسہ تحقیق مذاہب‘‘)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ملکہ برطانیہ کی گولڈن جوبلی کے موقع پر کتاب ’تحفہ قیصریہ‘ تحریر فرمائی۔ یہ کتاب 25 مئی 1897ء کو شائع ہوئی۔ اس کتاب میں بھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے موقع کی مناسبت سے ملکہ انگلستان کی کمال ہمدردی فرماتے ہوئے اسے قبولِ اسلام کی دعوت دی نیز یہ تجویز فرمایا کہ:۔

’’نہایت آرزو سے دل چاہتا ہے کہ ہماری قیصرہ ہند دام اقبالہا بھی قیصر روم کی طرح ایسا مذہبی جلسہ پایۂ تخت میں انعقاد فرماویں کہ یہ رُوحانی طور پر ایک یادگار رہوگی...... اور اس التماس کا ایک یہ بھی سبب ہے کہ جب سے اس ملک کے لوگوں نے امریکہ کے جلسہ مذاہب سے اطلاع پائی ہے، طبعاً دِلوں میں یہ جوش پیدا ہوگیا ہے کہ ہماری ملکہ معظّمہ بھی خاص لنڈن میں ایسا جلسہ منعقد فرمائیں۔۔۔ ہاں یہ ضروری ہوگا کہ اِس جلسہ مذاہب میں ہر ایک شخص اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرے۔ دُوسروں سے کچھ تعلق نہ رکھے۔ اگر ایسا ہوا تو یہ جلسہ بھی ہماری ملکہ معظّمہ کی طرف سے ہمیشہ کے لیے ایک رُوحانی یادگار رہوگا۔‘‘

(تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 279)

باقی صفحہ نمبر 09 پر ملاحظہ فرمائیں